Reg No. NPR 176
ماہنامہ
الجمعیۃ
راولپنڈی
مارچ 2015ء مطابق جمادی الاولیٰ 1436ھ

انسداد دہشت گردی کی غیر منصفانہ حکمت عملی

نان ایشوز کو ایشوز بنانے کا آزمودہ حربہ

فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی سازش

چائنا پاکستان اقتصادی راہداری

جے یو آئی کا ایک خواب
جس کی تعبیر ملنے کو ہے......

GILGIT
KASHMIR
PUNJAB
Balochistan
GWADAR
KARACHI

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

الجمعیۃ

راولپنڈی پاکستان

مدیر اعلیٰ: مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم

زیر سرپرستی: مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہم، مرکزی سرپرست جمعیۃ علماء اسلام

نگران: مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہم

مارچ 2015ء مطابق جمادی الاولیٰ 1436ھ | جلد نمبر: 15 | شمارہ نمبر: 6

خط و کتابت کا پتہ

دفتر الجمعیۃ G-521-A

بالمقابل ناز کو پریس لیاقت روڈ راولپنڈی

0336-5550686

051-5550686

عکسِ دروں

فی شمارہ 30 روپے ☆ اندرون ملک سالانہ: 350 روپے، ششماہی: 175 روپے

سعودی عرب: ۱۰۰ ریال ☆ برطانیہ: ۲۰ پونڈ ☆ امریکہ: ۳۰ ڈالر ☆ امارات: ۷۰ درہم

پبلشر: مولانا فضل الرحمن رجسٹرڈ نمبر: NPR176

اکاؤنٹ نمبر 5 - 0129205 بنام سید محمد زاھد شاہ

اس اہل حق کے قافلے کی جان کون ہے؟

از: محمد اکرام القادری
سابق ایڈیٹر ہفت روزہ
ترجمان اسلام، لاہور

دیوبند کے سپوت مجھے یہ تو بتائیں
اسلاف کی عظمت کا نگہبان کون ہے ؟

ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچیں مرے رفیق
شہدائے بالا کوٹ کی پہچان کون ہے؟

وہ کون ہے جو شاملی والوں پہ ہے فدا؟
تحریکِ شیخ ہندؒ کا حُدی خوان کون ہے؟

کانٹا بنے ہوئے ہیں جو یورپ کی آنکھ کا
ان مدرسوں پہ جان سے قربان کون ہے؟

ایوان اور عوام میں جس کی ہے گھن گرج
وہ صاحبِ دلیل ، وہ ذیشان کون ہے؟

فکرونظر سے کام لو سوچو! بصدقِ دل
سرگرمیوں سے اس کی پریشان کون ہے؟

تجھ کو خبر نہیں ہے تو اہلِ صفا سے پوچھ
دانائے راز کون ہے، برہان کون ہے؟

درخواستیؒ نے اپنے عمل سے بتا دیا
اس اہلِ حق کے قافلے کی جان کون ہے؟

خواجۂ خواجگانؒ نے تو یہ بار ہا کہا
اس گلستان کی روح اور ریحان کون ہے؟

الحاد پروروں کا ہدف کون ہے، بتا؟
ملت کے دردوغم پہ پریشان کون ہے؟

جو بوریا نشیں ہیں، کبھی ان سے پوچھیے
ٹوٹے ہوئے دلوں کا قدردان کون ہے؟

جو تیس سال سے ہے رواں خارزار پر
وہ مشفق و شفیق و مہربان کون ہے؟

سمجھیں خدا کے واسطے کچھ زاویہ نشیں
صحرا نورد ، مردِ کوہستان کون ہے؟

اکرامؔ جس کے حلم و تدبّر کی دھوم ہے
اہلِ ہدیٰ کے کارواں کی آن کون ہے؟

حکمران ہوش کے ناخن لیں......!!!

اداریہ

حافظ محمد ابوبکر شیخ

پاکستان میں عالمی مارکیٹ کے زیر اثر پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں جس قدر کم کی جاسکتی تھیں، وہ نہیں ہوئیں۔ پھر بھی قریباً دس سال پرانی سطح تک گر چکی ہیں۔ عموماً عیسوی سال کے ابتدائی دو تین ماہ گندم کی قلت آٹے کا بحران پیدا کیا کرتی تھی، اس بار سرکاری اور نجی ذخائر میں وافر گندم موجود ہے۔ بیرون ملک بھجوانے کی خبریں بھی آرہی ہیں۔ نئی فصل کیلئے حکومت نے 1500 سو روپے فی من سرکاری قیمت خرید کا اعلان کیا ہوا ہے، جبکہ پہلی فصل کی گندم 1200 روپے سے کم پر فروخت ہو رہی ہے۔ گزشتہ سال خام چاول (مونجی) کا نرخ 2200 سے 2500 روپے تھا، امسال نرخ 1500 روپے سے زیادہ نہیں مل رہے۔ شومئی قسمت ریاستی ڈھانچے کی ناگفتہ بہ حالت اور حکومتی ذمہ داران کی عدم توجہی کی بناء پر عوام اس گری ہوئی سطح کے نرخوں سے کما حقہ مستفید نہیں ہو پا رہے۔ گو پیٹرولیم مصنوعات کے نرخ دس سال پرانی قیمتوں تک گر گئے ہیں مگر مال برداری کے اخراجات میں کمی کا تناسب بہت تھوڑا بلکہ غیر محسوس ہے۔ ماضی میں پٹرول کی قیمت میں اضافہ کے ساتھ ہی ہر چیز کے نظر ثانی شدہ نرخ نامے منظر عام پر آجاتے تھے۔ اب قیمت میں کمی ہوئی تو ایسا نہیں ہوا بلکہ بچوں کے خشک دودھ اور چائے کی پتی تیار کرنے والوں کے ساتھ کئی ایک دوسرے تیار کنندگان نے اپنے نرخ بڑھا دیے ہیں۔ اس قسم کی دھٹائی کی مثال شائد ہی کہیں اور دیکھنے کو ملے۔ آٹے کے تھیلے عام فروخت ہو رہے ہیں مگر ان کی قیمتوں میں کمی کا فرق عوام کی جیب میں نہیں کسی اور کی تجوری میں جا رہا ہے۔ چاول، گندم کے کاشتکار گرتے ہوئے نرخوں سے پریشان ہیں۔ درمیانی وسیلہ بالائی اتار رہا ہے، کیونکہ نگرانی اور توازن کو قائم کرنے والے لوگ لاپرواہ ہیں۔ نااہل یا بدعنوان سرکاری محکموں کے باہمی روابط کے فقدان، پالیسیوں میں آئے دن ردوبدل اور غیر ضروری امور کو بلاوجہ غیر معمولی اہمیت دینے کی وجہ سے عوام کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ معروف معنوں میں پاکستان ایک زرعی ملک ہے مگر ہمارے بازاروں اور مارکیٹوں میں درآمدی اور سمگل شدہ پھل سبزیاں بھرے پڑے ہیں۔ ٹماٹر ہندوستانی، سیب ایرانی اور لہسن ادرک چائنہ کے فروخت ہو رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے نرخ ناموں کی جانچ پڑتال کرنے والے مجاز ادارے اور ان کی نگران سیاسی اور حکومتی شخصیات خلق خدا کی سہولت کیلئے تفویض شدہ اپنی ذمہ داریوں کو پوری صلاحیت اور دیانت داری سے سرانجام دیں تا کہ دنیا اور آخرت میں رسوائی سے بچ سکیں۔

پنجاب میں نئے ایمپلی فائر ایکٹ کا اجراء ہوا ہے جس میں اذان کیلئے محض ایک سپیکر کی پابندی کا حکم شامل ہے۔ اس پر عمل درآمد کیلئے پولیس اہلکار بہت مستعد نظر آرہے ہیں، وہ اپنے مخصوص انداز میں مساجد میں جاتے ہیں اور مخصوص لب ولہجے میں علماء سے بات کرتے ہیں۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ پنجاب حکومت جس کے سربراہ کی بظاہر شہرت بڑے اچھے منتظم کی ہے، نوکر شاہی کی چالوں میں گر گئی ہے اور دینی حلقوں کو اشتعال پر آمادہ کرنے والے اقدامات کر رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لاؤڈ سپیکر کا غلط استعمال ہمارے ہاں بہت عام ہے، اس حوالے سے عبادات گاہوں کے ساتھ ساتھ گلی محلوں میں سودا وغیرہ فروخت کرنے والے بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اذان کی آواز کو محدود کر دیا جائے، مساجد کے تقدس اور علماء کے احترام کو فراموش کر دیا جائے۔ ہمیں افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ نماز جمعہ سے قبل ائمہ نے اعلان کیا کہ لوگ اپنی گھڑیاں مسجد کی گھڑی سے ملالیں اور اذان کا انتظار کئے بغیر وقت مقررہ پر جماعت میں شرکت کیلئے مسجد پہنچ جائیں کیونکہ سپیکر ایک ہے اور ایک طرف ہی اذان کی آواز جا سکتی ہے۔ مسلمان معاشرے اور "مسلم" لیگ کی حکومت میں ایسا فیصلہ باعث شرم اور انتہائی قابل مذمت ہے۔ یہ عمل یقیناً ایمپلی فائر ایکٹ کی تیار کنندگان کی اعلاء کلمۃ اللہ کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرنے کی ایک لاشعوری کوشش ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب نے نئے ایمپلی فائر ایکٹ کے ذریعہ اذان کو محدود کرنے کے حکم کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اس حوالے سے (بقیہ صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں)

ضبط و ترتیب: سمیع الحق سواتی

مدارس بند کر دیئے تو ہم جیلوں میں پڑھائیں گے

قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کا جامعہ احسن العلوم کراچی میں خطاب

حضرت مفتی زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، اساتذہ کرام، طلبائے عزیز، میرے دوستو اور بھائیو! حضرت مفتی صاحب کی مجھ پر ہمیشہ شفقت رہتی ہے، دلوں میں کوئی فاصلہ نہیں، البتہ جسم کے اعتبار سے ہماری مصروفیات، مشاغل بھی فاصلے پیدا کر دیتی ہیں، اور آج تو میں نے بھی تہیہ کیا تھا کہ حضرت کی زیارت ضرور کروں گا۔ وہاں وفاق المدارس کے اجلاس میں بھی اللہ نے ان کی تھوڑی جھلک تو دکھا دی۔ لیکن پھر مفتی صاحب نے حکم دیا کہ آپ رات کو میرے پاس آئیں، تو میں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کی دعوت پر آ کر یہاں کے اساتذہ، یہاں کے تمام طلباء سے ملاقات اور ان کی زیارت بھی ہو جاتی ہے، اور الحمدللہ کہ ایک طویل عرصے کے بعد مجھے یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی توفیق اللہ نے دی ہے اور ظاہر ہے کہ اس ماحول کا اپنا ایک روحانی کیف ہے اور اس کا احساس ہوتا ہے۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا بھی تو آپ کے اور ہمارے لیے ہی ہے:

نضر اللّٰہ امرء ا سمع مقالتی فوعاھا واداھا کما سمع

کہ اس ماحول کو اور ان لوگوں کو جو اللہ کے دین سے اور اس کے علم سے وابستہ رہتے ہیں، ان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کو تروتازگی عطاء کر دیتا ہے اور یہ تروتازگی دنیوی زندگی کیساتھ خاص نہیں۔ بلکہ چاہے دنیوی زندگی ہو، چاہے برزخی زندگی ہو چاہے اخروی زندگی ہو، جہاں بھی حدیث پڑھنے پڑھانے والا حدیث سیکھنے والا، حدیث یاد کرنے والا ہوگا وہاں وہاں پر یہ تروتازگی اللہ اس کو نصیب کرتا رہے گا۔ اللہ رب العزت ہمارے ان اداروں کو جہاں علم اور دین کی نسبت سے یہ تروتازگی پائی جاتی ہے، اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

میں جب آج کل کے حالات پر نظر ڈالتا ہوں تو جو کچھ میں نے تاریخ میں پڑھا، جو کچھ بزرگوں سے سنا کہ ہر دور میں آزمائشیں آئیں اور حق و باطل کی اس کشمکش سے ہر دور میں اسلام نکلا اور آج ہمارے اور آپ کے سامنے محفوظ طور پر موجود ہے۔ اگر کسی زمانے کا کوئی فتنہ، اگر کسی زمانے کی کوئی آزمائش اللہ کے دین کے اس سلسلے کو روک سکتی تو اس سے بڑی بڑی آزمائشیں ہماری تاریخ میں دین اسلام پر آئی ہیں، دینی علوم کے کتب خانوں کے کتب خانے جل گئے، راکھ ہو گئے، اسلامی حکومتیں پلٹ گئیں، بظاہر نگرانی کا کوئی نظام موجود نہیں رہا، اسکے باوجود دین اسلام محفوظ آپ کے اور ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ تو ان ادوار کی یہ کاوشیں، یہ فتنے اور یہ آزمائشیں اگر دین اسلام کو نہیں روک سکیں تو آج کے اس دور کے یہ فتنے اور آزمائشیں بھی ان شاءاللہ دین اسلام کے اس سلسلے کا راستہ نہیں روک سکتیں۔ مشکلیں آتی ہیں تو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن مشکل کو، امتحان کو، آزمائش کو دعوت نہیں دینی چاہئے، اور اللہ سے ہر وقت عافیت طلب کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: سلو اللّٰہ العافیۃ اللہ سے عافیت طلب کرو، ولا تتمنو القاء العدو دشمن کا سامنا کرنے کی تمنائیں نہ کیا کرو واذا لقیتم فاثبتوا اگر مقدر میں ہے، آمنا سامنا اگر ہو جاتا ہے، تو ڈٹ جاؤ۔" حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: یا رسول اللہ علمنی شیئا اسئلہ اللہ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیں کہ وہ میں اللہ سے مانگوں" رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: سلو اللہ العافیۃ اللہ سے عافیت طلب کرو۔" تھوڑا عرصہ گزرا پھر تشریف لائے، آپ ﷺ کے چچا تھے، خاندانی حوالے سے آپ ﷺ کے بزرگ تھے، درخواست کی: علمنی شیئا اسئلہ اللہ مجھے ایسی کوئی چیز بتا دیں کہ وہ میں اللہ سے مانگوں" تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا: یا عباس، یا عم رسول اللّٰہ سلو اللہ العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی قیمتی چیز اس امت کو نہیں دی گئی۔" تاہم اگر کوئی مقدر ہے تو وہ تو ٹلتی نہیں، پھر بزدلی دکھانا یہ بھی مسلمان کی شان نہیں ہے۔ تو آج کی صورتحال میں بھی کچھ اس طرح کی آزمائشیں ہمارے علماء پر، مدارس پر، مساجد پر آئی ہیں کہ جن کا مقابلہ استقامت و استقلال سے کرنا ہماری ایک ذمہ داری بن جاتی ہے، ڈٹ جانا پڑے گا۔ مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے، مجھے دکھ ہوتا ہے، جب میں اپنے علماء و طلباء کے ماحول میں سنتا ہوں کہ اس ملک کے فاسق، فاجر، اور اخلاقی اعتبار سے متعفن قسم کے لوگوں کی تعریفیں کر رہے ہوتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو، علماء کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ تھوڑا سا ایک لمحے کے لئے ذرا اپنے ضمیر میں جھانک لیجئے، کہاں کھڑے ہیں ہم اور آپ؟ ہماری قدریں تبدیل ہو گئی ہیں، جو لوگ بیرونی ایجنڈے پر کام کرتے ہیں اور ایجنڈا کیا ہے...... ایک تو مشکل یہ ہے کہ ہم اس ایجنڈے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایجنڈا ایک ہی ہے کہ مذہب سے ہمارا رشتہ ٹوٹ جائے اور اپنے اسلامی اور قومی تہذیب کی چادر اپنے جسم سے اور سر سے اتار دیں بس۔ وہ کہتے ہیں اپنے پیغمبر ﷺ کا احترام کرو نا، ہم بھی کرتے ہیں لیکن یہ جو تم لوگوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ ہم نے اسی کی پیروی کرنی ہے، یہ پیروی چھوڑ دو۔ تو پھر حیوانات کی زندگی ہے، اپنی مرضی سے گزارو، جہاں چاہو چر لو۔ جہاں چاہو پی لو، کوئی حلال و حرام کا فرق نہیں۔ حیاء کی چادر اتار دو اور جو قوم اپنے مذہب سے رشتہ توڑ دے اور اپنے جسم سے تہذیب کی چادر اتار دے، بس یہ دو چیزیں مکمل ہو گئیں وہ قوم غلام ہو گئی۔ قوم کو غلام بنانے کا یہی ایک چھوٹا سا فارمولا ہے اسی فارمولے کے تحت قوموں کو غلام بنایا جا رہا ہے۔

اب جو لوگ بے حیائی اور فحاشی کا ماحول پیدا کرتے ہیں، ان کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ مدارس پر چھاپے مارے جا رہے ہیں، مساجد پر چھاپے پڑ رہے ہیں، اساتذہ کو پریشان کیا جا رہا ہے، طلباء کو پریشان کیا جا رہا ہے، اس لیے کہ دنیا میں

پروپیگنڈہ ہے، دہشت گردی اور دہشت گردی جرم ہے اور دہشت گردی کی بنیاد کیا ہے؟ انتہا پسندی اور انتہا پسندی کی بنیاد کیا ہے؟ مذہبی ادارے...... لہٰذا قوموں کی آزادی چھیننے کے فارمولے کیلئے بھی کچھ لوگ کام کر رہے ہیں اور اپنی تہذیب کو تباہ کرنے کیلئے اور مدارس کو نشانہ بنانے پر بھی کام ہو رہا ہے۔

اگر کوئی اسلحہ اٹھاتے ہے یا کوئی اسلحے کی بنیاد پر مقاصد حاصل کرتا ہے اس کیلئے مدرسے کو نشانہ بنانے کیا مقصد ہے؟ اگر مدرسے کے دو چار آدمی اس جرم میں ملوث ہیں تو کیا یونیورسٹیوں اور کالجوں سے لوگ نہیں پکڑے گئے؟ کیا غیر علماء کے گھروں سے لوگ نہیں پکڑے گئے؟ جن کو پھانسیاں دی جارہی ہیں، ان میں ہے کوئی مدرسے کا طالب علم؟ جی ایچ کیو پر حملہ کرنے والوں میں کوئی ہے مدرسے کا طالب علم؟ مہران ائیر بیس پر حملہ کرنے والوں میں کوئی ہے مدرسے کا طالب علم؟ کامرہ ائیر بیس پر حملہ کرنے والوں میں کوئی ہے مدرسے کا طالب علم؟ پشاور ائیر بیس پر حملہ کرنے والوں میں کوئی ہے مدرسے کا طالب علم؟ تو پھر مدرسے میں اگر کوئی واقعہ ہوتا ہے تو اس کو ہائی لائٹ کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ جہاں جہاں بھی اس قسم کے اقدامات ہوتے ہیں ان کو چھپایا جاتا ہے، یہ کیا چیز ہے؟ تو سمجھو اس بین الاقوامی ایجنڈے کو۔ آپ کی اچھائیاں چھپائی جائیں گی، اور اگر کوئی جرم آپ کے اس ماحول سے متعارف ہوتا ہے تو اس کو اچھالا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے تو ایسے لوگوں سے پناہ مانگی ہے۔ ایسے شخص کو خلیل ماکر کہا ہے ایسے شخص کو صاحب خدیعہ کہا ہے: ان رای حسنة دفنها وان رای سیئة افشاها. ہمارے اور آپ کے سیاستدان اور ملک کے حکمران اور سیاسی جماعتیں اسلام کیلئے ہمدردی بھی ظاہر کرتی ہیں لیکن اگر کوئی مذہبی ادارے سے کوئی علوم حاصل کرتا ہے تو پھر ان کی ہر اچھائی کو چھپانا اور ہر چھوٹے معمولی جرم کو اچھالنا یہ ان کا وطیرہ بن گیا ہے۔ مساجد میں پولیس آرہی ہے، اگر مدرسے یا مسجد کے چندے کیلئے گلہ پڑا ہوتا ہے باہر تو ان ڈبوں کو بھی اٹھا دیا گیا ہے، اس کی بھی شاید ان کو ضرورت پڑگئی ہوگی، اگر افلاس کا یہ عالم ہے تو ہم چندہ کرلیں گے آپ کے لیے۔ ایک دن مسجد کیلئے نہ سہی آپ کے لئے سہی۔ گھٹیا قسم کی حرکتیں کرتے ہیں یہ لوگ۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ لاؤڈ سپیکر کا استعمال غلط بھی ہوتا ہے۔ تو آئیں غلط استعمال کو روکیں، ہم نے کب کہا ہے کہ نہ روکو۔ کوئی قانون سازی ہے تو کریں، بسم اللہ۔ اور مجھے کہا گیا کہ کیسے قانون سازی کریں۔ میں نے کہا آپ بتائیں آپ کے پاس کوئی فلسفہ ہو۔ تو کہا کہ اذان باہر والے سے ہونی چاہیے اور تقریر اندر ہال والے سے ہونی چاہیے۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے معقول بات ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں، ہم بھی تو طلباء کو یہی پڑھاتے ہیں کہ امام صاحب اتنی ہی آواز میں تلاوت کرے کہ جو لوگ ان کے پیچھے کھڑے ہیں وہی سن سکیں۔ تو اگر لاؤڈ سپیکر اندر کے ہال کیلئے استعمال ہوتا ہے خطبے اور تقریر اور نماز کے وقت، تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اب لاؤڈ سپیکر تقسیم ہوگیا، اذان کیلئے اوپر والا ہوگیا نماز کیلئے نیچے والا ہوگیا۔ لیکن انتظامیہ کیا کرتی ہے، یہ آ کر مسجد کے اوپر چڑھتے ہیں، ایک ہارن اتار دیتے ہیں اور ایک چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں آرڈر یہ ہے کہ آدھا اس طرح کرنا ہے آدھا اس طرح کرنا ہے۔ حماقت کی انتہاء ہے۔ ایک مولوی صاحب کیخلاف جمعے کے خطبے کا مقدمہ دائر کرتے ہیں، اس نے کہا میں اس مسجد کا امام نہیں ہوں، میں اس مسجد کا خطیب نہیں، میرا اس مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے کب پڑھایا اس میں جمعہ؟ کہنے لگے نہیں آپ نے پڑھایا ہے، اس نے کہا: اچھا دکھاؤ ایف آئی آر میں لکھا کیا ہے۔ تو ایف آئی آر جب دکھائی، اس میں لکھا تھا کہ آج بمورخہ فلاں جمعہ کے خطاب میں یہ یہ باتیں کیں۔ اور جو مورخہ لکھا تھا وہ جمعرات کا دن بنتا ہے، جمعہ کا دن ہے ہی نہیں۔ ہمارے علاقے کے ایک مولوی صاحب فوج میں خطیب تھے تو یہ فوج والے ٹریننگ کیلئے کبھی صحراؤں میں چلے جاتے ہیں، بکیم پہ جاتے ہیں، کیمپ لگا دیتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ کرنل صاحب نے مجھے کہا کہ: یہاں جمعے کا اہتمام کریں، ہم نے کہا کہ صحرا میں جمعہ نہیں ہوتا، جمعہ کیلئے شرط ہے کہ آبادی ہو لیکن ان کا اصرار تھا کہ آپ جمعے کا اہتمام کریں اور میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ یہاں جمعہ ہوتا نہیں ہے، صحرا میں کھڑے ہیں ہم لوگ۔ تو کہنے لگے میرا آرڈر ہے۔ تو میں نے کہا کہ سر اگر آپ کا آرڈر ہے تو میں منگل کو بھی پڑھا دوں گا، لیکن ہوگا نہیں۔ تو یہ جمعرات کو بھی کہتے ہیں کہ آپ نے جمعہ پڑھایا ہے، مت ماری گئی ہے ان لوگوں کی۔ جب اس قسم کا ظالمانہ انصاف سے بالا کوئی قانون آتا ہے جس کے پیچھے بدنیتی ہوتی ہے، جبر ہوتا ہے۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ آپ ان سے کہیں کہ اس قانون کی کوئی حیثیت نہیں، یہ ظالمانہ قانون ہے۔ تو قانون رہے گا، دبدبہ اس کا ختم ہو جائے گا، تو ہم سے اور کچھ نہیں ہوتا لیکن ہم نے اس کا دبدبہ ختم کردیا، اس کا رعب داب ہم نے ختم کردیا۔ اب ہمارے لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہیں، لگاؤ کتنے چھاپے لگاتے ہو۔ مدارس بند کردیں، تو ہم جیلوں میں آجائیں گے، جیلوں میں پڑھائیں گے۔ اور میں یہ بات بلاوجہ نہیں کہہ رہا، ایک زمانہ تھا کہ ہم نے جیل بھرے تھے اور ہم جیل میں پڑھتے تھے باقاعدہ۔ میں موقوف علیہ پڑھتا تھا اس سال۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ہمیں مشکوٰۃ، ہدایہ ثالث اور سراجی پڑھاتے تھے۔ ایک استاد ہمیں ہدایہ رابع پڑھاتے تھے۔ کئی مہینوں تک ہم جیل میں یہ ساری کتابیں پڑھتے رہے جو ہم مدرسے میں پڑھ رہے تھے۔ تو تجربہ کرلو، ہم آپ کی جیلوں کو مدرسے بنا دیں گے۔ تو گھبرانا نہیں ہے۔ بس ایک دفعہ دل ٹھہر جائے کچھ بھی نہیں ہوتا ختم ہو جاتی ہے بات۔ رعب میں نہیں آنا اور اسلام ہمیشہ بلند ہے، اسلام رعب دیتا ہے اسلام مرعوب نہیں ہوتا اور جب ان پر خوف آتا ہے تو کہتے ہیں یہ تو دہشت گرد ہیں۔ یہ دہشت پھیلاتے ہیں، ہم اگر علم کے ادارے کھولتے ہیں تو تعلیمی ادارے کیلئے اولین چیز پرامن ماحول ہے۔ اگر پرامن ماحول ہم مدرسے کو نہیں فراہم کرسکتے تو وہ تعلیمی ادارہ نہیں رہتا۔ تو امن ہماری ضرورت ہے اور ہمیں پتہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر جنگ کس کی ضرورت ہے؟ ہمیں پتہ ہے کہ اپنے مقابلے میں دہشت گرد تنظیمیں بنانا کس کی ضرورت ہے؟ ہماری ضرورت تو نہیں ہے۔ نہ جنگ ہماری ضرورت ہے، نہ اسلحہ اٹھانا ہماری ضرورت ہے۔ اگر دنیا کا نقشہ تبدیل کرنا ہے اور اس کیلئے مذہب کو نشانہ بنا کر مذہبی حلقے کو اشتعال دلا کر وہاں سے مسلح گروہ آپ اٹھاتے ہیں تو یہ آپ کی ضرورت ہو سکتی ہے یہ ہماری ضرورت نہیں۔

تو اس حوالے سے جو تمام اکابرین کی رائے ہے، علماء کی رائے ہے، جماعتوں کی رائے ہے، وفاق المدارس کی رائے ہے، تمام مکاتب فکر کے اکابرین کی رائے ہے۔ یہ اجتماعی رائے ہے اور اجتماعی رائے کیلئے ہمیں اپنی انفرادی آراء چھوڑنی پڑیں گی۔ اگر مفتی زرولی خان صاحب ہزار کہیں کہ ہمارا مدرسہ پرامن ہے، ہمارے مدرسے میں کوئی ایسی ترغیب نہیں دی جاتی کہ لوگو! جاؤ، بندوق اٹھالو۔ لیکن انہیں کیا پتہ ہے کہ ان کے مدرسے کے اندر فلاں استاد فلانی درسگاہ میں طلباء سے کیا کہہ رہا ہوتا ہے؟ اور اس کی وجہ سے آپ مار کھاتے ہیں پھر۔ طالب علم



تو یہی سمجھتا ہے کہ یہ سیاسی لوگ ہیں، سیاست کرتے ہیں، ان کو باتیں کرنے دو۔ اصل بات تو یہی ہے کہ یہ جو میرا استاد درسگاہ میں مجھے کہہ رہا ہے۔ ایسے اساتذہ کرام سے بھی عرض کرتا ہوں کہ اپنے مدارس اور مساجد کی تباہی کا سبب مت بنو۔ انٹیلی جنس تمہیں سن رہی ہوتی ہے۔ ہم سے چھپتے ہو، لیکن انٹیلی جنس سے نہیں چھپ سکتے۔ طلباء بھی اپنے ماحول میں ایسی بات کرتے رہتے ہیں ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا ہے کہ میں مذاق کر رہا ہوں اور ادھر سے کیا منتقل ہو رہا ہے۔ مجھے کسی نے بتایا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ٹیلی فون پر مذاق کر رہا تھا اور مذاق میں اس نے کہہ دیا کہ: یار ابس تو بم مار، جو بھی ہو۔" تو اداروں نے آ کر پکڑ لیا اس کو۔ تو اس قسم کی نازک صورتحال میں اپنے آپ کو سنبھالو ۔ ہر شخص اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھے، کوئی شخص بھی غیر ذمہ دارانہ انداز سے بات نہ کرے۔ آپ کے تمام اکابر، علماء اور جماعتیں آپ کو یہی نصیحت کر رہی ہیں وہ صورتحال کو سمجھتے ہیں، اپنے مستقبل کو سمجھتے ہیں، اپنے ماحول کو سمجھتے ہیں اور اس ماحول میں ہماری جتنی استطاعت ہے، اتنے اسکے مکلف ہیں، استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں رسول اللہ ﷺ کو بھی جب اللہ حکم دیتے ہیں وقاتل فی سبیل اللہ تو آگے فرماتے ہیں: لاتکلف الا نفسک اللہ کے راستے میں لڑو لیکن اپنی استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں۔ اگر دل میں یہ بات آئے کہ میں تو مکلف نہیں ہوں زیادہ لیکن میری طاقت بڑی تھوڑی ہے، آگے دشمن کی طاقت ہزار گنا ہے، میں تھوڑی سی طاقت کیساتھ جب لڑوں گا تو تباہ ہو جاؤں گا مار کھا جاؤں گا پھر کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہیں عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا واللہ اشد باسا و اشد تنکیلا تو آپ کی جماعتیں، آپ کے لوگ پارلیمان میں، پارلیمان سے باہر، ملکی ماحول میں جو کردار ادا کر رہے ہیں وہ اپنی قوت کا اندازہ لگا کر بات کرتے ہیں اور پھر اس ملک کو ہم نے تسلیم کیا ہے، اس ملک کا آئین ہم نے تسلیم کیا ہے جو قرآن وسنت پرمبنی نظام کی بنیادیں فراہم کرتا ہے، اساس فراہم کرتا ہے۔ پھر ان خرابیوں کو ان کمزوریوں کو دور کرنے کی جدوجہد ہو رہی ہے، اور ہم جدوجہد کے مکلف ہیں نتائج کے مکلف نہیں۔ اور استطاعت کے اندر اندر مکلف ہیں، استطاعت کے باہر بھی مکلف نہیں۔ تو اپنے اوپر ایسا امتحان لانا جو خدانخواستہ آپ کے ادارے کی تباہی کا سبب بنے، یہ بھی عقل کی بات نہیں۔ اپنے دین کا اللہ خود محافظ ہے، ہم اخلاص کیساتھ محنت کے مکلف ہیں، اللہ نے ہماری محنت کی قدر کرنی ہے۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم ہماری نصرت کی کیا حیثیت ہوگی آپ بتائیں؟ اور اس کے بدلے میں اللہ کی نصرت، اس نصرت کا اندازہ بھی لگائیں، کتنی عظیم نصرت عطا کرتا ہے؟ پھر فرمایا ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم، جب اللہ کی مدد آئے، تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی تم پر غالب آجائے۔ تو اللہ پر اعتماد کرنا چاہیے، ہر نماز کے بعد اللہ کو پکاریں، اللہ سے مانگیں حفاظت، علم دین کے سلسلہ کی حفاظت کیلئے دعائیں کیا کریں۔

کل ایک آدمی نے مجھے میسج بھیجا کہ آپ کی سیاست پر مجھے اعتراض ہے کہ آپ سیاست کو شریعت پر فوقیت دیتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ شریعت پورے نظام کا نام ہے، شریعت شامل ہے عبادات کو بھی، معاملات کو بھی۔ شریعت شامل ہے اقتصادیات کو بھی، سیاسیات کو بھی۔ یہ تمام شعبے ہیں شریعت کے اندر ان کے اپنے احکامات ہیں۔ اب ایک شخص اگر عبادات کے شعبے سے وابستہ ہے اور اس کیلئے محنت بھی کرتا ہے لوگوں کو سمجھاتا بھی ہے، نماز روزے اور اس کے مسائل بھی سمجھاتا ہے، بہت محنت کرتا ہے۔ تدبیر کرتا ہے کہ کس طرح لوگوں کو سمجھاؤں کس طرح لوگوں کو عبادات کی طرف لاؤں۔ اگر عبادات کے شعبے میں آپ اس کو اتنا مصروف و مشغول دیکھیں گے تو آپ یہ کہیں گے کہ یہ شخص عبادات کو شریعت پر فوقیت دیتا ہے؟ یہ کونسی عقل کی بات ہے؟ کسی ایک شعبے سے وابستہ ہونا اور اس کے اندر محنت کرنا اور شریعت کے احکامات کی رو سے کام کرنا، اس کا بھی یہ معنی نہیں کہ آپ دوسرے شعبے کی حقیقت کا یا اس کی اہمیت کا انکار کر رہے ہیں۔ تو ہم سب مصروف ہیں، ہر شعبے میں لوگ کام کر رہے ہیں اور ہر شخص کہیں نہ کہیں کوئی حصہ سنبھالا ہوا ہے۔ لہٰذا سیاسیات کو روایتی سیاست پر قیاس نہ کریں، مروجہ سیاست پر قیاس نہ کریں۔ سیاست کو سیاست شرعیہ سمجھیں اور سیاست شرعیہ کی رو سے دیکھیں کہ کیا علماء کی اس موجودہ سیاست میں وجود کی ضرورت ہے یا نہیں۔ ورنہ یہ شعبہ بند ہو جائے گا۔ باقی شعبے آسان ہیں، اس میں کام کرنے کیلئے بہت زیادہ لوگ ہیں۔ لیکن یہ سیاسیات کا جو شعبہ ہے اس محاذ پر جو لوگ کام کر رہے ہیں یہ تو ہمہ وقت جفاکشی کا کام ہے آسان کام نہیں ہے۔ کس طرح آپ ان مقابل سیاسی لوگوں کے داؤ کو توڑتے ہیں، کس طرح آپ ان کا جواب فراہم کرتے ہیں کس طرح آپ ان کیخلاف استدلال پیش کرتے ہیں، جبکہ طاقت بھی ان کے پاس ہے، حکومت بھی ان کے پاس ہے، نظام بھی ان کے پاس ہے، بیوروکریسی بھی ان کے ہاتھ میں ہے اور اس کے باوجود آپ اپنی بات ان کے سامنے لا کر ان کو دھکیل دیتے ہیں پیچھے کی طرف۔ یہ بڑا سخت راستہ ہے۔ اور اسی لئے تو میں کہتا ہے کہ ہمارا جو راستہ ہے، یہ اصل میں مجاہدے اور ریاضت کا راستہ ہے۔

تو یہ سادہ قسم کے لوگ سوالات پیدا کر کے آپ کو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں الجھا دیتے ہیں، جیسے سیاست بالکل الگ سی چیز ہے دنیا میں۔ ہوگی لیکن اُن لوگوں کی ہوگی اگر ہم سیاست کی بات کریں گے تو پھر اس سے مراد سیاست شرعیہ ہوگی۔ کسی زمانے میں مجھ پر حکومت نے پابندی لگائی کہ میں قبائل (فاٹا) میں نہیں جاؤں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، لیکن کیوں روک رہے ہو مجھے قبائل میں جانے سے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ ہم نہیں چاہتے کہ قبائل میں سیاست آئے۔ تو چند دن پہلے کسی سے بات ہو رہی تھی، میں نے ان سے کہا کہ وہ جو مجھے روکا تھا کہ قبائل میں سیاست نہ جائے، اب خوش ہو؟ اب تو خوش ہو سیاست نہیں گئی، دو لاکھ فوج وہاں مصروف کار ہے؟ دو لاکھ پاکستانی فوج مسلح فوج آج قبائل میں لڑ رہی ہے۔ کہتے ہیں ملک جا رہا ہے ہاتھ سے۔ اور اس وقت انہوں نے کہا کہ سیاست نہیں ہونی چاہیے، جمعیۃ وہاں سیاست پھیلا رہی ہے۔

تو میں منتظمین حضرات سے بھی کہتا ہوں کہ جب کہا گیا کہ مدارس میں جمعیۃ طلباء اسلام نہیں ہونی چاہیے، اب اس کا نتیجہ دیکھ لیا، کہ کیا ہو رہا ہے۔ جہاد کے نام پر، فرقہ پرستی کے نام پر وہ وہ تنظیمیں اندر آگئی ہیں کہ آج جو کچھ مدارس کیخلاف ہو رہا ہے ان کا سبب یہ لوگ بن رہے ہیں۔ اگر سیاسی تربیت آپ کرتے، اس نتیجے میں کم از کم مدارس کو ان حالات سے نہ گزرنا پڑتا۔ یہی چیزیں بلائیں ہمارے سر پر لے آئی ہیں۔ اس کے باوجود بھی سیاست غلط چیز ہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام کا یونٹ مدرسے میں قائم کرنا حرام ہے اور باقی ہر جہادی تنظیم بھی جائز ہے اور فرقہ پرستی بھی جائز ہے، وہ دین کا کام ہے۔ یہ چیزیں ہم کیوں نہیں سمجھ رہے؟ تو یہ ساری چیزیں اگر ہم بروقت سمجھ لیتے تو آج یہ صورتحال نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ان آزمائشوں سے اللہ تعالیٰ ہمیں سرخرو کر کے نکالے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سانحہ بلدیہ ٹاؤن کی رپورٹ

انسدادِ دہشت گردی کی غیر منصفانہ حکمت عملی

تحریر: جناب محمد فاروق قریشی، مینجنگ ڈائریکٹر مفتی محمودؒ اکیڈمی پاکستان، کراچی

خدا اس کے بام ودر کو سلامت رکھے کہ وطن عزیز جا بجا دھماکوں سے لرز رہا ہے۔ انسانی جانیں چیتھڑوں کی طرح اڑ رہی ہیں اور قومی املاک زیر وزبر ہو رہی ہیں۔ کراچی، لاہور، پشاور اور اسلام آباد تو ایک عرصے سے خوف ودہشت کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں، اب تو شکار پور ایسے چھوٹے شہر بھی دہشت گردوں کی دست برد سے محفوظ نہیں رہے۔ حکومت صرف حکومت کرنے میں مگن ہے، جبکہ قوم عالم لاچارگی وبے بسی میں حیران وپریشان ہے۔ صورتحال بقول شاعر یہ ہوگئی ہے کہ

؎ یارب لگا گئی ہے پنبہ ومرہم کہاں کہاں

سوز دروں سے سارا بدن داغ داغ ہے

16 دسمبر 2014ء کو رونما ہونے والے سانحہ پشاور کے روح فرسا مناظر نے قوم کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ مدت کے بعد یکجہتی کا سماں پیدا ہوا تھا، جب قومی سیاسی وعسکری قیادت نے دہشت گردی کے خاتمے کیلئے پرعزم جدوجہد کے اعلان کے ساتھ قوم کے تن مردہ میں نئی روح پھونک دی تھی۔ وزیر اعظم پاکستان نے بیس نکاتی ایکشن پلان سے حکومت کے عزم اور اقدام کا اظہار کیا تھا۔ دہشت گردی کے خاتمے کیلئے جمہوری دور حکومت میں فوجی عدالتوں کے قیام کا کڑوا گھونٹ بھی برداشت کرنا پڑا۔ آئین پاکستان اور آرمی ایکٹ میں ترمیم ایسے سخت مراحل بھی طے کیے گئے، مگر تمام تر کوششوں کے باوجود متعدد مقامات پر رونما ہونے والے واقعات نے ثابت کیا ہے کہ دہشت گردی کے خاتمے کا معاملہ "ہنوز دلی دور است" کے مترادف ہے۔

مختلف شہروں میں بم دھماکوں اور خودکش حملوں کے کرب انگیز واقعات سے قوم نیم جان ہو چکی ہے۔ ایسے میں 2012ء میں بلدیہ ٹاؤن کراچی میں رونما ہونے والے آتش زدگی کے دلدوز واقعے کی جے آئی ٹی (مشترکہ تحقیقاتی ٹیم) کی رپورٹ میں شامل ایک بیان کی اشاعت نے تہلکہ مچا دیا۔

رپورٹ کے مطابق ایک ملزم نے اقبالی بیان میں یہ اعتراف کیا ہے کہ بلدیہ ٹاؤن گارمنٹس فیکٹری میں آتشزدگی کا واقعہ مبینہ طور پر شارٹ سرکٹ کی بناء پر نہیں بلکہ بھتہ خوری کا شاخسانہ تھا۔ ملزم رضوان قریشی کے مطابق کراچی کی ایک جماعت نے فیکٹری مالکان سے بیس کروڑ بھتے کا مطالبہ کیا، مالکان نصف پر آمادہ تھے لیکن مذکورہ جماعت نے پیشکش مسترد کرتے ہوئے کل منافع کا نصف طلب کیا۔ معاملہ طے نہ ہونے پر فیکٹری میں کام کے دوران کیمیکل چھڑک کر آگ لگا دی گئی اور یوں 259 انسان آناً فاناً جل کر راکھ ہوگئے۔ ایسی بہیمیت اور سفاکی کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ تاہم روایت کے مطابق واقعے کو اظہار تاسف اور مذمتی بیانات کے ساتھ الیکٹرک شارٹ سرکٹ کا نتیجہ قرار دیکر مٹی ڈال دی گئی۔

اگرچہ خبر میں کسی جماعت کا نام نہیں لیا گیا لیکن روئے سخن جس طرف تھا وہ کسی سے مخفی نہ رہا۔ توقع کے مطابق ایم کیو ایم نے اپنی لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے ملزم کو اقبالی بیان پر سرعام پھانسی دینے کا مطالبہ کیا۔ ایم کیو ایم نے مذکورہ واقعے کی رپورٹ کو اپنے خلاف سازش قرار دیتے ہوئے از سر نو تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ ان کے موقف کے مطابق یہ خبر جے آئی ٹی رپورٹ نہیں بلکہ اس میں شامل ایک ملزم کا بیان ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

قوم پریشان ہے کہ اس قدر اہم اور سنگین واقعے کو بھی حکومت اپنے روایتی تغافل اور سیاسی ضرورت کی بھینٹ چڑھا دے گی؟ کراچی میں بھتا خوری کا ناسور جس تیزی سے پھیل رہا ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے، بھتا کلچر حقیقت ثانیہ بن چکا ہے لیکن اہل مناصب اور قانون نافذ کرنے والے ادارے بوجوہ اس کے تدارک میں موثر اقدامات سے لاچار نظر آتے ہیں۔ فیکٹری میں آتشزدگی کے موقع پر بھی اس خدشہ کا اظہار کیا گیا تھا لیکن متعلقہ اداروں نے تفتیش کا رخ تبدیل کر دیا تھا۔

2012ء میں وفاق اور صوبے میں پی پی پی حکمران تھی، جبکہ سندھ میں ایم کیو ایم اس کی حلیف تھی۔ پاکستان کی تاریخ کا عظیم سانحہ رونما ہوا، جس میں 259 قیمتی انسانی جانیں نذر آتش ہوگئیں لیکن صوبائی اور مرکزی حکومت نے غیر معمولی اقدامات کی بجائے معمولی کاروائی سے تمام معاملہ داخل دفتر کر دیا۔ کراچی کی سطح پر عوامی اضطراب کی لہر پیدا ہوئی، اٹھی اور پھر پانی برابر ہوگیا، بقول ریاض راتم

؎ ہم جہاں ڈوبے کوئی چتر نہ کوئی نقش ہے

موج تھی، مچل مل گئی، پانی برابر ہوگیا

سانحہ بلدیہ ٹاؤن محض 259 جانوں کا ضیاع ہوتا تو بھی عظیم قومی نقصان تھا۔ لیکن فی الحقیقت یہ تقریباً تین سو خاندانوں کی جان کنی اور بربادی کا معاملہ ہے۔ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ قومی سطح پر اس کا اضطراب اور درد کیوں محسوس نہ کیا گیا؟ سانحۂ پشاور میں 132 پھول سے بچوں کی شہادت بلاشبہ قومی المیہ ہے اور اسکے نتیجے میں قومی اضطراب بجا اور قابل فہم ہے لیکن 259 خاندانوں کی تباہی پر قومی ردعمل اور سیاسی وعسکری قیادت کا جوش عمل کیوں بیدار نہ ہوسکا؟ قومی نوعیت کے اہم ترین اور سنگین واقعے کی تفتیش اور مجرموں کی گرفت میں اس قدر سست روی کا کیا جواز ہے؟ میڈیا رپورٹ کے مطابق جے آئی ٹی میں توسیع کرتے ہوئے دائرہ تفتیش وسیع اور موثر کر دیا گیا۔ خدا کرے کہ دعوے کے مطابق نتائج حاصل ہوں لیکن قوم مجسم سوال بنی ہوئی ہے کہ تابکے؟

سینٹ کے الیکشن کے موقع پر جب سندھ میں حکمران جماعت اور ایم کیو ایم کے درمیان سلسلۂ جنبانی چل رہا ہے ایسے موقع پر تین سال قبل رونما ہونے والے واقعے کی جے آئی ٹی رپورٹ کا انکشاف بھی قومی ذہن میں خلجان پیدا کر رہا ہے۔ مہاجر قومی موومنٹ کے قائد آفاق احمد کے مطابق انہوں نے رپورٹ کی جزئیات گزشتہ (بقیہ صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں)

ایک جائزہ

ہماری ریاست، معاشرہ اور جمہوریت

حافظ محمد ابوبکر شیخ ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ الجمعیۃ کے قلم معجز رقم سے

''ریاست اور مذہب دو الگ الگ چیزیں ہیں'' یہ تصور پاکستان میں روز اول سے ہی مسترد شدہ ہے۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی 1952ء، 1956ء، 1962ء اور 1973ء کے عبوری اور مستقل دساتیر متواتر اس تصور کی نفی کرتے چلے آرہے ہیں۔ پاکستان کے موجودہ آئین کی تیاری 1973ء میں اہل پاکستان ہی کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ یہ پاکستان میں بسنے والے تمام لوگوں کے درمیان واحد قومی میثاق ہے۔ مختلف النسل، مختلف المذاہب، مختلف القوم لوگوں کے درمیان باہمی تنازعات نمٹانے اور معاملات کیلئے ایک باہمی معاہدہ ہے۔ ایک عرصہ سے ہم اس کے ذریعے اپنے ملک کو چلا رہے ہیں یوں مسلمہ طور پر یہ قابل عمل دستاویز ہے۔ اس کی تیاری ایسے قومی راہنماؤں کے ہاتھوں عمل میں آئی جن کی قائدانہ حیثیت وصلاحیت مسلمہ ہے۔ اس آئین میں

(۱) اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا تصور طے ہے۔

(۲) عوام کے منتخب نمائندوں کو اپنے اختیارات قرآن و سنت کی حدود کے اندر رہ کر استعمال کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔

(۳) عوامی نمائندگی کی اہلیت، مروجہ آئین میں مقرر۔

(۴) اس آئین کے ذریعہ یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ پاکستان کا سربراہ مسلمان ہی بن سکتا ہے۔

(۵) مسلمان کی تعریف طے شدہ ہے، قادیانی، مرزائی لاہوری، بہائی دستوری طور پر غیر مسلم قرار دیے جا چکے ہیں۔

(٦) ملک کی آبادی کی غالب ترین اکثریت مسلمان ہے، چنانچہ آئین کی دفعہ ۲ کے تحت مملکت کا سرکاری مذہب اسلام بھی طے شدہ ہے۔

(۷) ریاست کا دارالافتاء اسلامی نظریاتی کونسل موجود ہے، اس کی کارکردگی یہ ہے کہ چالیس سال کی مسلسل محنت کے بعد اس ملک کے آئین اور قوانین کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق بنانے کیلئے جامع سفارشات اس نے تیار کردی ہیں اب کسی کو یہ موقع نہیں ملے گا کہ وہ کہے کہ کون سا اسلام، کس فرقے یا گروہ کا اسلام نافذ کیا جائے؟ کیونکہ اسلامی نظریاتی کونسل میں ملک کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء، ماہرین قانون نے طویل غور وخوض کے بعد ہر سفارش کو حتمی شکل دی ہے، اب یہ سفارشات متفقہ ہیں۔

مغربی جمہوریت کے یہ تصورات کہ

☆......معاشرہ خود حکمران ہے ☆......اسکے منتخب کردہ نمائندے اکثریتی رائے سے کوئی بھی قانون بنا سکتے ہیں۔

☆......حکومت اور معاشرے کے اجتماعی معاملات میں مذاہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ یعنی دستور وقانون سازی کا حق عوام کا ہے بالفاظ دیگر طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں، مذہب ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔

آئین پاکستان مذکورہ بالا تصورات کی مکمل نفی کرتا ہے مزید یہ کہ پابندی لگاتا ہے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف نہیں بن سکتا۔

آئین پاکستان کی بہت بڑی اور نمایاں ترین خوبی جہاں یہ ہے کہ اس کا بنیادی ڈھانچہ اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے، وہاں آئین وقانون کی تیاری اور اس حوالے سے راہنمائی اس کے اندر موجود اسلامی نظریاتی کونسل بھی کرتی ہے جو تمام مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل ہوتی ہے۔ مگر قانون کی منظوری اور نفاذ کا اختیار صرف منتخب نمائندوں اور حکومت کو ہی حاصل ہے یوں ہمارا آئین اسلامی بھی ہے، جمہوری بھی ہے اور تھیوکریسی پاپائیت سے بھی پاک وصاف ہے۔ الحمد للہ ہمارا معاشرہ 97% مسلم اکثریت پر مشتمل ہے، لوگوں کی بڑی تعداد بڑے بڑے شہروں، قصبوں، دیہات میں آباد ہے، جن کو معتدل موسمی حالات میسر ہیں۔ ایک محدود تعداد کا بسیرا انتہائی سرد علاقوں میں بھی ہے، مجموعی طور پر آباد کار معاشرہ ہے۔ جس میں افغانی، ایرانی، عرب منگول حتیٰ کہ ہسپانوی نسلوں کے لوگ مل جل کر رہتے ہیں۔ اس خطے کی قدیم درجنوں نسلیں ابھی بھی موجود ہیں، مذہبی حوالے سے غالب ترین اکثریت حنفی (دیوبندی، بریلوی) کی ہے۔ ان کے علاوہ جعفری اور اہلحدیث ہیں۔ لگ بھگ 18 کروڑ آبادی پر مشتمل معاشرے میں آٹھ دس ہزار لا مذہب لوگ بھی تلاش کیے جاسکتے ہیں۔ اقلیتوں میں عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی اور بدھ مت کے ماننے والے ہیں۔ تمام مسلمہ فرقوں کے لوگوں کی اسلام سے وابستگی والہانہ ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کے پاس عبادات کے وقت کے ساتھ ساتھ مذہبی رسومات کیلئے مال خرچ کرنے کا بڑا حوصلہ ہے اور اس سے بڑھ کر یہ وہ عبادات، رسومات اور دینی معاملات کیلئے خاصا وقت نکالتے اور ان سرگرمیوں میں تن تنہا یعنی اہل خانہ سے الگ تھلگ بھی خوب وقت اور مال لگاتے ہیں اور اہل خانہ سمیت بھی حصہ لیتے ہیں۔ مثلاً تبلیغی جماعت میں نکلنے والوں کے اسفار، مشکلات، اخراجات نیز مزارات میں عرس، میلے وغیرہ کے علاوہ بھی سال کے 365 دن اور بطور خاص جمعرات کے روز کتنے کتنے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ شیر خوار بچوں کے ہمراہ دور دراز سے پہنچتے ہیں، فقہ جعفریہ کے محرم اور دیگر ایسے ایام مخصوصہ میں سال بھر کی عبادات رسومات اور اخراجات کرتے ہیں۔ جشن عید میلاد النبی اور یوم عاشورہ پر دینی عنوانات سجا کر جو کچھ کیا جاتا ہے کیا یورپ، امریکہ یا جمہوری ملکوں میں اور مادیت پرست معاشروں میں اس قدر قربانی، اخراجات اور وقت کے استعمال کا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے؟ عید قربان پر سنت ابراہیمی کی ادائیگی، عشر، زکوۃ، صدقات، فطرانہ، خیرات، نذر و نیاز کیلئے بچے، بڑے مرد، خواتین اور بزرگ جس طرح خوش دلی سے خرچ کرتے ہیں۔ کیا اس کی مثال کسی اور جگہ ہے؟ پاکستان کی سب سے بڑی غیر سرکاری تنظیم (این جی او) مدارس ہیں، ان کی تمام رونقیں بدنی ہوں یا مالی، سب اہل پاکستان کی دین سے محبت کا ثمر ہیں بالجملہ ہمارا



معاشرہ پیدائشی کلمہ گو مسلمانوں کا معاشرہ ہے۔ تفاوت درجات کے باوجود عبادت گزار، دین سے دلی محبت رکھنے والے افراد پر مشتمل ہے۔ رنگ، نسل، قوم، قبیلے، جغرافیائی اور موسمی حالات میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کے حوالے سے بھی منقسم ہے یعنی فرقہ بندی موجود ہے مگر سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ اپنی اپنی علاقائی اور قومی شناخت کے باوجود مذہبی تعلیمات کی الگ الگ تشریحات کی روشنی میں اسلام سے ان کی وابستگی غیر متزلزل ہے اور اس وابستگی کے حوالے سے ان کو جب پکارا جائے تو باہمی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر وہ شانہ بشانہ کھڑے ہو جاتے ہیں، نعرہ تکبیر لگاتے ہیں، غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے کا نعرہ لگا کر اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ پاکستان کی دینی تحریکات کا ریکارڈ گواہ ہے کہ جان چلی جائے، پرواہ نہیں کرتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس معاشرے کو دلیل سے قائل کیا جائے اور اسلام کی جامع تعلیمات سے مزین داعیانہ کردار سے اسے مائل کیا جائے کہ وہ ایسے طبقے سے جان چھڑانے کیلئے یکسو اور یکجان ہو جائیں جو 18 کروڑ آبادی پر مشتمل معاشرے کو قانونی اور آئینی اعتبار سے اسلامی جمہوری ریاست کو یرغمال بنائے ہوئے ہے، یہ لوگ جن کی تعداد محض آٹھ دس لاکھ ہے یعنی کل آبادی کا 1/2 فیصد۔

عسکریت اور پاکستان:

عسکریت یہ ہے کہ اسلام کی ترویج اور کلمہ طیبہ کے احقاق کیلئے صرف مسلح جدوجہد ہی جہاد ہے۔ حالانکہ تمام دینی اجتماعیتوں کا اتفاق ہے کہ وطن عزیز کے اندر عسکریت پسندی ناجائز اور دینی مقاصد کیلئے نقصان دہ ہے۔ ان جماعتوں کی جانب سے انفرادی طور پہ اور مشترکہ طور پر اس موقف کے اظہار کے ساتھ بار بار اس کا اعادہ بھی کیا جا چکا ہے۔ یہ سلسلہ عشرے ڈیڑھ سے جاری ہے۔

واضح رہے کہ پاکستانی جمہوریت کو مغربی جمہوریت سے بنیادی جوہری مماثلت نہیں ہے ہماری ریاست اور معاشرے کی حیثیت بھی مغربی معاشروں اور نظریات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس مخصوص ماحول کی بنیاد اس ٹھوس حقیقت پر قائم ہے کہ ہمارے خطے کی اپنی دینی روایت ہے۔ تعبیرات وتشریحات میں چھوٹے بڑے اختلافات کے باوجود بنیادی اصول وامور میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو قرار داد مقاصد، 22 اسلامی نکات، مختلف مواقع پر تیار ہونے والے قومی دساتیر، خصوصاً دستور 73ء، اس کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کی متفقہ سفارشات اس اتفاق واتحاد کی دائمی حیثیت کا مظہر ہیں۔ یہ دینی روایت سلاسل تصوف بالخصوص مشائخ چشت کے توسع، سماج دوست مشاغل ومعمولات اور اس کے ثمرات سے جڑی ہوئی صدیوں پرانی روایت ہے۔ اس کے مطابق احتجاجی تحریکات، جلسے، جلوس، دھرنے اور دیگر پرامن سرگرمیاں، رائے عامہ کی تشکیل تحریر وتقریر سب کے ذریعہ اسلام کی ترویج، کلمہ طیبہ کے احقاق کیلئے جدوجہد کرنا جہاد ہے۔ اس پر بھی پاکستان کی تمام دینی اجتماعیتوں کا اتفاق کہ یہی پاکستان کیلئے موزوں طریقہ جہاد ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ عسکریت ہمارے معاشرے میں کیسے آگئی؟ یہ بات طے ہے کہ مسلمان معاشروں میں خاندانی اور شخصی اقتدار کی تبدیلی کا ذریعہ ماضی میں عسکریت تھی۔ ماضی قریب میں ایشیاء، افریقہ کو برطانیہ وفرانس نے غلامی میں دبوچا، ان سے نجات کیلئے عسکری تحریکات کا کردار سامنے آیا۔ برصغیر میں تحریک ریشمی رومال، تحریک آزادی 1857ء، تحریک شہدائے بالاکوٹ اس کی مثال ہیں۔ افریقہ اور عرب میں بھی عسکری تحریکات کا کردار ماضی میں رہا ہے۔

1919ء میں خلافِ عثمانیہ کی کمزور ترین ہوتی ہوئی حیثیت اور بدلے ہوئے عالمی حالات میں عسکری جدوجہد ہی کی ایک اہم کڑی شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ ہیں۔ ان کی قیادت میں برصغیر کی دینی قیادت نے متفقہ طور پر عسکری جدوجہد کو ترک کر دیا۔ یہ ایک مجدد وقت کا مقامی فقہ اور روایت سے ہم آہنگ مشاورتی فیصلہ تھا، جس کی تائید میں برصغیر کی تمام دینی حلقے، اجتماعیتیں اور قائدین عدم تشدد کی تحریک کیلئے میدان عمل میں آگئے۔ مقامی غیر مسلم حریت پسند استعمار مخالف بھی ان کے معاون بن گئے۔ شیخ الہندؒ کا یہ فیصلہ روح عصر قرار پایا۔ مگر خطہ عرب وافریقہ میں ایسا نہیں ہوا۔ کوئی شیخ الہندؒ وہاں آئے، نہ حنفی طرز کی شورائی فقہ موجود تھی۔ چنانچہ وہاں عسکریت رواں رہی تا آنکہ عسکری تنظیم اخوان المسلمون کے تعاون سے مصر میں ایک انقلاب آیا۔ اس مصری انقلاب کی قیادت تبدیل ہوتے ہوئے استعمار مخالف جمال عبدالناصر کے ہاتھ میں چلی گئی۔ ناصر مرحوم ایک عبقری دماغ انسان تھے انہوں نے مصر سمیت پورے عرب خطے کیلئے ایسا ایجنڈا اور نعرے متعارف کروائے کہ لیبیا، شام، عراق، میں کرنل قذافی، حافظ الاسد اور صدام حسین جیسے راہنما بذریعہ انقلاب اقتدار میں آگئے۔ فلسطینی 1948ء سے عملی جدوجہد میں تھے، ان کی قیادت یاسر عرفات کر رہے تھے وہ بھی نئی عرب قیادت سے مل گئے۔ ان عرب انقلابی قائدین نے بظاہر آمرانہ طرز کی حکومتیں قائم کیں مگر یہ تمام آمر استعمار دشمن اور انسان دوست تھے۔ نیز یہ کہ مذہب مخالف نہ تھے بلکہ ایسے دینی راہنماؤں اور جماعتوں کے معاون اور ہمنوا تھے جو استعمار دشمن افکار ونظریات رکھتی تھیں اور معروف جدوجہد تھیں۔ ان آمروں کی دوسری مشترکہ خوبی یہ تھی کہ یہ اپنے معاشروں کو پرامن وخوشحال بنانے اور انصاف فراہم کرنے کے حوالے سے بھی یکسو تھے۔ موخر الذکر صف میں جمال عبدالناصر مرحوم، کرنل قذافی شہید، صدام حسین شہید اور حافظ الاسد، سعودی بادشاہ اور عظیم مسلم قائد شاہ فیصل شہید کے ہم خیال وہم پلہ تھے۔ 60ء کی دہائی میں استعماری ممالک امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور ان کے ہمنواؤں نے عالمی سطح پر جمال عبدالناصر مرحوم اور ان کے ساتھی عرب حکمرانوں کی بڑی شدومد سے مخالفت کی۔ یہ ممالک براہ راست مصر پر حملہ آور بھی ہوئے اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ پوری مسلم دنیا میں زبردست مخالفانہ پروپیگنڈہ مہم چلائی۔ مصر میں انہی ماہ وسال میں اخوان المسلمون، التکفیر والہجرۃ کا سلسلہ شروع ہوا جو دراصل تاریخی خارجی گروہ کی نشاۃ ثانیہ تھا مخالفین کو کافر قرار دیتے اور ان کے خلاف تشدد کا استعمال کرنے کا رجحان زور پکڑنے لگا۔

جمال عبدالناصر مرحوم خطۂ عرب کے ایک حصہ کو جگانے اور استعمار مخالف محاذ کو مؤثر وفعال کرنے میں بڑی حد تک کامیاب رہے۔ انہوں نے مذہبی چھتری تلے چھپے استعماری ایجنٹوں کا داخلی محاذ پر بھی خوب مقابلہ کیا۔ ان کے انتقال کے بعد مصری صدارت انور سادات کا مقدر بنی۔ سادات نے ابتداء ناصر مرحوم کے طرز کو ہی اختیار کیا مگر وہ اس پر ثابت قدم نہ رہ سکے۔ انہوں نے امریکی ضمانتوں پر اسرائیل کو تسلیم کیا، اس سے معاہدات کئے، انہیں مجرم گردانا گیا اور بالآخر مصری عسکریت پسندی کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے۔ سادات مخالف کیمپوں کے بہت سے لوگ مصری جیلوں میں بند تھے۔ اسی طرح بعض دیگر عرب حکمرانوں کے مخالف عسکریت پسند بھی مخالف ممالک کی جیلوں میں تھے کہ افغانستان میں روس نے اپنی فوجیں داخل کیں۔ افغانستان کا جغرافیہ سرد جنگ کے



بارودی مرحلے کا محاذ بن گیا، عرب جیلوں سے عسکریت پسند اکٹھے کئے گئے۔ یہ مہمان مجاہد منصوبہ بندی، بہادری، فیاضی میں اپنی مثال آپ تھے، ان کی دیکھا دیکھی بہت سے دیگر مسلم نوجوان فریضہ جہاد میں دیوانہ وار حصہ لینے کے لئے افغانستان آتے گئے، انہی کیساتھ انہی کے علاقوں کے عقائد ونظریات بھی یہاں پہنچ گئے۔ ان کے عقائد ونظریات تکفیریت میں جذباتیت ورومانویت کی انتہا تھی اور ردعمل کی بھی کمی نہ تھی۔ ہمارا جذباتی مذہبی تحریکی عنصر ان سے خاصہ متاثر ہوا اور اپنی منصوبہ بندی اور جدوجہد کو منزل تک پہنچنے کا مختصر راستہ سمجھتے ہوئے سب کچھ اس میں جھونک دیا۔ شومئی قسمت یہ ساری مشق اور قربانیاں قوت کے ضیاع کا باعث بنیں۔ اسلام مخالف اور عالمی ایجنڈے کی تشکیل کرنے والوں نے خلوص، محبت اور ایثار کی اس داستان کو دہشت گردی کا عنوان بنا کر پورے کھیل کا پانسہ پلٹ دیا۔ اب عالمگیریت، جدیدیت، صارفیت کی مخالفت کرنے والا اور پرامن سیاسی جدوجہد پر یقین رکھنے والا مذہبی اور عسکریت پسند ایک چھڑی سے ہانکے جارہے ہیں۔

ہمارے ارض وطن کو اس کھلواڑ نے ادھیڑ کر رکھا ہے۔ تقسیم در تقسیم جذباتیت، متلون مزاجی جیسے امراض کے ساتھ تکفیریت اور جدید خارجیت غالب ہونے کی کوشش میں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کے تمام دیندار تحمل و بردباری کیساتھ اپنی دینی روایت سے جڑے رہیں، جذباتیت اور شارٹ کٹ کو اپنے ذہن سے نکال دیں اور اپنی قیادت پر مکمل اعتماد کریں۔

بقیہ:......اداریہ

صوبائی ڈپٹی سیکرٹری جنرل چوہدری شہباز احمد گجر ایڈووکیٹ کی نگرانی میں بااختیار کمیٹی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ مساجد کا اسلامی معاشرے میں ایک اہم ترین کردار ہے۔ باہمی روابط، روزمرہ پیش آمدہ مسائل ومعاملات کی شرعی حیثیت جاننے اور ان کے حل کے حوالے سے مساجد کا ایک منفرد کردار ہے۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ عالمگیر ایجنڈے کی تکمیل کیلئے مساجد کو دیگر مذاہب کے عبادت خانوں کے طرز کی کوئی چیز بنانے کی کوشش کرنے والی کسی لابی نے درون خانہ مقامی بااختیار حضرات کو استعمال کیا ہے۔ جنہوں نے سیاسی مصلحت، لاعلمی یا ذاتی مفاد میں ایسا قانون تیار کیا، یہ طرز عمل عوام الناس بالخصوص دینی حلقوں کیلئے نہایت تشویش کا باعث بن رہا ہے، جس پر ارباب اقتدار کو بہرحال نظر ثانی کرنی چاہئے اور اس حوالے سے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کی مشاورت سے ٹھوس بنیادوں پر ایک غیر امتیازی مستقل ضابطہ اخلاق مرتب کر کے اس کو قانونی شکل دینی چاہئے، تاکہ قانون کی عملداری سے عوام سکھ کا سانس لیں اور وہ کسی بھی حوالے سے معاشرتی انتشار کا باعث نہ بنے۔

قارئین کرام تصحیح فرمالیں

گزشتہ شمارے میں جے یو آئی کی مرکزی جنرل کونسل کے رکن مولانا ڈاکٹر نصیر الدین سواتی (کراچی) کی ہمشیرہ کی وفات کی خبر غلطی سے "ڈاکٹر نصیر الدین سواتی کی وفات" کے عنوان سے چھپ گئی تھی، بفضلہ تعالیٰ ڈاکٹر نصیر الدین سواتی صاحب بقید حیات ہیں، ادارہ اس نادانستہ غلطی پر قارئین الجمعیۃ بالخصوص ڈاکٹر نصیر الدین سواتی صاحب سے معذرت خواہ ہے۔

ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

ملکی، بین الاقوامی، سیاسی، سماجی، مذہبی و معاشرتی مسائل، حالات و واقعات پر دلنشین، محققانہ تبصرے

محمد ادریس ایپل

گستاخانہ خاکے، یورپ کا تعصب و ہٹ دھرمی:

مجھے حیرت ہے ان لوگوں پر، ان کی نابختہ دانش پر جو مغرب کو اب بھی مہذب گردانتے ہیں اور تہذیب جدید کا منبع قرار دے کر مغربی تہذیب اپنا رہے ہیں یا اس کو رواج دینے کا سوچتے ہیں۔ اور ان پر بھی حیرت ہے کہ جو برداشت اور رواداری کا درس دیتے ہیں لیکن برداشت اور رواداری کے حدود سے آشنا نہیں۔ دینی حمیت کا مسئلہ تو الگ ہے لیکن سماجی حالات پر شاعر نے کہا تھا کہ

کچھ نہ کہنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزاز سخن
ظلم سہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

برداشت اور رواداری کے جذبے ایک حد تک معاشرے کو امن دیتے ہیں اور اپنی حدود سے بڑھ جائیں تو ظالم کی مدد بنتے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر ظلم کو دعوت دیتے ہیں۔ مغرب کی ظالمانہ تہذیب، اس کے دوہرے معیار، دھوکہ، مکاری اور اخلاقی لحاظ سے عہد جاہلیت کی پستیوں میں گری ہوئی قوم سے بھی بہت ہے۔ یہ اپنے سرمائے، سائنسی ترقی اور دنیاوی کروفر کی بنیاد پر اسلام کی روشن تہذیب پر کس طرح برتر ہو سکتی ہے؟ وہ فریب خوردہ ذہن جنہیں سرمائے اور سائنسی ترقی نے مرعوب کر رکھا ہے وہ اس بداخلاقی کو اپنے ملک میں رائج کرنے کے مبلغ ہیں۔ ظلم کی انتہا کہ محض جھوٹی اور من گھڑت رپورٹیں دنیا کو دکھا کر عراق پر ظلم کی انتہاء کر دی گئی، لاکھوں لوگوں کو قتل کر دیا، بلکہ پورا ملک برباد کر دیا۔ گوانتانامو کیمپ اور عراق کی جیلوں میں کیے گئے ظلم پڑھیے اور کہیے کہ یہ لوگ مہذب ہیں؟ یہ کس تہذیب کی نمائندگی کرتے ہیں؟ دشمن سے اس قدر انسانیت سوز سلوک کرنے والے کونسے انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں؟ مغربی تہذیب کے دلدادہ ذرا سوچیں کہ انہیں ذرا سا احساس نہیں، شرمندگی نہیں، معذرت نہیں کہ ایک ملک کو آگ میں جھونک دیا۔ بلکہ فخر کرتے ہیں کہ ہم نے جنگ جیت لی۔ کونسی جنگ؟ لیبیا میں قذافی کو آمر قرار دے کر اندرون ملک بغاوت کو سرمایہ مہیا کیا، ہتھیار دیے اور اس کی فوجوں پر نیٹو سے بمباری کروائی کہ جمہوریت بحال کروانی ہے۔ القاعدہ جو کہتے ہیں کہ امریکہ مخالف ہے، اسے قابل قبول بنا کر اسکے ذریعے بغاوت کو ہوا دی۔ مکر و فریب کی یہ چالیں تہذیب کے دائرے سے ماوراء ہیں، کس طرح مہذب ہو سکتے ہیں؟ ظلم، مکر، سازش اور دوسروں سے جینے کا حق چھیننا، انسانی حقوق کی من مانی تشریح، کمزوروں کا استحصال انہیں مہذب بناتا ہے؟ اور ان کی تہذیب انہی عناصر سے تشکیل پاتی ہے۔ طالبان سے کہا کہ اپنا جہاد جاری رکھیں ہم آپ کیساتھ ہیں لیکن اپنا رخ چین کی طرف موڑ دیں۔ عرفان صدیقی لکھ چکے کہ اس کے سارے ثبوت صفحۂ ہستی سے مٹا دیے گئے اور طالبان کو ایسا نہ کرنے کا مشورہ دینے والے علماء شہید کر دیے گئے۔ ادھر اسلامی تہذیب نہ ظلم نہ مکر نہ سازش دوسرے کو جینے کا حق تسلیم، انسانی حقوق کی پاسداری نہ کمزوری کا استحصال نہ مفاد پرستی کہ جہاں مفاد کیلئے نظریہ، مذہب اور تہذیبی روایات اور انسانی اقدار تک کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ کوئی ذی ہوش مغرب کی تہذیب کو اسلامی تہذیب پر فوقیت دے سکتا ہے؟ وہ دانشور اور ہیں جو مغربی تہذیب کی برتری سائنس و ٹیکنالوجی میں تلاش کرتے ہیں اور انہیں مہذب جانتے ہیں مغربی تہذیب اپنے استحصال کی بنیاد پر برتر ہے۔ وہ چیزیں جو مسلمان کیلئے ننگ ہیں وہ ان کیلئے فخر بن جاتی ہیں۔

تہذیب فرنگ کا بنیادی نقطہ اور اصل اصول "مفاد" ہے۔ چنانچہ کوئی دلیل، کوئی حقیقت، کسی انسانی قدر کا کوئی حوالہ، کسی مذہب کا کوئی اصول، کوئی اخلاقی ضابطہ، کوئی روایت ان کے مفاد کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اب وہ اس اصول کو لیکر چڑھ دوڑے ہیں کہ ان کے ان نظریات کو دنیا سے منوائیں جو ان کی تہذیبی برتری میں معاون ہوں۔ ہمارے دانشوروں کے پاس صرف اپنے آپ کو کوسنے اور اپنے اس طبقے کی کردار کشی اور اسلامی نظریات و افکار پر تنقید اور اسلامی تہذیب کے علمبردار طبقے پر الزام تراشی کے سوا کوئی مثبت سوچ نہیں۔ غیر ضروری موضوعات کا بہانہ بنا کر کبھی آزادئ اظہار، کبھی آزادی نسواں، کبھی عورت کی آدھی گواہی، کبھی نکاح و طلاق کے ضابطوں کی بنیاد پر معاشرتی انتشار پیدا کرنے کے ساتھ مذہب کے بارے میں تشکیک کے رویوں کو جنم دیتے ہیں، یوں وہ مغرب کے آلۂ کار اور جاسوس نظر آتے ہیں۔ انہیں اپنے ملک اور اپنے سماج سے زیادہ تہذیب افرنگ کی فکر ہے کہ اس کا تحفظ کیسے ہو۔ تازہ واقعہ فرانس میں آقائے دو عالم کی شان میں گستاخی کرنے والے افراد کا فدائین کے ہاتھوں قتل ہے، اس میں کوئی ملک ملوث نہیں اور جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کے نزدیک ان کی دل آزاری اور ان کے عقیدے پر حملہ کرنے والے سنگین مجرم اپنے بدانجام کو پہنچے، اس پر کسی ملک میں جشن نہیں منایا گیا، کہیں چراغاں نہیں ہوا۔ فرانس کی حکومت اپنے ملکی قانون کے مطابق انہیں سزا دینے کا حق رکھتی ہے باوجود برداشت اور رواداری کے دعووں کے امن کے نام پر نمائشی مارچ کرنے کے فرانسیسی معاشرے کے رویے اور حکومتی پشت پناہی نے ان کی تہذیبی پستی کو ثابت کر دیا۔ اس سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ مغرب جس کا چوند ترقی کے باوجود تعصبات سے نہیں نکل سکا تو دوسروں کو رواداری کا سبق کیوں دیتا ہے؟ فرانسی حکومت نے ضد میں ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کی اور انتہا پسندی کا مظاہرہ کیا۔ مغرب کے ان رویوں سے امن قائم نہیں ہوتا بلکہ امن برباد ہوتا ہے۔ مسلم امہ کا ہر معقول مطالبہ رد کر دیا جاتا ہے اور مغرب اپنے نظریات اقتصادی و سیاسی جبر کے ذریعے میڈیا کے توسط سے منواتا ہے، یہ کس جہاں کا انصاف اور اعتدال پسندی ہے؟ پوری مسلم دنیا کا مطالبہ ہے کہ ایسی شخصیات جن سے مذاہب کی



عقیدتیں وابستہ ہیں خصوصاً انبیاء علیہم السلام، ان کی توہین واستہزاء کو جرم قرار دیا جائے لیکن یہ محض مسلمانوں سے تعصب ہے، مسلمانوں کے متحدہ آواز کی اہمیت نہیں دی جارہی اور اپنی فکر مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس دن اسلام کو ایک Misunderstood مذہب سمجھ لیا گیا تب اس کی حیثیت اور ہوگی۔ اگر اس کو صحیح انداز میں پیش کیا گیا جیسا کہ وہ ہے تو یورپ میں اسلام کو پھیلنے سے نہیں روکا جاسکتا۔ حال ہی میں جرمنی کے شہر ڈریسڈن میں ہزاروں مظاہرین نے یورپ میں اسلام کی اثر پذیری کیخلاف مظاہرہ کیا ہے۔ وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مسلمان بے بس، غلام و مسکین ہیں، دنیا کا باعزت عنصر نہیں اس لئے اسلام قبول کرنا باعزت راستہ نہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کو انتہا پسند ثابت کر کے اسلام کا راستہ روکا جارہا ہے۔ اسلئے جمعیۃ علماء کا موقف ہے کہ یہ دہشت گردی، یہ جنگ مغرب کی ضرورت ہے، ہماری نہیں۔ مغرب یہ چاہتا ہے کہ کہیں نہ کہیں دہشت گردی ہوتی رہے اور اسلام اور مسلمانوں کیخلاف نفرت پیدا ہو۔

امریکی صدر اوباما چارلی لیبڈو کے واقعے کے بعد فرانسیسی سفارت خانہ گئے اور اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوئے لکھا کہ: "ہم صدیوں سے اپنے فرانسیسی بھائیوں کے اتحادی ہونے کے ناطے ان کے ساتھ ہیں، ہم انصاف کو یقینی بنائیں گے اور اپنے طرز زندگی کا دفاع کریں گے۔ ہم مل کر آگے بڑھیں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ دہشت گردی، آزادی اور ہمارے آئیڈیل کی جگہ نہیں لے سکے گی کیونکہ یہ آئیڈیلز دنیا کو روشن کرنے والے ہیں" جب اوبامہ کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے طرز زندگی کا دفاع کریں تو مسلمانوں کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے عقائد ونظریات کا تحفظ کریں اور جو آئیڈیلز ان کے ہیں ہمارے لیے ضروری نہیں کہ ہم ان سے متفق ہوں۔ خاکوں کی اشاعت کو اپنی ذات، اپنے نظریئے اور اپنی وابستگی پر پہلا حملہ تصور کرتا ہوں اور ردعمل کو فطری جانتا ہوں۔

خدمات جمعیۃ کانفرنس:

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں طے پایا ہے کہ علماء حق کی سیاسی جدوجہد کے سو سال مکمل ہونے پر ایک کانفرنس منعقد کی جائے اور علماء حق کی سیاسی جدوجہد سے اس نسل کو آگاہ کیا جائے اور اکابر کی جدوجہد اور فکر کو سامنے رکھ کر مستقبل کی راہیں تلاش کی جائیں۔

کیسی شاندار، صبر آزما اور قربانیوں سے بھرپور جدوجہد تھی کہ سیاسی جدوجہد پر قدغنیں تھیں پھر کامل اتحاد، ایثار، باہمی محبت وربط، رازداری، باہمی احترام، اخلاص، نہ جھکنا نہ بکنا، مذہبی رواداری، نظریئے کی صداقت، اعلیٰ مقاصد کیلئے ذاتی زندگی کھپانا اور کردار سازی...... کتنے ہی سبق ہیں، کتنی نظیریں اور کتنی مثالیں ہیں جو تلاش کریں تو ختم ہونے کا نام نہیں لیتیں۔ یہ قافلہ سو سال مکمل کر چکا ہے، سفر ابھی جاری ہے کتنا مستحسن اور مدبرانہ فیصلہ ہے کہ آج مغربی تہذیب ہمارے لیے پیغام لاتی ہے کہ اپنے ماضی کو بھول جاؤ اور یہ آئیڈیلزم کو چھوڑ دو اور حالات کے مطابق جو فیصلہ مفاد میں ہو کر گزرو۔ اگر چہ تمہارے ایمان، نظریئے، تہذیب وتمدن، روایات، قومیت وخاندان کی قربانی ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ اس موقع پر جمعیۃ کا یہ فیصلہ ان کی حالات شناسی کا مظہر اور صحیح جانب سفر کی نشاندہی کرتا ہے۔ فللہ الحمد

علماء حق کی سیاسی جدوجہد کا آغاز بہت ہی شاندار تھا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء اور عوام جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم پر کام کرنے کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ بریلوی مکتب فکر کے راہنما شاہ احمد نورانی کے والد جو عالم دین، پیر طریقت اور مبلغ تھے، جمعیۃ کی جدوجہد میں ساتھ ساتھ تھے۔ اہل حدیث مکتبہ فکر کے مولانا ثناء اللہ امرتسری جو مناظر اور مفسر تھے، وہ فخر سے لکھتے ہیں کہ جمعیۃ علماء ہند کی بنیادیں میرے گھر سے اٹھیں۔ پہلی مشاورت میرے گھر ہوئی۔ بعد میں کچھ فرقہ واریت کے سائے گہرے ہوئے، کچھ حکمرانوں کی سازشیں، کچھ عوام کی جاہلانہ جذباتیت کہ جسے چار بندے مل گئے، اپنی تنظیم گھڑلی اور مسلک کی بنیاد پر جب جماعتیں بن گئیں تو پھر جمعیۃ نے اعلیٰ مقاصد کیلئے سب کو متحدہ جدوجہد کا تصور دیا۔ یہ اثرات تھے جمعیۃ کے اس رویے کے جو ابتداء میں جو وسعتیں ہمارے اکابر نے اختیار کی تھیں۔ اسی طرح پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام پر ہر حوالے سے جمعیۃ علماء ہند کے انداز فکر اور انداز جدوجہد کے نقوش بہت گہرے ثابت ہوئے۔ ویسے بھی ہمارے اکابر کا تذکرہ ایسا ہے جو ہمارے ایمان کو تازگی بخشتا ہے اور جذبوں کو جلاء عطاء کرتا ہے، دلوں کو پاکیزگی اور دماغوں کو رفعتیں دیتا ہے۔

اس شاندار قدم پر کتنی اور کس معیار کی تیاریوں کی ضرورت ہے۔ اس کی اہمیت سے کارکن بخوبی آگاہ ہیں اور مرکزی مجلس عمومی نے ہدایت کی ہے کہ صوبائی جماعتیں مشاورت سے ابھی سے تشہیری مہم کا آغاز کردیں۔ اگر چہ وقتی مسائل نے ہماری توجہ کھینچ لی ہے، لیکن پھر بھی آگے قدم بڑھانا ضروری ہے۔ 2017ء میں ابھی دو سال کا عرصہ باقی ہے لہٰذا اس حوالے سے کامل، ٹھوس اور جامع منصوبہ بندی کی ضرورت ہے، ماہ بہ ماہ، سال بہ سال۔

سینٹ کے انتخابات، ضمیر فروشوں کا میلہ:

سینٹ کے انتخابات ہو رہے ہیں، ایوان بالا واقعی ایوان بالا ہے کہ عروج دیکھئے، ایک ایک رکن کی بولی پندرہ سے پچیس کروڑ تک لگ رہی ہے، اور اراکین کہہ رہے ہیں:

ے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

بکاؤ مال قطار اندر قطار کھڑے اپنا ایمان بیچ رہے ہیں، ضمیر فروخت کر رہے ہیں۔ جانوروں سے بدتر، دولت کے حریص...... انہیں شرم نہیں آتی کہ شرف انسانیت کو بھلا رہے ہیں۔ یہ ضمیر فروش قوم کی کیا خدمت کریں گے؟ جو اپنے ضمیر کی حفاظت نہیں کرسکتا وہ اپنی کسی چیز کی حفاظت نہیں کرسکتا، نہ ملک، نہ ملت، نہ دین، نہ خاندان، نہ ذات۔ یہ لوگ جنگلوں سے بھر کر اسمبلیوں میں نہیں لائے گئے کہ انہیں تہذیب کی ہوا نہیں لگی، ان میں جدید تعلیم یافتہ بھی ہوں گے، لیکن وہ بھی یہ سب کچھ کرنے کے باوجود گالی علماء کو دیں گے کہ عصر حاضر کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے، جمہوریت پر تنقید کرتے ہیں، دنیا کے ساتھ چلنے کی سوچ نہیں رکھتے۔

اپنا ووٹ بیچ کر یہ ہمارے ملک پر احسان کریں گے اور کہیں گے "ملا کا پاکستان نہیں بننے دیں گے، ہم اسے قائد اعظم اور اقبال کا پاکستان بنائیں گے" شوق سے بنائیں، جمہوریت کو آپ پر ناز ہے، آپ جمہوریت کے ماتھے کا جھومر ہیں،...... فخر کیجئے۔

اس مکروہ دھندے میں ایک دوسرا کردار بھی ہے، جو خریدار ہے، جو بولی لگا رہا ہے۔ معاملے کو پراسرار بنادیا گیا ہے کہ چھانگا مانگا، میریٹ ہوٹل اور مری کی داستانیں تو پرانی ہوگئیں سینٹ میں اکثریت حاصل کرنا کس کی ضرورت ہے؟ اور یہ کھیل کون کھیل رہا ہے۔ حکمران یا اپوزیشن؟ انہیں جان لینا چاہیے کہ وہ ملک سے انصاف نہیں کررہے۔

وفاقی کابینہ نے اس کا نوٹس لیا ہے، سینٹ انتخابات کو شفاف بنانے کے لیے آئین میں ترمیم لائی جارہی ہے۔ بعض ذرائع کا کہنا ہے کہ ترمیم کا اطلاق موجودہ انتخابات پر نہیں ہوگا

بعض لوگ اسے ''دیر آید درست آید'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ زرداری صاحب کو اس پر تحفظات ہیں اور اس گند میں ملوث ہونے کیساتھ پارسائی کے دعوے کا امکان بھی نظر انداز نہیں۔ حیرت ہے کہ معاملہ اتنا پراسرار کیوں ہے؟

پاکستان میں حرام اشیاء کی درآمد:

قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے اجلاس میں سیکرٹری وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نے تسلیم کیا ہے کہ ملک میں درآمدی اشیاء میں حرام اجزاء شامل ہیں، حلال اتھارٹی کی عدم موجودگی کے باعث ایسا ہو رہا ہے۔ قائمہ کمیٹی نے 23 ایسی اشیاء کی فہرست جاری کی ہے کہ جو حرام ہیں۔ اس سے قبل پنجاب اسمبلی میں ایک رکن نے آواز اٹھائی کہ میکڈونلڈ نے 73 ٹن میٹریل منگوایا ہے اور وہ حرام اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس طرح غیر ملکی کمپنی اپنی حرام مصنوعات کو بیچ رہی ہے۔ پنجاب کے وزیر صحت بلال یاسین کا جواب تھا کہ یہ ہمارے علم میں ہے کہ لیکن جب بھی کاروائی کا سوچتے ہیں، تو ادھر ادھر سے دباؤ آجاتا ہے، اب بتائیں کہ:

ے کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں......؟

کوئی بہانہ یہ بناتا ہے کہ حلال اتھارٹی کی عدم موجودگی کے باوجود ایسا ہو رہا ہے، کسی کا بہانہ یہ ہے کہ ہم پر ادھر ادھر سے دباؤ آجاتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ پھر آپ کے عہدوں پر رہنے کا کیا جواز ہے؟ ادھر پنجاب میں گدھے کے گوشت کی دھوم فروخت بھی ہوتا ہے اور بڑے ہوٹلوں میں پک بھی رہا ہے۔ یہ صورتحال کسی ریاست کی ناکامی کا ثبوت ہے۔ ضروری نہیں آئی ایم ایف ہی کسی ملک کو ناکام ریاست قرار دے بلکہ جہاں عدلیہ سے ملزم بچ نکلیں، سزاؤں میں تاخیر ہو، پولیس ملزموں سے ساز باز کرے، رشوت لے کر ملزم چھوڑ دے اور صوبائی وزیر دباؤ میں سب کچھ قبول کرلے، اسمبلیاں قانون سازی نہ کریں، حکمران غافل ہوں تو وہ ریاست بھی ناکام ہی ہوتی ہے۔ کیا حکمرانوں کے لیے حکومت کرکٹ کا میدان ہے کہ اپنی اپنی اننگز کھیل کر چلے جائیں گے اور سماج اور معاشرہ جرائم پیشہ عناصر، غیر ملکی کمپنیوں کے مفادات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیے۔ حکمرانوں کو صرف اپنے ٹیکسوں سے غرض ہو۔

معاشرہ کو کھلا آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ اخلاقی برائیوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ خوف خدا سے عاری، مغربی تہذیب کی پھیلائی ہوئی ہوسناکی اور عوام کا تلذذ اور سرمایہ دارانہ سامراجیت نے معاشرے کو یہاں تک پہنچایا ہے۔ وزراء، حکمران، بیوروکریٹ، عدلیہ اور انتظامیہ مال بنانے کے چکر میں کچھ سوچ ہی نہیں سکتے۔

مسلم عوام کو حرام سے بچنے کے لیے ایک ہی راستہ باقی بچ جاتا ہے کہ بازار کا کھانا اور درآمدی اشیاء استعمال ہی نہ کریں اور گھر کا کھانا کھائیں اور اپنے باطن و روح کو پاکیزہ بنائیں۔ رہے اشرافیہ، جو رشوت، سفارش اور کرپشن دھوکہ دہی سے حرام پر پل رہے ہیں وہ اس حرام کو Taste کے نام سے بخوشی قبول کرلیں گے کہ یہ سرمایہ دارانہ نظام ہی ہے جو مسلمان کو صرف لا الہ کے زبانی اقرار تک ہی رکھتا ہے اور اس سے معبودان باطل کے سامنے سجدے سے اٹھنے ہی نہیں دیتا۔ کہیں عزت کا بت، کہیں شہرت کا بت، کہیں خواہشات کا بت، کہیں سرمایے کا بت۔

بقیہ: انسداد دہشت گردی کی غیر منصفانہ حکمت عملی

برس ہی واضح کردی تھیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو ایسی اہم نوعیت کی معلومات مختلف جماعتوں کے قائدین کے حوالے کرنے کا جواز بھی محل نظر ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اس اہم واقعہ کو ماضی کی طرح مخالفین سے سیاسی حمایت حاصل کرنے کے حربے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہو؟ قومی سطح پر یہ مطالبہ بھی سامنے آیا ہے کہ سانحہ بلدیہ ٹاؤن کا مقدمہ فوجی عدالت میں بھیجا جائے تاکہ روایتی تساہل اور سرکاری تاخیری حربوں کے اثرات سے محفوظ بے لاگ اور فوری انصاف کیا جاسکے۔ افسوس کہ اکیسویں ترمیم کے مطابق قومی تاریخ کے اس عظیم سانحے کا مقدمہ فوجی عدالت میں نہیں بھیجا جاسکتا، کیونکہ دہشت گردی کو صرف مذہب اور محض مسلک سے مشروط کردیا گیا ہے۔ داڑھی پگڑی والا کوئی شخص مبینہ طور پر مذہب و مسلک کے نام پر کسی ایک آدمی کو نشانہ بنائے تو دہشت گردی کے دائرے میں شامل ہو کر فوجی عدالتوں کا سامنا کرے گا۔ لیکن داڑھی منڈے اور ننگے سر سینکڑوں انسانوں کو آہن و آتش کی نذر کردیں تو وہ مجرم ضرور ہیں لیکن دہشت گردی کی تعریف میں شامل نہیں، اسلئے ان کے مقدمات عام سول عدالتوں میں مروجہ طریق پر چلائے جائیں گے۔

مولانا فضل الرحمن نے آئینی ترمیم سے اختلاف کرتے ہوئے بروقت متوجہ کیا تھا لیکن مقتدر قوتوں نے توجہ نہ دی۔ دہشت گردی اپنی ہر شکل میں قابل مذمت ہے، اسکے تدارک کیلئے حکومت کو موثر اقدامات کرتے ہوئے فوری انصاف اور مجرموں کی سرکوبی کا ماحول پیدا کرنا چاہیے۔ قومی ایکشن پلان کے اعلان اور اکیسویں ترمیم کے بعد قومی سطح پر کوئی جوہری تبدیلی کے آثار نظر نہیں آرہے، دہشت گردی کے واقعات تواتر سے مختلف شہروں میں رونما ہو رہے ہیں لیکن سرکار اپنی تمام توانائی محض دینی مدارس کی اصلاح کے ایک نکاتی ایجنڈے پر صرف کررہی ہے جو کسی طرح منصفانہ طرز عمل نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نان ایشوز کو ایشوز بنانے کا آزمودہ حربہ

فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی سازش

تحریر: حافظ نصیر احمد احرار، ناظم اول جے یو آئی ضلع لاہور، سابق مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام

''سوفسطائی'' دنیا میں ایک مکتب فکر ہے، یہ لوگ بنیادی طور پر منطق کے دلدادہ تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ دلیل ہی دنیا کی اصل طاقت ہے، اگر کسی کی دلیل مضبوط ہو تو وہ چڑھتے سورج کو بھی منظر سے غائب کر سکتا ہے۔ دلیل اور منطق سے بھرپور ان کی گفتگو لوگوں کو حیران کر دیتی تھی۔ دنیا میں سوفسطائیوں کو منطق و دلیل کا موجد بھی مانا جاتا ہے، ان کا انداز گفتگو اور طرز خطاب بہت عجیب اور حیران کن ہوتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کو حقیر ثابت کرنا چاہتا ہے، تو وہ عظیم الشان پہاڑ کا تقابل کسی چھوٹی چیز سے کرنا شروع کر دے یا اس پہاڑ کو کسی معمولی چٹان سے تولنا شروع کر دے، پہاڑ خود بخود حقیر اور بے وقعت ہو جائے گا۔ ان کا فلسفہ تھا کہ اگر تمہیں کسی شخصیت کے کام اور کارکردگی میں کوئی کمی، عیب یا نقص دکھائی نہ دے تو تم اس شخص کی ذات پر حملہ کر دو۔ تمہارا یہ حملہ اس شخص کے اثر و رسوخ کو ختم کر دے گا اور وہ شخص عوام میں اپنی وقعت پذیرائی کھو دے گا۔

دنیا میں جب سفارت کاری نے باقاعدہ آرٹ کی شکل اختیار کی اور پھر لوگوں نے اسے بطور پیشہ اپنانا شروع کر دیا تو سوفسطائیوں کا یہ فلسفہ سفارت کاری کی تکنیک میں ڈھل گیا اور اسے تھیوری آف نان ایشوز کا نام دیا گیا۔ آج تھیوری آف نان ایشوز دنیا میں طاقت ور ممالک کا مہلک ہتھیار ہے جسے دنیا بھر میں سفارت کاری کی آڑ میں کامیابی سے استعمال کیا جا رہا ہے

تھیوری آف نان ایشوز بنیادی طور پر ایک ایسا فلسفہ ہے جس کا مقصد و مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں کوئی قوم، ملک، لیڈر اور نظام درست کام کر رہے ہوں اور آپ کو ان کے کام میں کوئی کمی، نقص، عیب یا رخنہ نہ دکھائی دے تو آپ اس قوم، ملک، لیڈر اور نظام کو چھوٹے چھوٹے ایشوز میں الجھا دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ ملک و قوم، لیڈر اور نظام خود بخود غیر موثر اور بے وقعت ہو کر ختم ہو جائیں گے۔ سوفسطائیوں کی یہ عجیب و غریب منطقی اصطلاح آج کی سفارت کاری کا کتنا مہلک ترین ہے اس کو سمجھنے کیلئے ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ پر مستشرقین نے جو اعتراضات کیے ہیں اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ پر جو سوالات اٹھائے ہیں وہ آپ ﷺ کے نظام، تعلیمات اور قانون کے متعلق نہیں ہیں۔ آپ ﷺ کے لائے ہوئے نظام و قانون میں نہ ان کو کوئی عیب نظر آیا اور نہ کوئی کمی۔ لیکن انہوں نے اہل مغرب کو اسلام اور رسول خدا ﷺ سے متنفر کرنے کیلئے حضور علیہ السلام کی عائلی زندگی پر اعتراضات کیے اور طرح طرح کے عنوانات سے نعوذ باللہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کے نبی وسیع حرم رکھتے تھے یا کثرت ازواج کے دلدادہ تھے۔ چونکہ مغرب میں کثرت ازواج کو بہت برا سمجھا جاتا ہے اور مغربی معاشرے میں یہ بہت بڑا عیب اور نقص ہے تو مستشرقین نے اہل مغرب کو اسلام کے نظام اور نبوی تعلیمات سے دور رکھنے کیلئے پیغمبر خدا ﷺ کی ذات اقدس پر اس انداز سے حملے کرنے شروع کر دیے تاکہ اہل مغرب اسلام سے متنفر ہو جائیں۔

مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات تو سیرت نگاروں نے خوب دیے ہیں لیکن بہر حال یہ مغرب کا طریقہ واردات ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات میں عیب جوئی کرنے میں تو ناکام رہے لیکن انہوں نے پیغمبر اسلام کی ذاتی توہین کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔

سوویت یونین کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ سوویت یونین کی ترقی کا حال یہ تھا کہ وہاں سو فیصد تعلیم تھی، سو فیصد نوکریاں تھیں اور سو فیصد لوگوں کے پاس گھر تھے۔ معاشرتی مساوات کا عالم یہ تھا کہ وہاں عدالتیں ختم ہو گئیں تھیں، لوگوں کی خوراک، لباس اور عزت و مال کی ذمہ دار حکومت تھی۔ لیکن امریکہ و یورپ روس کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے، وہ لوگوں کو بھوک اور ظلم کا احساس دلا کر انہیں حکومت کے سامنے کھڑا نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی بیروزگاری، جہالت اور انسانی حقوق کے نعرے ایشوز بن سکتے تھے۔ اہل یورپ نے سوویت یونین کو توڑنے کیلئے ایک دلچسپ عنوان اختیار کیا۔ انہوں نے لوگوں کو آزادی اظہار رائے کا ایشو دیا۔ ظاہری اور خفیہ تدبیروں کے ذریعے روسی عوام کو یہ احساس دلایا گیا کہ حکومت نے عوام کی زبانیں بند کر رکھی ہیں۔ وہاں عوام کو بولنے اور دل کی بات کہنے کی آزادی نہیں ہے۔ اس طرح یہ نان ایشو، ایشو بن گیا۔ آزادی رائے کا پروپیگنڈہ اتنی شدت اور طاقت سے کیا گیا کہ عوام اپنی حکومت کے مخالف ہو گئے۔ پھر ایک وقت آیا کہ عوام کو زبان تو مل گئی لیکن سوویت یونین ٹوٹ گیا اور روس میں جہالت و غربت اور بے روزگاری عام ہو گئی۔

آپ فلپائن کی مثال سامنے رکھیں۔ مارکوس ایک دور میں فلپائن کا مقبول لیڈر رہا، فلپائنی عوام اس سے محبت کرتے تھے اور مارکوس کی بھی اپنے نظام پر مضبوط گرفت تھی۔ امریکہ و یورپ نے مارکوس کو بدنام کرنے کا فیصلہ کیا تو انہیں اس کی حکومت و نظام میں کوئی چیز ایسی نہ ملی، جس کو عنوان بنایا جاتا۔ بالآخر انہوں نے مارکوس کی ذاتی زندگی کو نشانہ بنانا شروع کر دیا بین الاقوامی چینلز پر روزانہ مارکوس کا شاہانہ طرز زندگی، محل، گاڑیاں اور اس کی بیوی کے ملبوسات و جوتے عوام کو دکھائے جاتے اور ساتھ ہی مارکوس پر اربوں ڈالر کی کرپشن کا الزام لگایا جاتا۔ چند ماہ یہ پروپیگنڈہ جاری رہا اور پھر وہی ہوا کہ فلپائن کی وہ عوام جو گھنٹوں مارکوس کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے لائنوں میں کھڑے رہتے تھے، وہی عوام ملک بھر میں اس کے پتلے نذر آتش کرنے لگے اور اس کی تصویروں پر جوتے برسائے۔

مارکوس کو اپنی جان بچانے کیلئے فلپائن سے بھاگنا پڑا اور ہونولولو میں جا کر پناہ لی۔ اس کے مرنے کے بعد انکشاف ہوا کہ عالمی چینل جن جوتوں اور ملبوسات کو اس کی بیوی کی ملکیت ظاہر کرتے تھے وہ تو دراصل ایک تھیٹر کی ملکیت تھے جو مارکوس کے محل میں قائم تھا۔ اس تھیٹر میں سرکاری تقریبات ہوتی تھیں

اور کھیل تماشے منعقد کیے جاتے تھے۔ اس تھیٹر میں اداکاراؤں کیلئے جو جوتے اور ملبوسات رکھے گئے تھے، میڈیا نے ان کو لیڈر مارکوس سے منسوب کر کے نان ایشو کو ایشو بنا ڈالا۔

اہل مغرب کے کھیل کو سمجھنے کیلئے آپ افغانستان کے طالبان کی مثال سامنے رکھیں۔ طالبان نے افغانستان میں اقتدار قائم کیا تو انہوں نے پہلی مرتبہ ملک کو اسلحے سے پاک کر دیا، میرٹ قائم ہوا، امن وانصاف عام ہو گیا۔ حکومت وسرکاری عہدیداروں نے سادگی اختیار کر لی اور پورے ملک میں ترقیاتی کام شروع ہو گئے۔ یورپ وامریکہ کیلئے افغانستان میں طالبان کی حکومت اور ان کا نظام ناقابل برداشت تھا، وہ طالبان پر بدامنی، جرائم، کرپشن کا الزام لگا کر اپنا مقصد حاصل نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے طالبان کو بدنام کرنے اور طالبان حکومت کو ناکام کرنے کیلئے خواتین کے پردے، تعلیم، اور خواتین کی ملازمتوں کا ایشو کھڑا کر دیا۔ یوں افغانستان میں خواتین کا پردہ اور تعلیم دنیا کا سب سے بڑا ایشو بن گیا۔ میڈیا نے اس ایشو پر پوری طاقت لگا دی اور دنیا بھر میں طالبان کے خلاف ایک محاذ کھڑا ہو گیا۔ خواتین کا ایشو ایسا طوفان خیز تھا کہ طالبان کی ساری نیک نامی، ساری دیانت اور امن پسندی اس طوفان کی نذر ہو گئی۔ یہاں تک کہ مغربی طاقتیں اپنی فوجیں لیکر افغانستان میں داخل ہو گئیں، یہ جنگ آج تک جاری ہے اور نان ایشو کی بدترین مثال ہے۔ مغربی دنیا کے طریقہ واردات کو آپ اپنے ملک کے قریب ترین حالات سے بھی سمجھ سکتے ہیں۔ اکتوبر 2002ء میں پاکستان میں الیکشن ہوئے اور متحدہ مجلس عمل کی صورت میں دینی ومذہبی جماعتوں کا ایک اتحاد وجود میں آیا۔ متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے پاکستان میں مذہبی جماعتوں کو تاریخ میں پہلی مرتبہ پارلیمنٹ میں کافی نمائندگی ملی۔ دو صوبوں میں حکومتیں قائم ہوئیں اور قومی اسمبلی میں اپوزیشن کا مضبوط کردار سامنے آیا۔ لیکن جیسے ہی صوبہ سرحد اور بلوچستان میں علماء اقتدار میں آئے، مغرب اور امریکہ نے دنیا میں پردے اور مخلوط تعلیم کے عنوان پر ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ مغرب کا کوئی نمائندہ یا میڈیا کا کوئی ملازم متحدہ مجلس عمل کی قیادت یا وزراء سے کوئی سوال کرتا تو وہ صرف خواتین کے پردے اور مخلوط تعلیم کے متعلق ہوتا۔ متحدہ مجلس عمل نے اپنی ترجیحات قائم کیں۔ صوبے میں تعلیم، صحت اور انصاف وامن کیلئے مثالی اقدامات کیے لیکن اہل مغرب کی نظر میں اگر ایشو تھا تو صرف اور صرف مجلس عمل کا حسبہ بل تھا جو پارلیمنٹ میں قانون کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر پیش کیا گیا اور پھر وہی ہوا کہ ملک میں سول سوسائٹی، این جی اوز اور مغربی میڈیا نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا، نہ رہی مجلس عمل اور نہ حسبہ بل۔

ان تمام مثالوں کو سامنے رکھیں اور دیکھیں ہمارے ملک کے حالات کیا ہیں۔ پاکستان میں غربت، جہالت، بدامنی، بے انصافی، ظلم، بھوک وافلاس کا طوفان ہے، معاشرتی ناانصافیاں عروج پر ہیں اور انسانی حقوق کی پامالی بھی انتہاء پر جا چکی ہے۔ لیکن اس ملک کا سب سے بڑا ایشو اس وقت فرقہ واریت اور مذہب ہے۔ مذہب اور فرقہ پسندی کو ایشو بنا کر پاکستان کی مذہبی قیادت، مذہبی طبقات اور مذہبی اداروں کو بدنام کیا جا رہا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ پاکستان کی عوام کو سب سے زیادہ خطرہ مذہبی انتہا پسندی اور مذہبی جنونیت سے ہے۔ آج حکومتی نظام کی تمام کمزوریاں، عدالتی نظام کے تمام عیب، بے روزگاری، لاقانونیت، رشوت، عدم مساوات اور وی آئی پی کلچر اس ملک کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ملک میں اس وقت اسلام ہی سب سے بڑا ایشو بنا دیا گیا ہے۔

یہ سب کچھ کیوں ہے؟ یہ اہل مغرب کا پرانا طریقہ واردات ہے اور سفارت کاری کا طریقہ واردات نان ایشوز کو ایشو بنا کر طوفان کھڑا کر دیا ہے۔ آج پاکستان میں اسلام کو تنقید کا سامنا ہے اور مذہب پسندوں کو ہدف بنا لیا گیا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں اسلام پر تو سوال نہ کر سکیں اور نہ نظام اسلام میں کوئی عیب وکمی نکال سکتی ہیں لیکن وہ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کو بدنام ضرور کر سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں فرقہ پرستی کو ہمیشہ اچھالا گیا۔ شیعہ سنی فسادات کی آگ بھڑکائی گئی اور اقلیتوں پر متواتر حملے کروائے گئے۔ پاکستان کے عوام ملک میں اسلام کا نظام چاہتے ہیں اور اہل مغرب کے نمائندے اسلام کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔ اس جنگ میں دشمن نے اسلام پسندوں کو بدنام کرنے کیلئے ان کی ذات کو ہدف بنایا ہے کبھی مساجد پر بم حملے ہوتے ہیں تو کبھی امام بارگاہوں کو خودکش حملوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تشدد، فرقہ واریت اور خودکش حملوں کو اسلام پسندوں کی طرف منسوب کر کے عوام الناس کو اسلام ومذہب سے دور کرنے اور دین اسلام سے متنفر کرنے کی مذموم سازشوں کا سلسلہ جاری ہے۔

آج بم دھماکوں اور خودکش حملوں کی آڑ میں پاکستان کے عوام کو یہ احساس دلانے کی کوشش جاری ہے کہ پاکستان کے امن وسلامتی کے دشمن مذہب پسند لوگ ہیں جو اپنے اپنے فرقے اور مذہب کو تقویت دینے کیلئے ایک دوسرے پر حملے کرتے ہیں اور خون وفساد کا بازار گرم کر رہے ہیں۔ لیکن جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت کی دوراندیشی اور حکمت وتدبر نے ہمیشہ دشمن کی ایسی سازشوں کو بے نقاب بھی کیا ہے اور میدان عمل میں ڈٹ کر اس کا مقابلہ بھی کیا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان میں علماء کا سب سے بڑا سیاسی ومذہبی فورم ہے اور جمعیۃ علماء اسلام ہمیشہ فرقہ پرستی ومذہبی انتہا پسندی کی مخالف رہی ہے۔ جمعیت نے اپنی پوری تاریخ میں فرقہ پرستی ومذہبی شدت پسندی کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی، بلکہ اتحاد وامت اور مسالک کی وحدت کیلئے جمعیت علماء اسلام کی گراں قدر خدمات تاریخ کا حصہ ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کی تائید، کوششوں اور عملی اقدامات کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا فورم فعال ہے جو تمام مسالک کا نمائندہ فورم ہے۔ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ تمام مسالک کے تعلیمی وتدریسی اتحاد واتفاق کا عملی نمونہ ہے۔ پاکستان میں متحدہ مجلس عمل کا کردار بھی جمعیۃ علماء اسلام کا مرہون منت رہا۔ ملی یکجہتی کونسل کی فعالیت میں جمعیۃ علماء اسلام کا ہمیشہ تعاون رہا ہے اور گزشتہ ماہ ایوان اقبال لاہور میں تمام مذہبی جماعتوں کے نمائندوں کی قومی سیمینار میں بھرپور شرکت جمعیۃ علماء اسلام کے موقف کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اسی طرح پاکستان میں مذہب کی آڑ یا مذہب کے نام پر اسلحہ کے استعمال کو جمعیۃ علماء اسلام نے شرعی طور پر ناجائز قرار دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ملک میں کسی بھی جماعت گروہ یا فرقہ کا کسی بھی مقصد کی خاطر ہتھیار اٹھانا خلاف شریعت ہے۔

حالیہ دنوں میں مختلف مذہبی عبادت گاہوں پر ہونے والے خودکش حملوں اور بم دھماکوں کی بھی جمعیۃ علماء اسلام نے شدت سے مذمت کی ہے۔ شکارپور میں امام بارگاہ پر حملہ ہوا تو جمعیۃ علماء اسلام کا اعلیٰ سطحی وفد متاثرین سے تعزیت وہمدردی کیلئے بروقت پہنچا اور اسی طرح خیبر پختونخوا، بلوچستان کراچی میں ہونے والے حملوں کی بھی جمعیۃ علماء اسلام نے مذمت کی اور متاثرین سے اظہار یکجہتی کیا ہے۔

ان حالات میں جب پاکستان میں مذہبی جماعتیں باہمی

اتحاد و اتفاق کی طرف بڑھ رہی ہیں، اور ملک میں یکجہتی کی ایک فضاء قائم ہے۔ تو لازمی بات ہے کہ اسلام اور ملک دشمن قوتیں اسلام اور امن و آشتی کا راستہ روکنے کیلئے اسلام پسندوں کو بدنام کرنے کی مکمل تدبیر و کوشش میں مصروف ہیں۔ ایسے وقت میں ضرورت ہے کہ ہم دشمن کی سازش اور طریقہ واردات کو سمجھیں اور نان ایشوز کو ایشوز نہ بننے دیں۔

دشمنان اسلام کی کوشش ہے کہ وہ اسلام پسندوں کو بدنام کر کے ملک میں انہیں بے وقعت و بے اثر کر دے۔ خودکش حملے، بم دھماکے اور اسلام کے نام پر تشدد و فساد اہل مغرب کا ہتھیار ہے جو مسلمانوں کے ذریعے استعمال ہو رہا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو شعور اور بیداری کی ضرورت ہے۔ اچھے اخلاق، موثر کردار اور حکمت و بصیرت سے ہی ہم اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ حکومت مذہبی طبقات کو گرفتاریوں، نظر بندیوں، مقدمات کے ذریعے ہراساں کر رہی ہے، مدارس و مساجد پر چھاپے جاری ہیں، یہ سب کچھ مذہب پسندوں کو خوفزدہ کرنے اور انہیں اشتعال دلانے کیلئے کیا جا رہا ہے۔ لیکن ہماری قیادت کی دور اندیشی اور بصیرت کو دیکھا جائے تو وہ پوری استقامت اور تدبر کے ساتھ میدان عمل میں کھڑے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ان کی پالیسوں کو سمجھیں اور ان کے نقطہ نظر کو عام کریں۔ ان شاء اللہ اس میں ہماری بہتری بھی ہے اور ہماری بقاء و استحکام کی ضمانت بھی۔ ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے کردار کو بے وقعت اور غیر موثر ہونے سے بچائیں۔ آج اس "تھیوری آف نان ایشوز" کو سمجھنے اور اس کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ مقابلہ جذبات اور اشتعال سے نہیں بلکہ تدبر، حکمت و دلیل اور بصیرت سے ہی ممکن ہو سکے گا۔ اللہ کریم ہمیں توفیق دے کہ ہم شعور و بصیرت کا مظاہرہ کریں اور فرقہ واریت و مذہبی فسادات کی لگنے والی آگ کا ایندھن بننے کے بجائے اتحاد و امت اور وحدت قوم کے لئے کردار ادا کر سکیں۔

میاں محمد رفیق ناظم عمومی ضلع جہلم سے اظہار تعزیت

جے یو آئی ضلع جہلم کے ناظم عمومی میاں محمد رفیق کی ہمشیرہ طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں، ان کی نماز جنازہ دینہ میں ادا کی گئی۔ قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن، مرکزی ناظم اطلاعات حافظ حسین احمد و دیگر مرکزی و صوبائی قائدین نے میاں محمد رفیق سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحومہ کی مغفرت اور لواحقین کیلئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

امیدواروں کی نامزدگی کے حوالے سے دستوری ترمیم و دیگر اہم فیصلے

جاری کردہ: مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ مرکزی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

(مراسلہ: مولانا محمد امجد خان ناظم جے یو آئی پاکستان)

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس مورخہ 2 فروری 2015ء بمطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۶ قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منسٹر کالونی اسلام آباد میں ان کی رہائش گاہ پر کو منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز مولانا حافظ محمد یوسف (چمن) کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مرکزی ناظم عمومی حضرت مولانا عبدالغفور حیدری نے اجلاس کے ایجنڈے پر روشنی ڈالی اور اراکین شوریٰ کو بتایا کہ ۱۷ جنوری ۲۰۱۵ء کو سکھر میں جمعیت کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں دستور میں ایک ترمیم کی منظوری دی گئی جس کے مطابق پارٹی کے یونین کونسل کی سطح سے لے کر مرکز تک تمام جماعتی یونٹس کی مدت تین سال سے پانچ سال کر دی گئی ہے جبکہ سینٹ، قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے امیدواروں کے تعین کے حوالے سے ترمیم کا اختیار مرکزی مجلس شوریٰ کو دیا ہے تاکہ پورے غور و خوض کے نتیجے میں فیصلہ کیا جا سکے، اس حوالے سے آج ہمیں فیصلہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ملک کی سیاسی صورتحال پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ آئین کی 21 ویں ترمیم پر جمعیت کے ٹھوس مؤقف اور آئندہ کی حکمت عملی، ۲۰۱۷ء میں صد سالہ خدمات جمعیت کانفرنس کی تیاریوں سمیت دیگر امور پر غور کرنا ہے۔

قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے اس موقع پر افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ سینٹ کے الیکشن مارچ میں ہو رہے ہیں، جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی نے قومی، صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کیلئے امیدواروں کی نامزدگی کا اختیار مرکزی بورڈ کو دینے کے حوالے سے تجویز پر دستور میں ترمیم کا آپ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ یہ اجلاس سینٹ کے انتخاب سے قبل ضروری تھا اس لئے جلدی بلایا گیا۔

آپ نے ارکان شوریٰ کو بتایا کہ 21 ویں ترمیم کے حوالے سے جمعیت کے مؤقف کو میڈیا، سیاسی قیادت نے تسلیم کیا ہے، ہمارا مؤقف یہ تھا کہ دہشت گردی کو صرف مذہب کیساتھ نہ جوڑا جائے، پورا مذہبی طبقہ دہشت گردی کے خلاف حکومت کے ساتھ ہے لیکن ترمیم کے یہ الفاظ قوم کی تقسیم کا ذریعہ بن جائیں گے، مذہبی دہشت گردی کے الفاظ کی تخصیص سے باقی ہر قسم کی دہشت گردی کو این او سی دیا جا رہا ہے ہماری رائے ہے کہ ان الفاظ کو حذف کر کے ہر قسم کی دہشت گردی کے الفاظ شامل کئے جائیں یا آئین میں موجود نسل، زبان، قومیت، فرقہ کی بنیاد پر تعصب ابھارنے کے الفاظ شامل کئے جائیں۔ امیر محترم نے بتایا کہ 21 ویں ترمیم کیخلاف وکلاء بھی سپریم کورٹ جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔

امیر محترم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے سانحہ ارتحال پر دلی دکھ اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم کی وفات سے علمی، مذہبی حلقے ایک سرپرست سے محروم ہو گئے ہیں، آپ نے اجلاس کی ابتداء میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کروائی۔

امیر محترم کے بیان کے بعد اراکین مجلس شوریٰ نے اپنی اپنی رائے دی، جبکہ سپریم کورٹ بار کے سابق صدر، جے یو آئی کے سابق سینیٹر محترم کامران مرتضیٰ ایڈووکیٹ نے 21 ویں ترمیم کے قانونی و آئینی پہلوؤں پر شوریٰ کو بریف کیا۔

اجلاس کے اختتام پر قائد جمعیۃ دامت برکاتہم نے پر ہجوم پریس کانفرنس میں اجلاس کے درج ذیل فیصلوں کا اعلان کیا۔

☆...... جمعیت علماء اسلام حکومت پر واضح کرتی ہے کہ وہ 21 ویں آئینی ترمیم اور آرمی ایکٹ میں دہشت گردی کو مذہب کیساتھ جوڑنے سے متعلق الفاظ کو حذف کرے یا اس میں آئین میں درج جدولی جرائم لسانیت، علاقائیت، فرقہ واریت کے الفاظ بھی شامل کرے، تاکہ اس قانون کے اندر

جامعیت آئے۔ اگر حکومت نے اس حوالے سے دینی مدارس اور مساجد کے خلاف مہم ختم نہ کی تو مارچ ۲۰۱۵ء میں اسلام آباد میں بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا جائے گا جس کی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا، مظاہرے کی تیاریوں کیلئے ابھی سے چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر، گلگت بلتستان کو ہدایت کی جاتی ہے۔

☆...... جمعیۃ علماء اسلام یہ سمجھتی ہے کہ توہین رسالت اور توہین قرآن کے واقعات اور دینی مدارس کے خلاف اقدامات عالمی ایجنڈے کا حصہ ہیں، یہ شعائر اسلام ہیں۔ ان کا دفاع اہل اسلام کی مشترکہ ذمہ داری ہے، جمعیت اس حوالے سے اپنا کردار ادا کر رہی ہے، عوام جمعیت کے ساتھ کھڑے ہوں۔

☆...... مرکزی مجلس شوریٰ نے جمعیۃ علماء اسلام کے دستور میں ترمیم کی منظوری دی، جس کے مطابق سینٹ، قومی اور صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کیلئے ضلع موصول شدہ درخواستیں یا تجاویز صوبے کو دے گا اور صوبہ ترتیب دے کر مرکزی جماعت کو آگاہ کرے گا۔ حتمی فیصلہ مرکزی بورڈ (مرکزی مجلس عاملہ) کرے گی، البتہ مرکزی بورڈ سے نظر ثانی کی اپیل بھی کی جا سکے گی۔ جبکہ چیئر مین ڈسٹرکٹ کونسل، میٹرو پولیٹن کارپوریشن، میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی کے امیدواروں کی نامزدگی صوبائی جماعت کرے گی۔ یونین کونسل کے کونسلر اور چیئر مین کیلئے امیدواروں کا اختیار ضلعی مجلس عاملہ کو ہوگا۔

☆...... جمعیت علماء اسلام حسب سابق امسال بھی 5 فروری کو کشمیری عوام کے ساتھ یکجہتی کے طور پر منائے گی ملک بھر مظاہرے جلسے اور جلوس ریلیاں نکالیں جائیں گی۔

☆...... صوبوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اضلاع کی سطح پر تحفظ مدارس و مساجد کنونشن منعقد کیئے جائیں اور ضلعی سطح پر جماعت کے مدارس کا ڈیٹا جمع کریں۔ ان تربیتی پروگراموں میں علمائے کرام، اساتذہ اور عوام کو جمع کریں۔

☆...... جمعیت فرقہ واریت کو وطن عزیز کیلئے انتہائی خطرناک سمجھتی ہے اور حکومت پر زور دیتی ہے کہ اسکے سدباب کیلئے تمام مکاتب فکر کے مشورے سے موثر قانون سازی کرے۔

☆...... حالیہ جماعتی انتخابی عمل کے حوالے سے موصول شکایات کا جائزہ لینے اور نمٹانے کیلئے کمیٹی کے سربراہ حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی شہادت کے بعد حضرت مولانا عبدالقیوم ہالیجوی کمیٹی کے نئے سربراہ ہوں گے۔ کمیٹی کے دیگر اراکین میں مولانا محمد یوسف، مولانا محمد امجد خان، حاجی شمس الرحمٰن شمسی، محمد اسلم غوری شامل ہوں گے۔

☆...... مرکزی مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ ہر سطح کی سابقہ مجلس عاملہ نئی منتخب مجلس عاملہ کو تمام اثاثہ جات بمع ریکارڈ ایک ماہ میں دینے کی پابند ہوگی، جو بھی متعلقہ ذمہ دار اس فیصلے پر ٹال مٹول سے کام لیں گے، ان پر مستقل طور جماعتی عہدہ، سینٹ، قومی اور صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لینے پر پابندی ہوگی، ایسے افراد صرف جماعتی رکن ہی رہ سکیں گے۔

☆...... جمعیت علماء اسلام کا دستور اور منشور لیٹر پیڈ اور چندہ رسید بک کسی کو چھپانے اور فروخت کی اجازت نہیں ہے جو خلاف ورزی کرے گا، اس کے خلاف تادیبی کاروائی اور قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

☆...... حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ کے بحران کے خاتمے اور پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے اعلان کے بعد مہنگائی کے خاتمے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر فوری اقدامات کرے تاکہ عوام کو حقیقی ریلیف مل سکے۔

☆...... مرکزی مجلس شوریٰ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات کو علمی حلقوں کے لئے بڑا سانحہ قرار دیا۔

☆...... مرکزی مجلس شوریٰ نے جے یو آئی سندھ کے جنرل سیکرٹری حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی دینی، جماعتی، پارلیمانی، سیاسی، ملی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا اور ان کی بلندی درجات کیلئے دعا کی۔

☆...... مرکزی مجلس شوریٰ نے مولانا ڈاکٹر نصیر الدین سواتی (کراچی) کی ہمشیرہ، سابق وزیر اطلاعات آصف اقبال داؤد زئی کے بڑے بھائی حاجی اورنگزیب، حاجی عبدالعزیز (سکھر) کے بھائی حافظ عبدالحمید، پروفیسر حافظ محمد ابوبکر چوہدری کی والدہ کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا اور مرحومین کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی۔



جے یو آئی کا ایک خواب جس کی تعبیر ملنے کو ہے.......

چائنا پاکستان اقتصادی راہداری

قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کا ڈیرہ اسماعیل خان میں خطاب

ضبط و ترتیب: محمد عثمان غنی اسراء

صدر محفل، حاضرین محفل، میرے دوستو اور بھائیو!

میں برادر محترم چوہدری اشفاق صاحب ایڈوکیٹ کا خصوصی طور پر شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ڈیرہ اسماعیل خان کے تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندگان اور معززین کو یہاں دعوت دی اور مجھے یہ موقع عنایت کیا کہ آپ حضرات کیساتھ ملاقات کر سکوں اور اپنے مسائل پر آپ سے کچھ گفتگو کر سکوں۔ میں آپ تمام دوستوں، ڈیرہ اسماعیل خان کے تمام ذمہ داران، تمام اہم شخصیات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اجتماع میں آپ نے شرکت کی اور مجھے عزت بخشی۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ملک کو امن و آشتی کا گہوارہ بنائے اور ہمارے اس پسماندہ علاقے کو ترقی کی راہ پر گامزن فرمائے

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ اس طرح اجتماعی صورت میں ہماری اور آپ کی ملاقات ایک طویل عرصہ کے بعد ہو رہی ہے اور میں ڈیرہ کے عوام کا اس حوالے سے ہمیشہ شکرگزار رہتا ہوں کہ وہ میری مصروفیات کی رعایت کرتے ہیں، اس کا لحاظ رکھتے ہیں اور مجھے اس بات کی اجازت دے دیتے ہیں کہ اگر براہ راست میں حاضری نہ دے سکوں تب بھی اعتماد ہوتا ہے کہ وہ ملک کیلئے اور اپنے علاقے کیلئے مصروف رہتا ہے۔ ہم ہمیشہ اپنے مسائل کا ذکر کرتے ہیں لیکن بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جو بحرانی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور جس سے پورا حکومتی نظام معطل ہو جاتا ہے۔ گزشتہ مہینوں میں پورا اسلام آباد یرغمال رہا اور جب اسلام آباد یرغمال ہوتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ پورا ملک یرغمال ہے۔ تب اسلام آباد کا پورا سیکرٹریٹ معطل رہا، افسران اپنے دفتروں میں نہیں جا سکتے تھے، منسٹرز کیبنٹ ڈویژن نہیں جا سکتے تھے، پارلیمنٹ کے معزز اراکین پارلیمنٹ کے پچھواڑے سے پارلیمنٹ میں آتے تھے لیکن پارلیمنٹ نے اس صورتحال کا مقابلہ کیا اور جمہوریت کے خلاف جو سازش ملک سے باہر بنی تھی، پہلے پکڑی گئی، پھر اس کو ناکام بنا دیا گیا۔ ابھی ان حالات سے ہم نکلے نہیں تھے کہ پشاور آرمی پبلک سکول کا واقعہ ہوا، یہ صرف ہمارے صوبے کی صورتحال پر اثر انداز ہونے والا واقعہ نہیں تھا بلکہ پورے ملک پر اثر انداز ہونے والا واقعہ بنا۔ مشکل یہ بن گئی کہ جب تین چار مہینے تک اسلام آباد بند تھا تو ہم نے اتنے بیباکانہ انداز کیساتھ جنگ لڑی کہ پرائم منسٹر صاحب کہتے تھے کہ اتنا تو میرے لئے مسلم لیگی بھی نہیں لڑ رہے، جتنا آپ لڑ رہے ہیں۔ لیکن پشاور واقعے کی آڑ میں ایک آئینی ترمیم لائی گئی، ہم نے اس ترمیم کے سودے سے اختلاف کیا۔ جسے عجیب عجیب معنی پہنائے گئے جیسے ہم کہیں خدانخواستہ دہشتگردی کو تحفظ دے رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جس شخص کے اوپر تین مرتبہ خودکش حملے ہو چکے ہوں اور ڈیرہ اسماعیل خان کا گھر تین مرتبہ نشانہ بن چکا ہو اور وہ یہ تصور کرے کہ دہشت گردی رہے یا دہشت گرد تو تمیں محفوظ رہیں۔ لیکن قانون ہمیشہ انصاف کی بنیاد پر بننا چاہیے، قانون بناتے وقت یا کوئی قانونی یا آئینی ترمیم کرتے وقت دو چیزوں کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے پہلا یہ کہ قانون میں جامعیت ہو اور وہ ہمہ جہت اس قضیئے کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہو اور دوسرا یہ کہ وہ امتیازی طور پر استعمال نہ ہو اور نہ ہی اس کے امتیازی استعمال کا احتمال ہو۔ چنانچہ ہم نے کہا کہ ملٹری کورٹس کی ضرورت نہیں، یہ سول کورٹس پر عدم اعتماد کا اظہار ہے۔ لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ناگزیر ہے، غیر معمولی صورتحال ہے۔ تو اگر تمام جماعتیں اتفاق رائے کرتی ہیں تو پھر ہم اس اتفاق رائے سے تصادم نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایک طویل جدوجہد کے بعد اتفاق رائے حاصل کرنے میں حکومت نے کامیابی حاصل کر لی۔ پھر یہ بحث چھڑ گئی کہ ملٹری کورٹس بنانے کیلئے صرف آرمی ایکٹ میں ترمیم کی ضرورت ہے یا اس کیلئے آئینی ترمیم کی بھی ضرورت ہے، اس کو آئینی تحفظ دینے کی بھی ضرورت ہے اس پر بھی بالآخر بحث و تمحیص کے بعد اتفاق ہوا کہ ملٹری کورٹس کیلئے جب ہم آرمی ایکٹ میں ترمیم کریں گے تو اس کو آئینی تحفظ دینا ضروری ہوگا لیکن جب ہم نے دونوں ترمیمی مسودات کا مطالعہ کیا تو ہم نے اسی وقت کہہ دیا کہ یہ ترمیمی مسودہ پاس ہونے سے پہلے چیخ چیخ کر پکار رہا ہے کہ میں نے امتیازی استعمال ہونا ہے۔ اس میں یہ الفاظ درج ہیں کہ" کوئی فرد یا کوئی گروہ جو ریاست کیخلاف اسلحہ اٹھاتا ہو اور وہ مذہب کا نام یا فرقے کا نام استعمال کرتا ہو"

ہم نے اس پہ اصرار کیا کہ دہشت گردی کو دہشت گردی کہو دہشت گردی کا کسی مذہب یا کسی فرقے، زبان یا کسی علاقے سے کوئی تعلق نہیں۔ دہشت گردی جرم ہے اور اس کو جرم تک ہی رہنے دو تاکہ جہاں بھی کسی قسم کی کوئی دہشت گردی کی تحریک اٹھتی ہے تو اس کے مقابلے میں ملٹری کورٹ کو فعال کر سکیں۔ لیکن ہماری بات نہیں مانی گئی۔ ہم نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مذہب اور فرقے کا لفظ ضروری ہے تو اسی آئین پاکستان کے جدول جرائم کا شاید دوسرا دفعہ ہے، اس کے اندر جدول جرائم میں مذہب، فرقہ، نسل، قومیت، علاقائیت کی بنیاد پر تعصبات کو جرم کے زمرے میں لایا گیا ہے لہٰذا اب وہی آئینی الفاظ جو وہاں جدول جرائم کا حصہ ہیں آپ یہاں لا کر اسے قانون کا حصہ بنا دیں تو ہم سمجھیں گے کہ چلو ایک مذہب، فرقے اور مدرسے کو نشانہ نہیں بنایا جا رہا بلکہ اس میں آپ ہر طرف دہشت گردی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ جو طریقہ آپ اختیار کر رہے ہیں اس سے دہشت گردی کو راستے ملیں گے۔ اور پھر ہم نے کہا کہ ایک قومی یکجہتی وجود میں آ گئی ہے، آپ اس یکجہتی کو کیوں توڑ رہے ہیں۔ آج عملی طور پر پورے ملک میں مدارس کیخلاف کریک ڈاؤن شروع ہے، 21 نکات پر مبنی ایکشن پلان میں صرف ایک ہی چیز نظر آ رہی ہے اور وہ ہے مدرسہ۔ اسکے علاوہ کوئی ایکشن پلان نہیں ہے، 21 نکات کا معنی مدرسہ ہے اور صرف مدرسہ۔ تو پھر یہ بین



الاقوامی ایجنڈا ہے، ہم اتنے بھی بے وقوف نہیں کہ اس صورتحال کو نہیں جانتے۔ اس ساری صورتحال سے ہم بھی وابستہ رہے ہیں کہ مذہب، تہذیب، مذہب کا نام، مدرسہ، مذہبی ادارے کو تباہ کرنا، غیر موثر بنانا یہ مغربی ایجنڈا ہے، پھر یہ قانون مغربی ایجنڈے کی پیروی کر رہا ہے اور اسی کی تکمیل کیلئے بن رہا ہے۔ ہم تو حق کیساتھ ہیں ہم نے جس طریقے سے پہلے مسئلے میں آپ کا ساتھ دیا، آج اس مسئلے پر اسی طرح آپ سے اختلاف کر رہے ہیں اور اس پر ایک اختلاف رائے ہوا۔ پاکستان میں مشکل یہ ہے کہ کسی حکمران سے جب آپ اختلاف کرتے ہیں تو وہ آپ کے حقوق روک دیتا ہے، جب آپ اختلاف کریں گے تو ہم کاشغر تو گوادر کوریڈور کا راستہ بھی تبدیل کریں گے، پھر ہم فنڈز بھی روکیں گے۔ عام طور پر سیاست کی یہ روایات ضرور ہیں، مجھے اس کا انکار نہیں لیکن ہم نے کہا کہ شاید آج تک آپ نے ہمیں سمجھا نہیں، اور میں نے پورے ملک کے مدارس کو کہا، میں نے پورے ملک کی مساجد کو کہا کہ ہم اس طرح کے امتیازی قانون جس سے ہمارے انسانی حقوق تباہ ہو رہے ہیں، کسی بھی قیمت پر تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں، چاہے کتنی بڑی قربانی ہمیں دینی پڑے یہ بات میاں نواز شریف پر واضح ہے، مسلم لیگ پر واضح ہے اور یہ بات میری اتحادی حکومت پر واضح ہے۔ ہم حزب اختلاف کرتے ہیں تو جائز مسائل میں حکومت کا ساتھ دیتے ہیں۔ ہم حزب اقتدار میں ہوتے ہیں تو ناجائز بات پر اپنی حکومت سے اختلاف کرتے ہیں، یہ توفیق اللہ نے ہمیں بخشی ہے۔ تو یہ دو باتیں اسلئے میں نے عرض کی ہیں کہ جہاں آپ کو کچھ معلومات فراہم کر سکوں اور بتا سکوں کہ اگر یہاں (ڈیرہ) کے معاملات میں تسلسل باقی نہیں رہا تو اس میں کچھ رکاوٹیں بھی تھیں۔ ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا......

لیکن اس وقت چونکہ سب سے زیادہ حساس ایشو پاک چائنہ اکنامک کوریڈور ہے، کسی زمانے میں انتخابی مہم کے دوران میں یہاں مختلف اجتماعات سے یہ بات کہا کرتا تھا لیکن اس قسم کے سنجیدہ موضوعات انتخابی مہم میں سروں کے اوپر سے گزر جاتے ہیں اور کوئی اس کا نوٹس نہیں لیتا۔ آج شاید آپ اس بات کا نوٹس بھی لیں گے اور اس کا اعتراف بھی کریں گے کہ یہ معاملہ کب سے شروع ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ 1995ء میں جب میں خارجہ امور کی قائمہ کمیٹی کا چیئرمین تھا چائنہ نے ہماری اس کمیٹی کو دعوت دی اور میں ایک وفد لیکر چائنہ گیا۔ چونکہ سوویت یونین ٹوٹ چکا تھا کیمونسٹ نظام کو شکست ہو چکی تھی اور چائنہ میں بھی کیمونسٹ پارٹی کی حکومت تھی اس نے بین الاقوامی صورتحال کو بھانپتے ہوئے اپنے ملک کے اند کچھ انقلابی تبدیلیاں لائیں اور لوگوں کو شخصی ملکیتیں دیں چنانچہ انہوں نے مختلف شہروں میں فری اکانومی زون بنائے اور لوگوں کو دعوت دی کہ آپ شخصی ملکیت کی بنیاد پر آزادانہ طریقے سے دنیا کیساتھ تجارت کر سکتے ہیں۔ فری اکانومی زون انہوں نے مختلف شہروں میں بنائے اور ہمیں وہاں لے جایا گیا چنانچہ اس تبدیلی کو دیکھتے ہوئے ہم نے ان سے کہا کہ اگر آپ فری اکانومی زون شنگھائی میں بناتے ہیں، شیمن جن میں بناتے ہیں تو یہ مشرق بعید میں جاپان کیساتھ آپ کا مقابلہ ہوگا، شمال میں آپ کا مقابلہ ملائشیاء اور کوریا کیساتھ ہوگا، ایک کمپٹیشن ہوگی آپ کے ساتھ اور آبنائے ملاکا جو آپ کی بحری گزرگاہ ہوگی، اگر انڈیا نے اس میں دو جہاز بھی کھڑے کر دئے تو وہ آپ کا راستہ کسی بھی وقت روک سکتا ہے اور آپ کو بلیک میل بھی کر سکتا ہے۔ ہم تجویز کریں گے کہ آپ ارومچی کو بھی فری اکانومی زون بنائیں اور شاہراہ ریشم کو دوبارہ فعال اور متحرک بنائیں۔ ہم نے کہا کہ آپ کو وسط ایشیاء ملے گا، آپ کو مشرق وسطی ملے گا پاکستان آپ کا کاریڈور بنے گا، پاکستان آپ کا دوست ہے، پاکستان کو اس کا اقتصادی فائدہ ہوگا۔ ہم محصولات لیں گے، ہمارے ملک کی پیداواری صلاحیت بڑھے گی، اس کے ساتھ ساتھ یہ چائنہ کا دنیا کیساتھ تجارتی راستہ بنے گا۔ چنانچہ انہوں نے 7 دن کے بعد ہماری اس تجویز سے اتفاق کر لیا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب گوادر پہ کام شروع ہوا تو یہ غالبا 98-1997 کا زمانہ تھا، امریکہ نے کام شروع کیا اور ہم نے امریکہ مردہ باد کا نعرہ لگایا۔ میں خود گوادر گیا اور میں نے امریکہ کیخلاف وہاں جلسہ کیا، ہمیں اندازہ تھا کہ وہ پاکستان چائنہ کے تجارتی راستے پر قبضہ کرنا چاہتا ہے، ہمیں اندازہ تھا کہ جس گرم پانی تک رسائی کے لئے اس نے سوویت یونین کیساتھ جنگ لڑی ہے وہ چائنہ کو بھی اس سمندر کی طرف نہیں آنے دینا چاہتا۔ ہماری وہ آواز موثر ثابت ہوئی، ان کو احساس ہوا کہ ہم یہاں پر نہیں چل سکتے۔ ہم نے پورے بلوچستان میں جلسے کئے اور پھر صورتحال تبدیل ہوئی افغانستان کا معاملہ بگڑ گیا اور بالکل ایک نئی صورتحال پیدا ہوگئی، چنانچہ چائنیز نے آکر گوادر پر کام کو سنبھالا۔ اس منصوبے کا اپنے ہاتھ میں لیا، پاکستان کیساتھ اسکے اچھے تعلقات تھے پاکستان میں یہاں وہ گومل زام ڈیم پر کام کر رہا تھا انہوں نے گوادر پر بھی کام شروع کر دیا۔

آج ان حالات میں جب کام مکمل ہو گیا تو سڑک بنانے کی ضرورت پڑ گئی۔ ہمارے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ گوادر اور کاشغر کے درمیان موٹر وے کو استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ جب برہان پہ پہنچیں گے تو اسلام آباد، اسلام آباد سے لاہور، ملتان اور ملتان سے سکھر۔ وہاں رتو ڈیرو سے لنک دے کے خضدار اور وہاں سے گوادر تک راستہ بنایا جا رہا ہے۔ اس پر ہم نے تحریک شروع کی اور ہم نے ان سے کہا کہ آپ غلطی کر رہے ہیں۔ میں اس لئے زیادہ اس پر متحرک تھا کہ میں اس پر ایک حق رکھتا تھا۔ میں اس پر اپنا ایک دعویٰ رکھتا تھا کہ جس چیز کی بنیاد ہم نے رکھی ہے، آج میرے اس علاقے کے غریب عوام کو اس کے فائدے سے محروم کر دیا جائے گا۔ ترقی یافتہ علاقوں کو اور زیادہ ترقی یافتہ بنایا جا رہا ہے اور پسماندہ علاقوں کا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہوتا جا رہا ہے۔

ہم نے مسئلہ اٹھایا اور اس پر ہم نے چائنیز سے بات کی۔ اب حالات بھی بدل چکے تھے، کچھ نئے ویژنز بھی سامنے آگئے تھے ہم نے ان سے کہا کہ آپ ڈیرہ اسماعیل خان اور ژوب سے راستہ بنائیں، اس کے کچھ فوائد آپ کو ملیں گے۔ نمبر ایک یہ کہ سات سو سے ایک ہزار کلو میٹر راستہ کم ہو جائے گا۔ نمبر دو یہ کہ ہماری اور آپ کی سوچ اس وقت یہ تھی کہ اس وقت ہم مشرق وسطی اور وسط ایشیاء تک کیسے جائیں گے؟ جب آپ اس راستے سے گزریں گے تو ہم وسط ایشیاء تک آپ کی رسائی کیلئے افغانستان کے راستے بیک وقت 6 گیٹ وے آپ کو دے سکتے ہیں۔ جس میں ایک جب برہان پر آپ آئیں تو پشاور، جمرود کا راستہ، جب فتح جنگ پہ آپ آئیں تو کوہاٹ، کرم کا راستہ، جب میانوالی پہ آپ آئیں تو آپ کو بنوں غلام خان کا راستہ، جب ڈیرہ اسماعیل خان آپ پہنچیں تو ٹانک وانہ انگور اڈہ کا راستہ۔ پھر جب ژوب سے آگے بڑھتے ہیں تو آپ کو بادینی اور قمر دین کا راستہ اور جب کوئٹہ کی طرف آپ مڑیں گے تو آپ کو چمن اور بولدک کا راستہ ملتا ہے اور اس سے آگے اگر آپ ایران کی طرف جانا چاہیں گے تو وہ الگ سا ایک گیٹ وے ہے جو خلیج کی سائیڈ پہ آپ کو زمینی راستہ مہیا کرے گا اور گوادر تو آپ کو سمندر کے راستے مہیا کر ہی رہا ہے، اتنے زیادہ گیٹ ویز وسط ایشیاء تک (بقیہ صفحہ نمبر 38 پر ملاحظہ فرمائیں)

ایک جائزہ

گلگت بلتستان کے انتخابات

مراسلہ: بشیر احمد قریشی ڈپٹی جنرل سیکرٹری جے یو آئی گلگت بلتستان

گلگت بلتستان آنے والے انتخابات کے باعث ان دنوں الیکٹرانک میڈیا کی خبروں میں ہے۔ ماضی کے برعکس پاکستان میں وجود رکھنے والی تمام بڑی سیاسی جماعتیں گلگت بلتستان کے انتخابات میں دلچسپی لے رہی ہیں اور اکثر وفاقی پارٹیوں نے مرکزی سطح پر گلگت بلتستان کے آنے والے انتخابات کیلئے انتخابی بورڈز کا اعلان کردیا ہے۔ اسی طرح جمعیت علماء اسلام نے بھی مرکز سے چار ارکان انتخابی بورڈ کیلئے منتخب کئے ہیں، ان میں مولانا عبدالغفور حیدری، حاجی غلام علی، اکرم خان درانی اور سینیٹر طلحہ محمود شامل ہیں، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ بذات خود اس انتخابی بورڈ کے سربراہ ہوں گے۔

گلگت بلتستان کی سابقہ اتحادی حکومت (پی پی پی، جے یو آئی، مسلم لیگ قاف، ایم کیو ایم) نے اپنی مدت پوری کرلی تو گڈ گورننس آڈر 2009 کے مطابق کہا جارہا تھا کہ نگراں کابینہ میں صرف تین وزراء لئے جائیں گے۔ چنانچہ 10 دسمبر 2014ء کو نگراں وزیراعلیٰ کیلئے شیر جہان میر کا نام منتخب کرلیا گیا تو جے یو آئی گلگت بلتستان کے پارلیمانی احباب نے نگراں وزیراعلیٰ سے مل کر جے یو آئی کی طرف سے نگراں وزراء کیلئے دو نام پیش کئے، تو ان کا موقف تھا کہ نگراں سیٹ اپ غیر سیاسی ہوگا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ نگراں کابینہ کے حوالے سے کھچڑی اسلام آباد میں پک رہی ہے۔ تو جے یو آئی کے صوبائی امیر کے کہنے پر راقم اسلام آباد قائد جمعیت کی رہائشگاہ پہنچ گیا اور نگراں حکومت کے حوالے سے جے یو آئی کے تجویز کردہ نام پیش کرتے ہوئے مرکزی سطح پر کردار ادا کرنے کی استدعا کی۔ لیکن مرکزی قیادت نے اس ایشو کو بروقت ہینڈل کرنے میں دلچسپی نہیں لی جس کی وجہ سے نگراں وزیراعلیٰ کی نامزدگی کے ایک ماہ بعد جماعت اسلامی جیسی جماعت جو گلگت بلتستان میں ایک کونسلر کی سیٹ بھی جیتنے کی اہلیت نہیں رکھتی، نہ صرف اپنے تین وزراء نگراں سیٹ اپ میں شامل کرنے میں کامیاب ہوگئی بلکہ جماعت اسلامی ہی کی وجہ سے گڈ گورننس آڈر 2009ء کو بائی پاس کرکے نگراں سیٹ اپ میں تین کے بجائے 12 وزراء لیئے گئے جن میں تین کا تعلق جماعت اسلامی، دو مسلم لیگ نون ایک مسلم لیگ قاف اور دو کا تعلق پی ٹی آئی سے ہے۔ جبکہ ایک وزیر کو پی پی پی کے سابق وزیراعلیٰ کے کہنے پر لیا گیا ہے۔ پی ٹی آئی کے دو وزراء اور پی پی پی کے ایک وزیر نگراں سیٹ اپ میں شامل ہونے کے باوجود مرکزی سطح پر ان کی قیادت بھرپور احتجاج کررہی ہے، جبکہ جے یو آئی کی مرکزی قیادت کو آگاہ کرنے کے باوجود کوئی موثر احتجاج سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے کارکنوں میں اشتعال بھی پایا گیا جسے ہینڈل کرنے میں ضلع دیامر کی قیادت نے احسن کردار ادا کیا۔

نگراں سیٹ اپ میں سابقہ گلگت بلتستان اسمبلی میں دوسری بڑی پارلیمانی حیثیت رکھنے والی جماعت جے یو آئی کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے گلگت بلتستان کے کارکنوں کو پہلی مرتبہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ جماعت اسلامی کی نگراں حکومت میں شمولیت سے آنے والے وقتوں میں جے یو آئی کو بلاشبہ نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ گلگت بلتستان کی جیو پولیٹیکل سچویشن پاکستان کے دیگر صوبوں کے برعکس ہے، یہ خطہ ضلعی لحاظ سے شیعہ، سنی، اسماعیلی اور نور بخشی فرقوں میں تقسیم ہے۔ گلگت بلتستان سات اضلاع دیامر، گلگت، استور، ہنزہ نگر، گانچے، سکردو اور غذر پر مشتمل ہے۔ ضلع دیامر کو گلگت بلتستان میں جے یو آئی کا گڑھ سمجھا جاتا ہے، یہاں کی آبادی سو فیصد اہل سنت باشندوں پر مشتمل ہے اور اسی ضلع کے باعث جے یو آئی گلگت بلتستان کو پارلیمانی حیثیت ملی ہے۔ ضلع دیامر کے چار انتخابی حلقے ہیں، سابقہ دور میں یہاں سے دو حلقوں سے جے یو آئی کے امیدوار جیتے تھے۔ انہی دو ارکان کے باعث ایک لیڈیز کی مخصوص سیٹ اور ایک ٹیکنو کریٹ کی سیٹ قرعہ اندازی کے ذریعے جے یو آئی کے حصے میں آئی۔ یوں جے یو آئی پہلی

مرتبہ دوسری بڑی جماعت کے طور پر گلگت بلتستان اسمبلی میں
متعارف ہوگئی اور ان چار ارکان نے کونسل میں اپنا ایک رکن
منتخب کیا۔ گو کہ جے یو آئی کے دونوں امیدوار شخصی طور پر جیتے
تھے لیکن ان کی جیت کے بعد ان حلقوں میں جے یو آئی کے
نظریاتی ساتھیوں میں ایک تحریک نے جنم لیا اور اللہ کے فضل
کرم سے آج پورے ضلع دیامر میں جے یو آئی سب سے بڑی
جماعت کے طور پر ابھری ہے۔ یہاں کے علماء کرام کی اکثریت
جماعت اشاعت توحید وسنت سے وابستہ ہے، اشاعت توحید
وسنت کی تنظیمی سرگرمیاں سالانہ ایک جلسے تک محدود ہیں۔ یہی
وجہ ہے کہ سیاسی حوالے سے ان علماء کی اکثریت اشاعت میں
رہتے ہوئے جے یو آئی سے قربت رکھتی ہے۔ اس کی وجہ قائد
جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن کی سیاسی بصیرت ہے جس کا اظہار
یہاں کے علماء یوں کرتے ہیں کہ "ہم ہیں تو اشاعتی لیکن جے یو
آئی کو تحریک دیوبند کی سب سے بڑی جماعت کے طور پر او
مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے سیاسی کردار کے باعث پسند
کرتے ہیں" یہاں کے علماء کے اس اظہار خیال سے اندازہ
یا جاسکتا ہے کہ اس ضلع میں جے یو آئی کیلئے حالات کتنے ساز گا
ہیں لیکن یہاں کے علماء کرام کا سیاسی شعور نہ ہونے کے برا
ہے، جس کیلئے مرکزی سطح پر تربیت کی اشد ضرورت ہے۔
یاد رہے ضلع دیامر کے عوام میں علماء کا اثر باقی اضلاع کے
نسبت بہت زیادہ ہے۔ ذہنی طور پر علماء کرام جذباتی پا
جاتے ہیں اسی لئے جے یو آئی کی حالیہ تنظیم سازی سے قبل ضل
دیامر میں سپاہ صحابہ سب سے بڑی جماعت کے طور پر جا
جاتی تھی اور نئی ضلعی کابینہ کی کاوشوں کے نتیجے میں اب مختلف
ایجنسیوں کے رپورٹس کے مطابق جے یو آئی ضلع دیامر کی سب
سے بڑی جماعت بن چکی ہے۔ مولانا مودودی کے عقائد کے
باعث ضلع دیامر کے علماء جماعت اسلامی سے نفرت کر
آرہے تھے مگر ایم ایم اے بننے کے بعد اس جماعت کی نفر
میں کمی واقع ہوئی لیکن حالیہ نگراں حکومت میں جماعت اسلا
کے تین وزراء کی وجہ سے جماعت اسلامی سے عوام کی نفرتیں
ہونے لگی ہیں، جس کا نقصان مستقبل میں جے یو آئی کو ہو
ہے کیونکہ جماعت اسلامی بھی جے یو آئی کی طرح اہلسنت
ہی متعارف ہے اور جماعت اسلامی کی مرکزی قیادت ای
عرصے سے ضلع دیامر میں پنجے گاڑنے کی تگ ودو میں مصرو
ہے، اسی لئے فلاحی کاموں کے نام پر وہ لاکھوں روپے ماہ



اپنی مقامی جماعت پر لٹا رہی ہے۔ اسکے باوجود اب تک انہیں کامیابی نصیب نہ ہوسکی۔ لیکن حالیہ تین وزراء کی شمولیت جماعت اسلامی کیلئے بہتر ماحول فراہم کرسکتی ہے۔

گلگت بلتستان میں 24 انتخابی حلقے ہیں اور ان میں سے دس حلقے اہلسنت امیدوار بآسانی جیت سکتے ہیں۔ یہاں پر انتخابی سیاست کا دارومدار شخصیات کے مرہون منت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے بڑی سوشلسٹ پارٹیاں عین انتخابات کے موسم میں گلگت بلتستان کا رخ کرتی ہیں اور ہر جماعت کی کوشش ہوتی ہے کہ حلقے کے بااثر امیدوار کو اپنی جماعت میں شامل کرنے میں کامیاب ہوسکیں اور اس کیلئے ان امیدواروں کے تمام تر انتخابی اخراجات بھی یہ پارٹیاں برداشت کرنے کا اعلان کرتی ہیں۔ مذہبی جماعتوں میں جماعت اسلامی واحد جماعت ہے جو اپنے امیدوار کے تمام تر انتخابی اخراجات خود برداشت کرتی ہے۔ ایسے ماحول میں ہر امیدوار کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس جماعت کا انتخاب کرے جو پیسہ زیادہ دینے کی اہلیت رکھتی ہو۔ اس صورتحال میں جے یو آئی کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر جے یو آئی آنے والے انتخابات میں اہلسنت کے دس میں سے آٹھ حلقوں میں بھی بااثر امیدوار لانے میں کامیاب ہوسکی تو بآسانی آٹھ سیٹیں جیت کر گلگت بلتستان میں حکومت بنا سکتی ہے۔ اس کیلئے معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ مرکزی جماعت کی خصوصی توجہ بھی درکار ہے۔

اس وقت ضلع دیامر کے چار حلقوں میں سے تین حلقوں پر جے یو آئی کے مضبوط ترین امیدوار میدان میں موجود ہیں۔ جبکہ چوتھے حلقے میں محنت جاری ہے۔ اسی طرح ضلع استور کے دو حلقے ہیں، دونوں حلقوں کی مضبوط ترین شخصیات سے جماعت کی طرف سے رابطے ہوچکے ہیں اور قوی امکان ہے کہ وہ جے یو آئی میں شمولیت اختیار کرلیں۔ دیگر پارٹیاں بھی ان شخصیات سے رابطے میں ہیں اور چمک دمک درکار ہو تو ان کا آنا آسان نہ ہوگا۔ ضلع دیامر کے تین حلقوں کے علاوہ ضلع استور، ضلع گلگت کے دو حلقے اور ضلع غذر سے ایک حلقے پر جے یو آئی کیلئے مضبوط امیدواروں کی ضرورت ہے۔ اگر جے یو آئی ان حلقوں پر مضبوط امیدوار لانے میں کامیاب ہوئی تو آئندہ کی اسمبلی میں گلگت بلتستان کی لارجسٹ پارٹی بن کر ابھر سکتی ہے۔ ضلع گانچے سے نوربخشیہ فرقے سے ساز باز کرکے بھی ایک سیٹ کا حصول ممکن ہے۔ اس حوالے سے جے یو آئی کو بہت سارے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

دس فروری کو جے یو آئی ضلع دیامر و جے یو آئی تحصیل چلاس کی مجلس عاملہ کا مشترکہ اجلاس جے یو آئی ضلع دیامر کے ضلعی دفتر میں صبح دس بجے منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا عبدالحنان امیر جے یو آئی ضلع دیامر نے کی، جبکہ نظامت کے فرائض بشیر احمد قریشی جنرل سیکرٹری ضلع دیامر و ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات جے یو آئی گلگت بلتستان نے ادا کئے۔ اجلاس کا آغاز مولانا محمد شریف امیر جے یو آئی تحصیل چلاس کے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس میں مولانا مزمل شاہ، مولانا عبدالہادی، مولانا لطیف، مولانا رفیع الدین، سابق وائس چیرمین لالست خان قریشی، بھائی جہانگیر، حاجی بختیار اور شبیر احمد قریشی نے شرکت کی۔ بشیر احمد قریشی نے اجلاس کو بریفنگ دیتے ہوئے حالات حاضرہ پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اجلاس میں آنے والے انتخابات اور اکیسویں ترمیم کے حوالے سے غور کیا گیا۔ اجلاس کے آخر میں نگراں حکومت میں جے یو آئی کو نظرانداز کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ موجودہ سیٹ اپ جے یو آئی مخالف افراد پر مبنی ہے اور اس حکومت کے ہوتے ہوئے شفاف انتخابات ممکن نہیں۔ اس موقع پر اعلان کیا گیا کہ جے یو آئی ضلع دیامر کے چاروں حلقوں سے مضبوط ترین امیدوار سامنے لائے گی اور کسی جماعت کے ساتھ ضلعی سطح پر کوئی سیٹ ایڈجسٹمنٹ نہیں کرے گی۔ 21 ویں ترمیم کے حوالے سے 19 فروری کو اجلاس بلایا گیا۔

جمعیت علماء اسلام ضلع دیامر کا شوریٰ اجلاس 19 فروری صبح دس بجے پرانی جامع مسجد چلاس میں منعقد ہوا۔ صدارت ضلعی امیر مولانا عبدالحنان جبکہ نظامت کے فرائض بشیر احمد قریشی جنرل سیکرٹری جے یو آئی ضلع دیامر و ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات جے یو آئی گلگت بلتستان نے ادا کئے۔ اجلاس کے دوران مرکزی سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد سے بشیر احمد قریشی نے رابطہ کرکے 21 ویں ترمیم کے سلسلے پر حکومت کے ساتھ مذاکرات کے حوالے سے تفصیلی بات ہوئی۔ جس کے بعد اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ 21 ترمیم کے حوالے سے آئندہ کا لائحہ عمل مرکزی جماعت کے فیصلے کے مطابق تیار کیا جائے گا۔ اجلاس میں مولانا مزمل شاہ، مولانا عبدالہادی، مولانا مجید، مولانا سیدولی، الحاج لالست خان قریشی، مولانا محمد شریف، بھائی شرین، حاجی بختیار، شبیر احمد قریشی سمیت مجلس شوریٰ کے ارکان نے شرکت کی۔

یاد رہے ضلع دیامر کے تمام علماء کرام نے متفقہ طور پر اعلان کیا ہے کہ 21 ویں ترمیم کے حوالے سے حضرت مولانا فضل الرحمٰن جو حکم دیں گے اس پر عمل کیا جائے گا اور کوئی اقدام مولانا صاحب کے فیصلے کے بغیر نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں یہاں کے علماء کرام کے تین اجلاس ہوچکے ہیں اور مزید ہورہے ہیں۔ ان کے ہر اجلاس کا محور جے یو آئی کے فیصلوں کی توثیق ہے۔ علمائے کرام کا یہ رویہ ضلع دیامر کی تاریخ میں پہلی دفعہ دیکھنے کو مل رہا ہے، جس کی جتنی تحسین کی جائے کم ہے۔

جے یو آئی سندھ کی سرگرمیاں

ڈویژنل سطح پر مدارس کنونشن

مراسلہ: مولانا راشد خالد محمود سومرو، ناظم عمومی جمعیۃ علمائے اسلام صوبہ سندھ

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس عاملہ کے فیصلے کے تحت حالیہ ملکی صورتحال خاص کر مدارس کے موضوع پر جماعت سے وابستہ مدارس کے مہتممین اور اضلاع کی مجالس عاملہ پر مشتمل لاڑکانہ اور سکھر ڈویژن کا پہلا مشترکہ اجلاس جامعہ مظہر العلوم حمادیہ منزل گاہ سکھر میں 29 جنوری 2015ء بروز جمعرات صبح 10 بجے صوبائی نائب امیر حضرت سائیں مولانا عبدالقیوم ہالیجوی صاحب دامت برکاتہم کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً 1 ہزار کے قریب ذمہ دار احباب نے شرکت کی، اجلاس سے حضرت مولانا عبدالرزاق میکھو، مولانا امیر حسن، مولانا عبدالمجید لنڈ، قاری خلیل احمد صاحب، انجینئر عبدالرزاق عابد لاکھو صاحب، مولانا غلام اللہ ہالیجوی، مولانا نصر اللہ گھنیو، قاری شفیع محمد، محترم محبت علی کھوڑو، مولانا عبدالرحمن ڈگراج، مولانا محمد صالح انڈھڑ، مولانا محمد رمضان پھلپوٹو، حضرت سائیں عبداللہ صاحب (جرار پہوڑ والے)، وفاق کے نمائندے مولانا حق نواز صاحب اور حضرت سائیں عبدالقیوم ہالیجوی صاحب نے خطاب فرمایا۔

جبکہ جماعت سے وابستہ مدارس کے مہتممین اور اضلاع کی مجلس عاملہ پر مشتمل دوسرا اجلاس الجمعیۃ ہاؤس پٹھان گوٹھ حیدرآباد میں 4 فروری بروز بدھ صوبائی نائب امیر اول حضرت سائیں مولانا محمد صالح الحداد سجاولی دامت برکاتہم کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس سے مولانا مجیب الرحمن لنڈ، مولانا غلام محمد سومرو، مولانا زبیر احمد میمن، ڈاکٹر عبدالسلام قریشی مفتی محمد فصیح الدین، قاری کامران احمد، مفتی احمد راجڑ، مولانا محمد ابراہیم مہر، مولانا محمد رمضان سومرو، مولانا احمد سومرو، مفتی عادل لطیف، مفتی حبیب اللہ، مولانا عبدالواحد منگریو، مولانا اسماعیل بجانی، مولانا عبدالشکور، حافظ خالد حسن دھامراہ، مولانا فتح محمد مہیری، حافظ انور کھارو، مولانا عبدالقیوم چنہ، مولانا عبدالرحیم لغاری، مولانا عبدالشکور قمبیو، مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن، مولانا منظور احمد سومرو، مولانا تاج محمد ناہیوں، قاری محمد عثمان، مولانا عطاء الرحمن صاحب (سینیٹر نائب امیر صوبہ خیبر پختونخواہ) اور حضرت سائیں محمد صالح الحداد صاحب نے خطاب فرمایا۔

جماعت سے وابستہ مدارس کے مہتممین اور اضلاع کی مجلس عاملہ پر مشتمل کراچی ڈویژن کا اجلاس 5 فروری 2015ء بروز جمعرات بمقام جامعہ مدنیہ اسلامیہ گلشن اقبال کراچی صوبائی نائب امیر جناب قاری محمد عثمان کی زیر صدارت ہوا، اجلاس سے مفتی فیض الحق، مولانا محمد حسن لانگاہ، مولانا منظور احمد مینگل حافظ عبدالقیوم نعمانی، قاری الحداد صاحب، مولانا عبداللہ شاہ مظہر، مولانا امداد اللہ مردانی، مولانا عمر صادق، مولانا فخر الحسن، مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا احسان اللہ ٹکروی، مولانا عبدالحق عثمانی، مولانا محمد غیاث، صوبائی سرپرست مولانا عبدالکریم عابد مولانا عطاء الرحمن صاحب (سینیٹر نائب امیر خیبر پختونخوا)، حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب (مرکزی سیکرٹری جنرل) اور جناب قاری محمد عثمان صاحب نے خطاب فرمایا۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کسی بھی صورت مدارس کے خلاف حکومتی پریشر کو قبول نہیں کیا جائے گا اگر کوئی حکومتی نمائندہ مدارس کے ڈیٹا لینے کے لیے آتا ہے تو اُسے کہا جائے گا کہ وہ وفاق المدارس العربیہ سے رجوع کریں۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ ناموس رسالت، تحفظ مدارس دینیہ اور شہید اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو نور اللہ مرقدہ کے حوالے سے ریلی کا انعقاد کیا جائے جس میں بھرپور عوامی قوت کا مظاہرہ کیا جائے اور استعمار اور مدارس کے مخالفین کو باور کرایا جائے کہ مدارس کی حفاظت اور آزادی کے لیے پوری قوم متحد ہے۔

01۔ اسی سلسلے میں سکھر کے اجلاس میں پہلا پروگرام 26 فروری 2015ء بروز جمعرات صبح 10 بجے لکھی موڑ شکارپور سے گھنٹہ گھر چوک سکھر تک طے کیا، اجلاس کے دوران اضلاع کو گاڑیوں کا ہدف دیا گیا اور مہتممین نے بھی یہ عہد کیا کہ وہ اپنے اپنے مدرسہ سے تمام طلباء کی شرکت کو یقینی بنائیں گے

02۔ حیدرآباد اجلاس نے دوسرا پروگرام 2 اپریل 2015ء بروز جمعرات صبح 10 بجے شیدی بائی پاس حیدرآباد سے رانی باغ حیدرآباد تک طے کیا، اسی اجلاس کے دوران اضلاع کو گاڑیوں کا ہدف دیا گیا اور مہتممین نے یہ بھی عہد کیا کہ وہ اپنے اپنے مدرسہ سے تمام طلباء کی شرکت کو یقینی بنائینگے۔

03۔ کراچی اجلاس نے یکم مئی 2015 بروز جمعہ صبح 10 بجے مزار قائد کراچی پر اسلام زندہ باد کانفرنس کے نہج پر شاندار اور بھرپور پروگرام کرنے کا عزم کیا۔

04۔ سکھر، حیدرآباد اور کراچی کے اجلاسوں کی میزبانی اور پرتکلف ٹھہرانے پر برادر مکرم مولانا سعود افضل ہالیجوی، برادر مکرم مولانا محمد صالح انڈھڑ، برادر مکرم شمس الدین پٹھان مولانا اسحاق شیرانی صاحب، مولانا عبدالکریم عابد صاحب اور برادر مکرم محمد عاصم عابد کا نہایت مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔

اضلاع کے ذمہ داران کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے پروگراموں کو کامیاب کرنے کیلئے ابھی سے محنت کریں اور دیئے گئے ٹارگیٹ کو لازمی طور پر پورا کرنے کی کوشش کریں زیادہ سے زیادہ فرزندان توحید کو ان اجتماعات میں لانے کی کوشش کریں، ان شاء اللہ محنتیں رنگ لائیں گی اور یہ اجتماعات سندھ کی تاریخ کے سب سے بڑے اجتماع ثابت ہوں گے۔

05۔ صوبائی دفتر کا فنڈ کافی اضلاع نے کچھ نہ کچھ جمع کرایا ہے، لیکن ابھی فنڈ کا کافی حصہ اضلاع کی طرف بقایا ہے، جس کے لیے تمام اضلاع کو پابند کیا گیا ہے کہ صوبائی شوریٰ کے اجلاس میں بقایا مکمل فنڈ لازماً ساتھ لائیں۔

06۔ ضلع شرقی کراچی کی تنظیمی باڈی اور ضلع لاڑکانہ کی خالی ہونے والی امارت کی نشست پر انتخاب کی ذمہ داری صوبائی ناظم عمومی احقر کے حوالے کی گئی تھی، اسی سلسلے میں میں نے کراچی شرقی کے احباب سے میٹنگ بھی کی۔ ان کو سنا اور ان کی تحریری تجاویز کو بھی سامنے رکھا اور ساری صورتحال سے صوبائی عاملہ کو آگاہ کیا، جس پر صوبائی عاملہ نے سابقہ اور حالیہ رپورٹوں اور شہید اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو نور اللہ مرقدہ کی طرف سے کیئے جانے والے فیصلوں کو سامنے رکھ کر مولانا محمد غیاث صاحب کو ضلع شرقی کے امیر اور مولانا محمد عاصم عابد صاحب کو ضلع شرقی کے لیے ناظم عمومی منتخب قرار دیا



ہے، امید ہے کہ یہ حضرات محنت کیساتھ کام کرینگے اور جماعت کے کام کو آگے بڑھانے کیلئے اپنی صلاحتیں صرف کریں گے۔

07۔ضلع لاڑکانہ کی امارت کے لیے مورخہ 7 فروری 2015ء بروز صبح 10 بجے جامعہ اسلامیہ لاڑکانہ میں ضلعی مجلس عمومی کا اجلاس طلب کیا گیا، اجلاس میں ناظم عمومی کے علاوہ صوبائی ناظم مولانا محمد رمضان پھلپوٹو اور صوبائی ناظم مالیات مولانا سعود افضل ہالیجوی صاحب نے بھی شرکت کی۔ ضلع لاڑکانہ کی عمومی نے بلا مقابلہ بقیہ مدت کے لیے جانشین شہید اسلام حضرت مولانا ناصر خالد محمود سومرو صاحب کو ضلع لاڑکانہ کا امیر منتخب کیا، جس پر ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ جماعت کے کام کو مزید آگے بڑھانے کے لیے اپنی صلاحیتیں صرف کریں گے۔

08۔ضلعی ذمہ داران کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈویژنل اجتماعات کو کامیاب بنانے کے لیے روزانہ کی بنیاد پر پریس ریلیز جاری کریں اور اخبارات میں اشتہارات شائع کروائیں اور یونٹ سطح تک فوری طور پر دورے مکمل کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی شرکت کو یقینی بنایا جاسکے۔

09۔تمام اضلاع کی تنظیمیں اپنے ضلعوں میں تحفظ مدارس کنونشن منعقد کریں اور ضلع کے تمام مدارس کے اساتذہ کرام چاہے وہ ناظرہ و حفظ یا کتب کے ہوں ان کو مدعو کریں اور ڈویژنل اجلاسوں کے فیصلوں سے ان کو آگاہ کریں۔

10۔تقریباً تمام اجلاسوں میں اتفاق رائے سے یہ بھی تجویز سامنے آئی ہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ہٹ کر ایک الگ فورم مجلس مدارس دینیہ فورم کے نام سے جمعیت علماء اسلام کے زیر انتظام ہونا چاہیے، یہ تجویز مرکزی سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب دامت برکاتہم کے سامنے پیش کردی گئی ہے۔

11۔سرکولر نمبر 06: میں شہید اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو نوراللہ مرقدہ نے جے ٹی آئی کراچی کے بارے میں یہ فیصلہ لکھا تھا کہ فوری طور پر کراچی میں جے ٹی آئی کو کراچی میں اضلاع کے سطح پر تنظیمی نظم قائم کیا جائے اور ٹاؤنوں کو ختم کیا جائے، انہوں نے ایک مہینے کا وقت بھی متعین کیا تھا۔ لیکن اس پر تا حال عمل نہ ہوسکا، صوبائی جماعت کی مشاورت سے جے ٹی آئی کراچی کے تمام ٹاؤنوں کی تنظیمی باڈیوں کو معطل کیا جاتا ہے اور صوبائی کنوینر کو پابند کیا جاتا ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر کراچی میں اضلاع کی سطح پر نظم قائم کریں۔

12۔صوبائی مجلس شوری کا اجلاس 25 فروری 2015 کو سکرنڈ میں رکھا گیا تھا، بوجوہ اب وہ اجلاس 25 فروری کے بجائے 19 مارچ 2015ء بروز جمعرات صبح 10 بجے جامعہ عبداللہ بن مسعود بائی پاس سکرنڈ ضلع نوابشاہ میں صوبائی امیر محترم کی صدارت میں ہوگا۔ تمام اراکین مجلس شوریٰ اور اضلاع کے امراء و نظماء عمومی صاحبان کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اس اجلاس میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیں۔

13۔مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں یہ طے ہوا ہے کہ اگر آئینی ترمیم کے حوالے سے حکومت نے ہمارے مطالبات نہیں مانے تو ہم ڈی چوک اسلام آباد میں احتجاج کریں گے، اس کیلئے حتمی تاریخ کا بعد میں اعلان کیا جائیگا تاہم امکان ہے کہ 26 مارچ 2015ء بروز جمعرات کو یہ احتجاج ہوگا جو پاکستان کے تاریخی کا سب سے بڑا اجتماع ہوگا، اس سلسلے میں بھی احباب ابھی سے اپنی محنتیں جاری کریں۔ دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان محنتوں کو قبول فرمائے اور ہمیں مزید جماعت کے کام کو فعال بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعاگو: راشد خالد محمود سومرو

ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جے یو آئی پنجاب کی مجلس عاملہ کا اجلاس

سائونڈ سسٹم ریگولیشن آرڈیننس کیخلاف ہائیکورٹ میں رٹ اور اضلاع میں تحفظ مدارس کنونشنز کا فیصلہ

مراسلہ: محمد اقبال اعوان، صوبائی ناظم عمومی جمعیت علمائے اسلام صوبہ پنجاب

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کا تیسرا اہم اجلاس مورخہ 16 فروری 2015ء بروز سوموار بمقام جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور زیر صدارت امیر جے یو آئی پنجاب مولانا ڈاکٹر قاری عتیق الرحمن صاحب مدظلہ منعقد ہوا۔ اجلاس کی کل تین نشستیں ہوئیں جس کی میزبانی کے فرائض مرکزی ناظم دفتر حافظ عبدالوہاب مدنی، حافظ عبدالقدیر گجر اور ضلع لاہور کے ناظم عمومی حافظ اشرف گجر نے سرانجام دیے۔ اجلاس کا آغاز مفتی عبدالرحمن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد صوبائی ناظم عمومی مفتی سید محمد مظہر اسعدی صاحب نے شرکائے اجلاس کو ایجنڈا سے آگاہ کیا جو کہ حسب ذیل تھا۔

۱) سابقہ اجلاس کے فیصلوں کی پیش رفت کا جائزہ۔

۲) مرکزی قیادت کی طرف سے جنوبی پنجاب کے مدارس دینیہ کے کنونشن کے انعقاد کیلئے لائحہ عمل طے کرنا۔

۳) مارچ کے مہینے میں اسلام آباد میں متوقع لانگ مارچ کی تیاریوں کی منصوبہ بندی اور لائحہ عمل۔

۴) صوبائی مجلس عمومی کے اجلاس کا لائحہ عمل۔

۵) دیگر امور با اجازت امیر۔

ایجنڈا کی بریفنگ کے بعد امیر محترم نے سابقہ فیصلوں کا جائزہ پیش کرنے کو کہا جس کے مطابق سب سے مختلف اضلاع کیلئے قائم کمیٹیوں کی رپورٹ پیش کی گئی۔ ضلع رحیم یار خان کے متعلق پیر محمد فیاض شاہ نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ضلع میں فریقین کی بات سنی اور ان کے درمیان صلح کرا دی۔ ڈیرہ غازی خان کیلئے قائم کردہ کمیٹی کے مطابق مولانا حبیب اللہ علی پوری کے اصرار پر درخواست دہندگان کو موقع دیا گیا کہ فریق ثانی کو خود راضی کرلیں۔ جبکہ ضلع قصور میں درخواست دہندگان خود حاضر نہیں ہوئے، البتہ ضلعی جنرل سیکرٹری جناب شہزاد بشیر ایڈووکیٹ صاحب نے وعدہ کیا کہ ذمہ داری کیساتھ ہم خود مسئلہ حل کرکے صوبہ کو آگاہ کردیں گے۔ فیصل آباد کے متعلق کمیٹی نے رپورٹ پیش کی کہ فریقین کو متعدد بار سن لیا گیا ہے۔ مختلف معاملات کی انکوائری بھی کی جارہی ہے البتہ معاملہ گمبھیر ہے اور ہم معاملے کو حل کرنے کے لئے مزید کوشش کر رہے ہیں جس کے لئے وقت درکار ہے (جس پر ان کو مزید وقت دے دیا گیا) جبکہ ضلع خانیوال کے متعلق بتایا گیا کہ وہاں کا معاملہ ابھی طے نہیں ہوا۔ کمیٹیوں کی تفصیلی رپورٹ آنے پر امیر صوبہ نے ان کو ہدایت جاری کی کہ وہ میرٹ پر فیصلہ کرکے آئندہ اجلاس میں فیصلہ کن رپورٹ پیش کریں، میرٹ کو ہر صورت قائم رکھا جائے۔

اس کے بعد سابقہ فیصلوں میں سے سابق ناظم مالیات سے سابقہ سیشن کے آمدن وخرچ کی تفصیل اور بقایا جات کی وصولی کے متعلق قائم کمیٹی کے حوالے سے رپورٹ پیش کی گئی جس کے مطابق ناظم مالیات پیر محمد فیاض شاہ نے شرکائے اجلاس کو بتایا کہ سابق ناظم مالیات حافظ اطہر عزیز صاحب نے ان کو اب تک صرف پچاس ہزار روپے حوالے کئے جبکہ بقیہ رقم اور حساب کتاب کے حوالے سے مسلسل بہت لیت ولعل سے کام لیا جارہا ہے اور تعاون نہیں کیا جارہا۔ مینار پاکستان کانفرنس کے موقع پر پی ایچ اے (PHA) کی دی گئی زر ضمانت واپس لینے کیلئے حافظ اطہر عزیز صاحب کی وجہ سے تا حال پیش رفت نہیں ہورہی۔ جبکہ سابق ناظم انتخاب مولانا محمد صفی اللہ صاحب نے اپنی طرف سے حساب کتاب تحریری طور پر دے دیا ہے جس کو چیک کرنا باقی ہے۔ رپورٹ پیش ہونے کے بعد نماز مغرب کا وقت ہونے پر وقفہ کیا گیا۔

بعد نماز مغرب دوسری نشست کا آغاز مفتی شاہد مسعود صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ جس میں سابقہ فیصلوں کی پیش رفت کا مزید جائزہ اور اس پر احباب کی آراء لی گئیں اور ان کو عملی شکل دینے کی منصوبہ بندی کی گئی، اس کے بعد باضابطہ ایجنڈا پر بحث کا آغاز ہوا۔ ابھی ایجنڈہ پر بحث جاری تھی کہ نماز عشاء کے لئے وقفہ کیا گیا۔ بعد از نماز عشاء تیسری نشست کا آغاز ہوا جس میں تلاوت قرآن مجید مفتی عبدالرحمن اور صدارت امیر صوبہ نے کی۔ اور رات گئے تک بقیہ ایجنڈہ پر تفصیلی اور سیر حاصل گفتگو کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گئے۔

اجلاس کے فیصلے

<u>فیصلہ نمبر 1: مجلس عاملہ کا اجلاس ہر ماہ ہوا کرے گا:</u>

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہا کہ آئندہ ہر مہینے صوبائی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا کرے گا جبکہ صوبائی مجلس عمومی (جنرل کونسل) کا دستوری اجلاس مورخہ 15 مارچ 2015ء بروز اتوار ملتان میں طلب کیا گیا ہے جس سے ایک روز قبل مورخہ 14 مارچ بروز ہفتہ صوبائی مجلس عاملہ کا ماہانہ اجلاس ہوگا۔

<u>فیصلہ نمبر 2: اضلاع کی جماعتوں کو اسلام آباد کے لانگ مارچ کیلئے تیاریوں کی ہدایت</u>

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اکیسویں آئینی ترمیم بل کی امتیازی شقوں پر فروری کے اختتام تک تحفظات نہ دور کئے جانے پر جمعیت کی مرکزی قیادت کی طرف سے مارچ کے مہینے میں اسلام آباد کی طرف متوقع لانگ مارچ کی کال کی تیاریاں تمام اضلاع ابھی سے شروع کردیں تاکہ بھرپور شرکت کی جاسکے، جس کے لئے ضلعی وتحصیل سطح پر تحفظ مدارس دینیہ کانفرنس کے انعقاد کے ساتھ ساتھ مدارس کے مہتممین حضرات سے رابطوں کو مضبوط بنایا جائے۔

<u>فیصلہ نمبر 3: دینی مدارس اور جماعتی احباب کو ضلعی انتظامیہ کی طرف سے ہراساں کئے جانے کا نوٹس لیا جائے گا:</u>

صوبے کے مختلف اضلاع سے دینی مدارس کے مہتممین کو تنگ کرنے اور جماعتی ساتھیوں پر بے بنیاد اور جھوٹے مقدمات قائم کرنے اور انھیں نظر بند کرنے کی موصولہ رپورٹس کی روشنی میں فیصلہ کیا گیا کہ صوبائی جماعت کا اعلیٰ سطحی وفد صوبائی حکومت کے ذمہ داران اور جماعت کی مرکزی قیادت سے ملاقات کرکے اس صورتحال کو کنٹرول کیا جائے گا۔ (نوٹ: صوبائی وفد نے امیر محترم کی قیادت میں صوبائی وزیر رانا اشفاق سرور اور اعلیٰ انتظامی افسر سے ملاقات کرلی ہے)

<u>فیصلہ نمبر 4: سائونڈ سسٹم ریگولیشن آرڈیننس کیخلاف ہائی کورٹ میں رٹ دائر کرنے کا فیصلہ:</u>

اجلاس میں حکومت پنجاب کی طرف سے جاری کردہ "سائونڈ سسٹم ریگولیشن آرڈیننس 2015ء" کی بعض قابل



اعتراض شقوں کو ہائی کورٹ میں چیلنج کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس کیلئے صوبائی ڈپٹی جنرل سیکرٹری چوہدری شہباز احمد گجر ایڈوکیٹ کو نگران مقرر کیا گیا ہے۔ (نوٹ: چوہدری شہباز احمد گجر صاحب نے رٹ دائر کر دی ہے جو منظور ہو کر حکومت پنجاب کو نوٹس جاری ہو گیا ہے، جس کی سماعت 4 اپریل کو ہو گی)

فیصلہ نمبر5: سابق ناظم مالیات کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کرنے کا فیصلہ:

اجلاس میں سابق صوبائی ناظم مالیات حافظ اطہر عزیز صاحب کو سابقہ سیشن کے مالیات کا متعدد یاد دہانیوں کے باوجود حساب نہ دینے اور مسلسل ٹال مٹول سے کام لینے اور ایک خطیر رقم جماعت کے مشترکہ اکاؤنٹ کی بجائے ذاتی اکاؤنٹ میں رکھ کر ذاتی تصرف میں لانے کیخلاف (مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصلے کی روشنی میں) تادیبی کاروائی عمل میں لانے کا فیصلہ کیا گیا جس کے پہلے مرحلے میں ان کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کیا جا رہا ہے۔ نوٹس کا تحریری جواب 14 مارچ کے مجلس عاملہ کے اجلاس سے قبل دینا ہوگا۔

فیصلہ نمبر6: منتخب اضلاع میں تحفظ مدارس دینیہ کنونشنز کے انعقاد کا فیصلہ

اجلاس میں صوبہ بھر کے اضلاع میں تحفظ و خدمات مدارس دینیہ کنونشنز کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا جس کیلئے پہلے مرحلے میں منتخب اضلاع میں ان کنونشنز کا انعقاد صوبہ کی نگرانی میں کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ان اضلاع میں اٹک، راولپنڈی، سرگودھا، گوجرانوالہ، جھنگ، ساہیوال، بہاولنگر اور رحیم یار خان شامل ہیں۔ جنوبی اضلاع کا ایک بھرپور کنونشن ملتان میں منعقد کرنے کا پروگرام طے کیا گیا۔ حتمی تاریخ کا تعین مرکزی قیادت سے مشاورت کے بعد کیا جائے گا۔

فیصلہ نمبر7: جمعیت طلباء اسلام کے لٹریچر کو حتمی شکل دی جائے......

اجلاس میں سابقہ فیصلے کی روشنی میں جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کیلئے ابتدائی تعارفی لٹریچر اور قائد جمعیت کی تین اہم تقاریر وانٹرویوز کو کتابچے کی شکل میں چھاپنے کی تیاری کیلئے ایڈیٹر الجمعیۃ مفتی محمد زاہد شاہ صاحب اور ڈپٹی ایڈیٹر جناب حافظ محمد ابوبکر شیخ صاحب کو صوبائی عمومی کے دستوری اجلاس تک حتمی شکل دینے کی تاکید کی گئی ہے۔

فیصلہ نمبر8: اجلاس میں صوبائی اجلاسوں میں غیر حاضر ارکان سے رابطہ کرنے اور ان کو ذمہ داری کا احساس دلانے کیلئے چوہدری ضیاء الحق، حافظ ابوبکر شیخ صاحب اور اقبال اعوان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

فیصلہ نمبر9: سابقہ قومی انتخابات میں جماعتی ٹکٹوں کی فروخت کی تحقیق کے متعلق کمیٹی کا قیام!

اجلاس میں صوبہ بھر کے جن جن اضلاع میں گذشتہ قومی انتخابات میں جماعتی امیدواروں کیلئے جماعتی ٹکٹوں کو فروخت کیا گیا ان اضلاع اور متعلقہ امیدواروں سے کہا گیا ہے کہ وہ صوبائی قیادت کو تحریری درخواست دیں تاکہ آئندہ اس طرح کی بے ضابطگیوں کی روک تھام کی جاسکے۔ مزید براں! اس کی تفصیلات حاصل کرنے کیلئے ناظم مالیات پنجاب پیر محمد فیاض شاہ صاحب اور معاون ناظم مالیات مفتی شاہد مسعود صاحب پر مشتمل دو رکنی کمیٹی بنائی گئی ہے جو اس بارے میں معلومات اکٹھی کر کے آئندہ اجلاس میں رپورٹ پیش کریگی۔

فیصلہ نمبر11: اراکین مجلس عاملہ و شوریٰ ماہانہ فنڈ صوبائی اکاؤنٹ میں جمع کرائیں!

اجلاس میں اراکین مجلس شوریٰ و عاملہ کو تاکید کی گئی کہ اپنا ماہانہ فنڈ باقاعدگی سے ناظم مالیات کو براہ راست جمع کرا کر رسید حاصل کریں، ناظم مالیات سے رابطہ نہ ہو سکنے کی صورت میں صوبائی جماعت کے اکاؤنٹ میں بھی جمع کرا سکتے ہیں۔

نوٹ: زیر نظر سرکولر کو اپنی ماتحت تحصیلوں، ٹاؤنز، یونین کونسلز اور مقامی جماعتوں تک پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ صوبائی جماعت کی طرف سے جاری ہونے والے ہر سرکولر کو ہر سطح کی جماعت اپنے ریکارڈ کا حصہ بھی بنائے۔

جاری کردہ: مفتی سید محمد مظہر اسعدی
ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام۔ صوبہ پنجاب

قارئین نوٹ فرمالیں

ماہنامہ الجمعیۃ کا دفتر صبح 10:30 تا شام 6 بجے کھلا رہتا ہے، اس دوران فون 051-5550686 پر اپنے آرڈرز، شکایات اور اشتہارات کی بکنگ، مضامین خبروں وغیرہ کی معلومات کیلئے رجوع کر سکتے ہیں، اس کے علاوہ موبائل نمبر پر یا چھٹی کے اوقات میں ہرگز رابطہ نہ کریں، جمعہ کو دفتر بند رہتا ہے۔

جمعیۃ علمائے اسلام صوبہ پنجاب نے

ساؤنڈ سسٹم ریگولیشن آرڈیننس لاہور ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا

(حافظ غضنفر عزیز، عبدالرحمٰن عزیز) جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی مجلس عاملہ کے فیصلے کی روشنی میں ساؤنڈ سسٹم ریگولیشن آرڈیننس 2015ء کی قابل اعتراض شقوں کو لاہور ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا گیا ہے۔ جے یو آئی پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل چوہدری شہباز احمد گجر ایڈووکیٹ کی مدعیت میں ممتاز قانون دان اور سابق سپیکر قومی اسمبلی چوہدری امیر حسین کے ذریعے آرڈیننس کی قابل اعتراض شقوں کو لاہور ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا گیا ہے، رٹ نمبر 5035/2015 شہباز احمد گجر ایڈووکیٹ بنام گورنمنٹ آف پنجاب کی سماعت مورخہ 24/2/2015 میں مسٹر جسٹس شہزادہ (جج لاہور ہائی کورٹ) کی عدالت میں سماعت کیلئے مورخہ 2015-2-24 منظور ہوئی۔ کیس کی ابتدائی سماعت میں لاہور ہائیکورٹ کے جسٹس مسٹر جسٹس شہزادہ مظہر نے درخواست کو سماعت کیلئے باضابطہ منظور کرتے ہوئے حکومت پنجاب کو 3 اپریل 2015ء تک جواب داخل کرنے کی ہدایت کر دی ہے، کیس کی آئندہ سماعت 3 اپریل کو ہو گی۔ لاہور ہائیکورٹ کے احاطے میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے جے یو آئی پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل چوہدری شہباز احمد گجر نے کہا کہ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو محدود کرنا، اور غیر ضروری استعمال کو روکنا وقت کی اہم ضرورت ہے، اس سے امن وامان کے قیام اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمہ میں مدد ملے گی لیکن ساؤنڈ سسٹم ریگولیشن آرڈیننس کی بعض شقیں اعلاء کلمۃ الحق میں رکاوٹ اور شعائر دین میں مداخلت کے مترادف ہیں جس کی بنیاد پر علماء اور ائمہ کو ہراساں کیا جا رہا ہے، ہمارا مطالبہ ہے کہ آرڈیننس سے ان متنازعہ شقوں کو خارج کیا جائے۔ اس موقع پر جے یو آئی ضلع لاہور کے عہدیداران وکارکنان کی کثیر تعداد موجود تھی۔

تعلیمی پسماندگی کے خاتمے کا کامیاب سفر

شعبہ تعلیم کے حوالے سے ایم ایم اے حکومت کے انقلابی اقدامات

4

تحریر: مولانا فضل علی حقانی مدظلہ، رکن اسلامی نظریاتی کونسل وسابق وزیر تعلیم صوبہ خیبر پختونخوا

مجموعی طور پر 2002ء سے لے کر 2007ء تک خیبرپختونخوا میں پرائمری سطح پر بچوں اور بچیوں کی تعلیمی شرح 62% سے 83% ہو چکا تھا 2002ء سے 2005ء تک مجموعی شرح خواندگی 41% سے بڑھ کر 47% ہو چکی تھی جو کہ ایک ہدف سے بڑھ کر حصول مقصد کی طرف ہم نہایت تیزی سے گامزن تھے۔ درج ذیل ٹیبل نقشہ سے کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے مختصر وقت میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم کسی حد تک منزل مقصود کے قریب جا پہنچے۔

شرح خواندگی 1998ء	شرح خواندگی 2002ء	شرح خواندگی 2007ء
مرد 52%	مرد 56%	مرد 68%
خواتین 21%	خواتین 30%	خواتین 38%
کل 37%	کل 45%	کل 53%

اس رفتار سے پاکستان کے 66 سالہ تاریخ کسی بھی صوبہ میں آپ کو شرح خواندگی میں اضافہ نہیں ملے گا۔

خواتین یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ مخلوط تعلیم کی حوصلہ شکنی اور طالبات کو خواتین کے ماحول میں میڈیکل تعلیم حاصل کرنے کیلئے خواتین میڈیکل کالج کا اہتمام بھی کیا گیا۔ جس نے بعد میں خواتین میڈیکل یونیورسٹی کی شکل اختیار کی۔ یہ اس صوبے کے معروضی حالات، اسلام کے بنیادی اصول اور پٹھان معاشرہ کی مخصوص معاشرتی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلابی قدم تھا۔ خواتین میڈیکل یونیورسٹی محکمہ صحت کے زیر اہتمام بنائی گئی اس موقع پر صرف اس کا تذکرہ کیا گیا اس کی تفصیلات کا ذکر محکمہ صحت والے بہتر انداز سے کرسکیں گے۔

جمعیت کا منشور اور خواتین کی تعلیم:

جمعیت کے منشور شق 19 اور مخلوط تعلیم کی ممانعت کے زیر عنوان درج ہے "مخلوط تعلیم کو ممنوع قرار دیا جائے گا" شق 20 کا عنوان ہے "عورتوں کی تعلیم کا انتظام" (عورتوں کی تعلیم کیلئے اسلامی اصولوں کے مطابق الگ انتظام کیا جائے گا)

خواتین کی تعلیم کیلئے ترجیحی بنیادوں پر جن اقدامات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا اس سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ ہم نے جمعیت کے منشور پر عمل کرتے ہوئے خواتین کی تعلیم کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی اصولوں کے مطابق خواتین کیلئے الگ ادارے بنائے جس کا کچھ تذکرہ ہائیر ایجوکیشن میں انقلابی اقدامات کے تحت آئے گا۔ یوں جمعیت کے منشور کے شق 19 اور 20 پر عمل کرنے کیلئے راہ ہموار کی۔

اساتذہ کی بھرتی پر پابندی اور مشکلات:

تعلیمی ادارہ استاد اور شاگرد سے عبارت ہے، دونوں میں سے ایک معدوم ہونے پر تعلیم کا تصور عنقاء ہے۔ بدقسمتی سے ہماری حکومت آنے سے پہلے تقریباً چار سال سے اساتذہ کی تقرریوں پر پابندی کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں ہزاروں کی تعداد میں اساتذہ کی کمی تھی۔ بعض پرائمری سکولوں میں صرف چوکیدار سارے سکول کو کنٹرول کرتا تھا۔ ہائی سکولوں میں بھی CT اور SET اساتذہ کی شدید کمی کیوجہ سے طلباء کا قیمتی وقت ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ سکولوں کے تعلیمی نتائج پر انتہائی بُرا اثر پڑ رہا تھا۔ غریب لوگ تو مجبوراً سرکاری اداروں میں بچوں کو داخل کرواتے، جبکہ متوسط طبقہ کسی بھی مناسب یا نامناسب پرائیوٹ ادارے میں اپنے بچوں کا داخلہ ضروری سمجھتے تھے، اساتذہ کی کمی کا کوئی ایسا ریکارڈ نہیں رکھا گیا تھا جس سے ان میں تعلیمی عملے کی مناسب تعیناتی کا عمل جاری رہتا۔ درحقیقت مختلف مفادات کی وجہ سے اساتذہ کی بھرتی اور ترقی کے طریقہ کار تکلیف دہ اور غیر مناسب رہا ہے۔ اساتذہ مسلسل ریٹائرڈ ہوتے رہے ہیں ایک استاد کے ریٹائرڈ ہونے کے بعد اس کی جگہ خالی پڑی رہتی۔ خالی شدہ سیٹ کو پر کرنے کیلئے کوئی ایسا طریقہ کار وضع نہیں کیا گیا جس سے اس خلا کو پُر کیا جائے۔ اسطرح اساتذہ کے بے تحاشا ٹرانسفر، پوسٹنگ کے مسائل نے

ایک گھمبیر صورتحال اختیار کی تھی۔ سال کے بارہ مہینے اس
نزدیک سے نزدیک تر اور خوب سے خوب تر سٹیشن کی تلا
میں درخواست لیکر ہائی کمان سے سفارش کروا کر تبادلوں
چکر میں لگے رہتے۔ ایک استاد کے تبادلے سے جو پوس
خالی ہوتا تو کسی کو اس بات کا احساس تک بھی نہ ہوتا کہ
بچوں کا مستقبل کیا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ تعلیمی سال کے دوران
استاد ٹرانسفر ہو تو اس سکول کے بچوں کا تعلیمی مستقبل متاثر ہوگ
ایک سکول کو ویران کرنا دوسرے کو آباد کرنا آخر کہاں
دانشمندی ہے جبکہ یہ ویرانی، آبادی بھی تعلیمی سال کے درمیا
ہو۔ اساتذہ کو اپنے مفادات اور وزیروں کو اپنے مفادات عز
تھے۔ لیکن ہمیں بچوں کے مفادات عزیز تھے، اسلئے ہمیں
کے مستقبل کو دیکھ کر بعض اوقات سخت فیصلے کرنے پڑے۔

ٹرانسفر، پوسٹنگ کیلئے سال میں مہینہ کا تعین:

ہم نے ٹرانسفر، پوسٹنگ کے لئے سال بھر میں صر
جولائی کا مہینہ مختص کیا ہوا تھا جس میں تعلیمی ادارے گرمیوں
چھٹیوں کی وجہ سے عام طور پر بند رہتے ہیں جبکہ سرد علاقو
میں دسمبر اور جنوری کے مہینے مختص کئے تھے۔ تعلیمی اداروں
چھٹیوں میں ٹرانسفر، پوسٹنگ کا ایک فائدہ یہ ہوتا کہ بچوں
تعلیمی سال ضائع ہونے سے بچ جاتا اور دوسرا یہ کہ جتنے بھی
ادارے اساتذہ کے تبادلوں سے خالی ہو جاتے اس پر فوری
طور پر ہم نئی تقرریاں عمل میں لاتے تاکہ تعلیمی سال شرو
ہونے پر طلباء وطالبات کا استاد نہ ہونے کیوجہ سے تعلیمی سا
ضائع نہ ہو، ہر سکول میں اساتذہ کی پوزیشن خالی پوسٹوں
تعداد معلوم کرنے کیلئے ایک خودکار انفارمیشن سسٹم بنایا
جس سے اضلاع کی پوری صورتحال ہمارے سامنے آجاتی
(ایمرجنسی بنیادوں پر اس کی کو پورا کرتے۔ چنانچہ صر
ابتدائی دو سال یعنی 2004 تک کے قلیل عرصہ میں ہم
22880 اساتذہ بھرتی کئے)۔



قومی خزانہ پر بوجھ اور اداروں کی تباہی:

جیسا کہ پہلے اس کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ اس سے قبل اساتذہ کی بھرتی کیلئے کوئی خاص قواعد وضوابط نہ تھے، ایک سادہ درخواست پر تعلیمی قابلیت، ذہنی رجحان اور انٹرویو کے بغیر صرف نوکری دلوانے کی خاطر ہزاروں لوگوں کو میرٹ کے بغیر بھرتی کیا گیا تھا بلکہ اکثر لوگوں سے لاکھوں روپے رشوت لیکر تعلیمی اداروں میں بطور استاد بھرتی کیا گیا تھا۔ بہت سارے لوگ جعلی اسناد کے ذریعہ بھرتی ہوئے تھے اور دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ زنی کرتے رہے۔ طرفہ تماشا یہ کہ ایک سابق حکومت نے بعض اضلاع مثلاً پشاور، نوشہرہ اور چارسدہ میں اتنے تعداد میں اساتذہ بھرتی کئے تھے کہ تقریباً تین ہزار اساتذہ مذکورہ اضلاع میں سرپلس ہو گئے۔ وہ گھر بیٹھ کر حکومت سے تنخواہ وصول کرتے رہے۔ یوں ان حکمرانوں نے بچوں کا مستقبل تباہ کرکے اپنے ووٹروں کو خوش کیا، یا ان سے بھرتی کا معاوضہ لیکر حکومت پر ایک اضافی بوجھ ڈال دیا۔ ایسے تکلیف دہ اور غیر یقینی صورتحال میں ہم نے صبر واستقامت سے ان حالات کا مقابلہ کرکے اساتذہ کی تقرری کے فرسودہ نظام کو ختم کیا اور خالصتاً ایک نیا صاف وشفاف نظام متعارف کروایا جس میں اساتذہ کی تقرری خالصتاً اس کی قابلیت اور صلاحیتوں کی بنیاد پر تھی۔ ان تینوں اضلاع میں سرپلس اساتذہ کو بھی ایڈجسٹ کیا اور اس کیلئے ایسا طریقہ کار وضع کیا جس میں نہ کسی کی سفارش کی گنجائش ہو اور نہ کسی کو رشوت لینا دینا ہو اور ایک ایسا طریقہ کار ہو کہ اگر کسی کیساتھ بے انصافی ہو جائے کہ اس میں قابلیت ہونے کے باوجود اس کو اپنے حق سے محروم رکھا گیا ہو تو وہ انصاف ملنے کیلئے عدالت کا دروازہ بھی کھٹکھٹا سکے نہ کہ ایک جاہل آدمی کو استاد بھرتی کرکے پورے نسل کے مستقبل کو تباہ کیا جائے۔ اس لئے ہم نے وہ تمام چور دروازے بند کیے جس سے کہیں بھی میرٹ کے خلاف ورزی ہو یا کسی حقدار کی حق تلفی ہو۔

سابقہ ادوار میں بھرتی کا مشکل طریقہ کار:

سابقہ حکومتوں میں استاذ کی بھرتی کا طریقہ کار کچھ اس نوعیت کا تھا کہ اس میں رشوت، اقرباء پروری، سفارشوں کے ذریعہ بھرتی کی گئی۔ حکومت بھرتی کا اشتہار مشتہر کر دیتی اور ہزاروں لوگ درخواستیں دیتے۔ درخواستوں کی سکروٹنی اور شارٹ لسٹنگ پر کافی وقت صرف ہوتا، پھر تحریری ٹیسٹ ہوتا جس کے مخصوص نمبرات ہوتے۔ پھر انٹرویوز ہوتے جس کے بھی مخصوص نمبر 5 یا 10 ہوتے۔ تحریری امتحان میں کسی کو پاس کرنا، مطلوبہ نمبرات دینا ایک مبہم اور مشکوک طریقہ کار تھا۔ اسطرح انٹرویوز میں مخصوص نمبرات دیکر رشوت، اقرباء پروری اور سفارش کے نئی نئی راہیں کھل جاتی تھیں۔ حکومتی نمائندے و اہلکار ڈائریکٹر یا سیکرٹری تعلیم وغیرہ کو اپنی لسٹ تھما کر اپنی مرضی کے مطابق لوگوں کو بھرتی کرواتے۔ اس تمام عمل کے دوران تعلیمی ادارے اساتذہ کی بھرتی کے اس طویل عمل کی وجہ سے سالہا سال خالی پڑے رہتے اور جو بھرتی ہوتے، وہ نااہل ہونے کی وجہ سے بچوں کی زندگی تباہ کر دیتے اور یوں سرکاری تعلیمی ادارے روز بروز زبوں حالی کا شکار ہوتے رہے اور عوام کا اعتماد ان سے اٹھتا جا رہا تھا۔ اساتذہ میں بعض انتہائی قابل اور ذہین بھی ہوتے اور انہیں پڑھائی سے شغف اور بچوں سے ہمدردی ہوتی۔ چنانچہ ان کے مضمون میں بچے نمایاں پوزیشن حاصل کرتے لیکن وہ اساتذہ آٹے میں نمک کے برابر تھے۔

لطیفہ:.....لطیفہ کے طور پر ایک بات عرض کرتا ہوں کہ میں، محترم ملک ظفر اعظم صاحب سابق وزیر قانون و پارلیمانی امور اور محترم سردار ادریس صاحب سابق وزیر بلدیات کے ہمراہ درگئی ضلع ملاکنڈ کے دورہ پر تھے، درگئی میں ایک ہائی سکول کے معائنہ کے دوران ہم تینوں وزراء سکول کے مختلف کلاسوں کا معائنہ کرکے جماعت دہم کے ایک کلاس میں گئے۔ اُستاد کلاس روم میں موجود تھا۔ ان سے استفسار پر معلوم ہوا کہ اردو کا پیریڈ ہے، اس وقت استاد محترم لڑکوں کو ایک غزل کی تشریح کر رہے تھے، ہم نے پڑھے ہوئے اسباق میں ایک غزل کے ایک شعر کا مطلب پوچھا۔ جس میں شاعر کہتا ہے:

اَشک آنکھوں میں کب نہیں آتا
لہو آتا ہے جب نہیں آتا

مجھے یاد پڑتا ہے کہ کئی طلباء سے ہم نے کلاس روم میں اس کی تشریح اور مفہوم کے بارے میں پوچھا۔ پورے کلاس میں ایک بچہ بھی ایسا نہ تھا جو شعر کا مفہوم بتا دے۔ ملک ظفر اعظم نے اُستاد سے پوچھا کہ آپ مطلب بیان کر دیں، میں نے ملک صاحب سے کہا کہ استاد کا حال تو معلوم ہو گیا، یوں ان کو اب مزید شرمندہ کرنا نامناسب بات ہے لیکن وہ نہ مانے۔ اور اُستاد سے پوچھنے پر اصرار کیا۔ استاد بیچارہ جب لڑکھڑاتی زبان سے گویا ہوئے تو انہوں نے کہا کہ شاعر کہتا ہے کہ مجھے افسوس اس لئے نہیں آتا کہ میری آنکھیں.....اس کے بعد اس کے حواس پر مکمل خاموشی طاری ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ یہ افسوس کا معنی آپ نے اس شعر کے کونسے لفظ کا کیا؟ تو اس بیچارے نے کہا کہ یہ اشک کا معنی ہے۔ میں نے ایک آہ بھر کر استاد صاحب کو پُر درد لہجہ میں کہا کہ بس ہو گیا۔ آپ شاعر کی روح کو مزید نہ تڑپائیں۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہمارے سرکاری تعلیمی اداروں میں روز کا معمول ہیں۔ اگر ہمارے سکولوں کالجوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور قابل ترین لوگ ہوتے تو کیوں یہ جہالت ہمارا مقدر ہوتی۔

اساتذہ کی بھرتی اور نئے قواعد:

ان تمام حالات کا جائزہ لیکر اساتذہ کی صاف اور شفاف بھرتی کیلئے ایک ایسا طریقہ کار ہم نے وضع کیا جس میں میرٹ کی پامالی کا تصور مکمل طور پر ختم ہوا۔ اقرباء پروری، رشوت پر بھرتی، جعلی اسناد کے ذریعہ بھرتی کے تمام دروازے ہم نے بند کرکے اساتذہ کی بھرتی کا ایک ایسا مستحکم نظام قائم کیا، جس کو آنے والے کوئی بھی حکومت اپنے ذاتی مفادات کیلئے استعمال کر سکے نہ اس کو ختم کر سکے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے بعد کی حکومت اور موجودہ حکومت نے نہ صرف ان تمام قواعد کو ختم کیا بلکہ اپنے غیر قانونی کام اور کرپشن کیلئے نئے قوانین بنائے۔

پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی کمی اور اس کا حل:

مفت تعلیم اور مفت کتب جیسے انقلابی اقدامات کی وجہ سے سکولوں میں طلباء وطالبات کی تعداد Enrolment ہر سال 5% سے لیکر 10% تک بڑھتا گیا جس کی وجہ سے نئے سکولوں، کلاس رومز خاص کر لڑکیوں کیلئے مزید اساتذہ اور سٹاف بھرتی کرنے کی ضرورت بڑھتی رہی۔ پرائمری سکولوں میں لڑکوں کی تعداد 16 لاکھ جبکہ لڑکیوں کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ چکی۔ مڈل سکولوں میں طلباء کی تعداد و نسبت کو کم کرکے کم از کم 40% (یعنی 40 طلباء، طالبات کیلئے ایک اُستاد یا اُستانی ہو) کی سطح پر لے آئے، جس کیلئے ہمیں ہزاروں نئی آسامیوں کی ضرورت تھی۔ صوبائی حکومت اگرچہ تعلیم کیلئے پچھلے ادوار کی نسبت کئی گنا زیادہ بجٹ 22% مختص کر چکی تھی لیکن پھر بھی انتہائی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ ہم نے 2005-06ء میں محکمہ فنانس سے بمشکل 4000 نئی آسامیاں منظور کروائیں۔ جبکہ 2006-07ء میں تین ہزار نئی آسامیاں منظور کیں اور حکومت کے آخری سال یہ تعداد 13000 نئی آسامیوں کی منظوری



تک پہنچ گئی جس کی نظیر پاکستان کے تاریخ میں نہیں ملتی۔

نئی آسامیوں کے ساتھ خالی پوسٹوں پر بھی تعیناتی ہوتی رہی۔ 2004ء تک ہم 22880 اساتذہ بھرتی کر چکے تھے اور 08-2007ء تک مختلف درجات کے کل بھرتی شدہ اساتذہ کی تعداد 45000 ہزار تک پہنچ چکی تھی جو اس صوبے میں ایک بہت بڑے ہدف کا حصول تھا۔ اس انقلابی اقدام سے کوئی بھی سکول استاد کے بغیر نہ رہا۔

پرائمری اساتذہ کی تعیناتی نئے قواعد کے تحت:

اساتذہ کی تقرری کا طریقہ کار غیر موزوں اور غیر ضروری طور پر لمبا تھا۔ نئے قواعد کے تحت ہم نے ایک مہینہ کے اندر تعیناتی کو ممکن بنانے کی کوشش کی۔ ایک بڑی مشکل یہ تھی کہ اساتذہ کو ان کی تھوڑی سی تنخواہوں کے ساتھ اپنے گھروں سے دور ملازمت میں دلچسپی کو یقینی بنایا جائے۔ خاص کر خواتین کے حوالہ سے یہ معاملہ اور بھی زیادہ گھمبیر تھا کیونکہ پُرانے قواعد کے تحت ضلعی سطح پر لیاقت کی بنیاد پر بھرتی شدہ زیادہ قابلیت والے اساتذہ زیادہ تر شہری علاقوں سے آئے تھے اور وہ ضلع کے دیہی علاقوں میں جانے سے کتراتے تھے۔ اس لئے وہ ہر وقت انتظامیہ کے ساتھ جوڑ توڑ میں مصروف رہتے جس کی وجہ سے سکولوں میں اساتذہ کی تقسیم کی معقولیت متاثر ہوئی تھی۔

ہماری حکومت نے حالات کی مناسبت سے پرائمری اساتذہ کی بھرتی کے قواعد کو بہتر بنانے کا فیصلہ کیا۔ نئے قواعد کے تحت 75 فیصد پرائمری سکول ٹیچرز (PST) یونین کونسل سے میرٹ کی بنیاد پر اور 25% ضلع کی سطح پر میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کئے جانے لگے۔ نیز بھرتی کے لئے قابلیت کی نزولی ترتیب میں ایک ترجیحی نقشہ بنایا گیا۔ تاکہ دور دراز علاقوں میں اساتذہ خاص طور پر خواتین معلمات کی تعیناتی اور حاضری کو یقینی بنایا جاسکے۔ یعنی دور دراز علاقوں میں خواتین معلمات کی تعیناتی کے قوانین میں خصوصی نرمی کی گئی جس کا تذکرہ خواتین کے لئے تعلیمی اقدامات کے سلسلہ میں گزر چکا ہے۔

ان نئے قواعد کے تحت 75% اساتذہ کو اپنے یونین کونسل میں گھر کے قریب روزگار ملنے کیساتھ سکول میں اس کی حاضری بھی یقینی ہونے لگی۔ جس کے مثبت اثرات سامنے آئے اور دور دراز یا مثلاً پہاڑی علاقوں کے اساتذہ کیلئے ایک ہزار روپے اضافی الاونس ترغیبی طور پر مقرر کیا جس سے سکولوں میں اساتذہ کی حاضری یقینی بنانے میں مدد ملی۔

مڈل وہائی سکولز میں تعیناتی کے نئے قواعد:

مڈل اور سیکنڈری سکولوں میں اساتذہ کی بھرتی میں بڑی مشکلات کا سامنا تھا یہ بھرتیاں زون کی بنیاد پر ہوئی۔ SET کے علاوہ دیگر درجات مثلاً A.T D.M C.T وغیرہ کی بھرتی ضلعی سطح پر جبکہ SET کی زون کی سطح پر اور پھر پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے پُر کی جاتی تھی۔

اس سلسلہ میں نہ صرف زون کی بنیاد پر میرٹ لسٹ بنانا ایک طویل المدت مسئلہ تھا بلکہ ایسے اساتذہ کو پسماندہ علاقوں میں بھرتی کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا۔ اس کے علاوہ چترال اور کوہستان جیسے ضلعوں کے سند یافتہ اساتذہ کو زونل مقابلہ میں آجانے کی وجہ سے بھرتی ہونا مشکل تھا جبکہ سکول میں SET اُستاد کا نہ ہونا بچوں کے تعلیمی حیثیت تباہ کرنے کے مترادف ہے، کیونکہ اگر سکول میں مثلاً سائنس ٹیچر نہیں ہے تو بچوں کا مستقبل تو تباہ ہوگیا۔ اس مسئلے کا ایک حل تو یہ تھا کہ اسمبلی ایکٹ کے ذریعہ رولز میں ترمیم کی جاتی ہے، جس کیلئے ہم نے بنیادی ہوم ورک شروع کیا اور دوسرا یہ کہ فوری طور پر صوبہ بھر کے تمام سیکنڈری سکولوں میں اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ایمرجنسی بنیادوں پر بھرتی شروع کی۔

آن لائن اور میرٹ پر اساتذہ کی بھرتی:

صوبہ میں پہلے سے موجود تکلیف دہ اور لمبے طریقہ کار کے بجائے ہم نے خالصۃً میرٹ پر اساتذہ کی بھرتی کو یقینی بنانے کیلئے چند اقدامات اٹھائے:

۱)۔ انٹرویوز کو مکمل طور پر ختم کردیا گیا اور اس کے نمبرات بھی ختم کردیئے گئے۔

۲)۔ تحریری امتحان کے کوئی نمبر مقرر نہیں کئے۔

۳)۔ تدریسی استعداد کی بنیاد پر میرٹ لسٹ بنائے گئے۔

۴)۔ T.T، A.T کے پوسٹوں کیلئے وفاق المدارس العربیہ یا پانچ وفاقوں میں کسی بھی وفاق کا سند یافتہ ہو۔

۵)۔ ہر امیدوار اپنا بائیو ڈیٹا ضلعی ڈیٹا بیس میں تیار رکھیں تاکہ ضرورت پڑنے پر اس کو تحریری امتحان کیلئے بلایا جاسکے۔

ہم نے بچوں کے روشن مستقبل اور معیاری تعلیم دینے کی خاطر میرٹ سے انحراف کے تمام دروازے مکمل طور پر بند کر دیئے تاکہ بلا امتیاز قابل اور ذہین اساتذہ کرام تعلیمی اداروں میں بھرتی ہو کر بچوں کا مستقبل روشن کریں۔ کم از کم تعلیم جیسے اہم مقصد کے حصول کو اقرباء پروری، رشوت کے ذریعہ بھرتی اور سفارش کے تمام راستے مسدود کر کے صوبہ میں ایک انقلابی قدم اٹھایا۔ انٹرویوز میں پسند ناپسند کی بنیاد پر یا تحریری امتحانات کے نمبرات کی آڑ لیکر اے ٹی اور ٹی ٹی تین چار سو روپے پر کسی مدرسہ کا سند لیکر بھرتی ہوئے تھے۔ انصاف اور عدل کے تقاضے پورا کر کے ہم نے حقدار کو اپنا حق دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے نئے اور پُرانے پوسٹس پر تقریباً 45 ہزار سے زائد اساتذہ پانچ سالہ دور حکومت میں بھرتی کئے۔ لیکن ہماری حکومت میں بھرتی کے عمل میں کسی ایک بے قاعدگی کی نشاندہی نہیں کی جاسکی۔ اسمبلی کے فلور پر میں نے اعلان کیا کہ صوبہ بھر میں اگر کسی ایک بھی بھرتی میں میرٹ کی خلاف ورزی ہوئی ہو تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور حکومت میں میرٹ کی بالادستی کا اعتراف اپوزیشن ارکان کی لیڈرشپ نے اسمبلی کے فلور پر بھی کیا جو اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ ہے۔

آن لائن اور فوری بھرتی:

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہم نے آن لائن بھرتی کا اعلان کیا اور اس کیلئے طریقہ کار وضع کیا۔ اس طریقہ کار سے میرٹ کی بالادستی پر مہر ثبت ہوئی کہ ایک امیدوار اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے تدریسی استعداد کے مطابق آن لائن اپلائی کرے اگر وہ مستحق ہے تو ضرور بھرتی ہوگا اگر مستحق نہیں تو کسی بھی طریقہ سے وہ موجودہ پوزیشن میں بھرتی کے قابل نہیں۔

اس سے امیدواروں اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چونکہ قانونی پیچیدگیوں اور پھر پبلک سروس کمیشن کے اختیارات کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے بھرتی میں مشکلات تھیں تو ہم نے کنٹریکٹ بنیادوں پر آن لائن بھرتی کا اعلان کیا۔ چونکہ SET کیطرح S.S کی بھی انتہائی کمی تھی تو ہم نے دونوں کے بھرتی کا اشتہار دیا۔ یہ ناممکن سی بات لگتی ہے کہ سالہا سال تک SET اور S.S بھرتی ہی نہیں ہوئے جبکہ ہم نے ایک مہینہ کے اندر اندر 2500 سے زیادہ SET اور S.S پر خواتین کے بھرتی کا عمل مکمل کر کے صوبہ بھر کی تمام خالی پوسٹوں پر فوری تعیناتی کی۔ جس سے کوئی بھی سکول کسی متعلقہ مضمون کے اُستاد سے خالی نہ رہا۔ اس اقدام کے خلاف بعض پرانے اساتذہ یا SET کے امیدوار عدالت میں بھی گئے۔ عدالت نے ان کو Stay دیا۔ بالآخر ۹ جولائی 2007ء کو عدالتی Stay ختم ہوگیا اور یوں بالآخر تمام سکولوں میں اساتذہ کی کمی کی شکایت ختم ہوگئی۔ (جاری ہے)

بقیہ: قائد جمعیۃ مدظلہ کا ڈیرہ میں خطاب

آپ کو کوئی دوسری شاہراہ مہیا نہیں کر سکتی، جتنا یہ مہیا کر رہی ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ اکانومک کوریڈور ہے، اس کا مقصد تجارتی ہے تو تجارتی وسائل آپ کو کہاں سے ملیں گے؟ ہم آپ کو تجارتی وسائل دینا چاہتے ہیں ہم نے چونکہ کام کیا تھا اور میں آپ حضرات کو مبارکباد بھی پیش کروں گا، آپ نے یہ تو ضرور سنا کہ کرک اور گرگری میں گیس کے ذخائر ہیں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی اگر گیس آ رہی ہے لیکن اس وقت جو نئے ذخائر دریافت ہو رہے ہیں اور جس کے نقشے ہمیں مہیا کئے گئے ہیں میں کوئی محض خبر کی بنیاد پر بات نہیں کر رہا، بلکہ محکمانہ طور پر جو نقشے ہمیں مہیا کئے گئے ہیں اس نقشے میں ڈیرہ اسماعیل خان گیس کے ذخائر کے حوالے سے A1، بنوں A2، لکی مروت A3 اور کرک جا کر B1 بن جاتا ہے اور پھر آپ درازندہ کی طرف جائیں، یہاں پر بھی ذخائر ہیں۔ اور ہم نے کہا کہ اگر آپ ایران کی سائیڈ پر نکلنا چاہتے ہیں تو سینڈک اور ریکوڈک، سونا چاندی کے اور تانبے کے ذخائر ہیں۔ لہٰذا ان تمام ذخائر تک باقیوں کی نسبت قریب ترین راستے کیلئے بھی شاہراہ زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

میں نے کہا کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ دہشت گردی کے بنیادی عوامل اور اس کی بنیادی وجہ غربت ہے تو اگر آپ کو ہمارے علاقے کے بارے میں شکایت ہے کہ یہاں پر دہشت گردی ہے، یہاں پر دہشت گرد لوگ رہتے ہیں تو پھر آپ یہاں کی اقتصاد کو اور بڑھائیں، یہاں اقتصادی مواقع مہیا کریں تاکہ یہاں کے لوگوں کے کاروبار چلیں اور یہ جو بھتہ خوری اور اغوا کاری کے دھندے ہیں یہ چھوٹ جائیں اور لوگ حلال کا کاروبار کر سکیں۔ تو یہ مواقع بھی اسی سے ہمیں دے سکتے ہیں۔ اب اس کی وجہ اقتصادی ہے اور آپ فوج کو استعمال کر رہے ہیں کہ مارو مارو قتل کرو۔ اور اس کا اصل جو علاج ہے اس کی طرف آپ جانے کیلئے تیار بھی نہیں۔ تو ہم کیسے کہیں کہ یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے۔ ہم پھر بھی یہی بات کہیں گے کہ یہ کوئی بین الاقوامی ایجنڈا ہے، جس کی تکمیل کیلئے آپ یہ سارا کچھ کر رہے ہیں۔

اب میں آپ سے دو باتیں کہہ کر مسئلے کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ پاک چائنہ اکنامک کوریڈور ایک سڑک کا نام نہیں، یہ کئی شاہراہوں کے مجموعے کا نام ہے۔ لہٰذا اگر کوئی راستہ پنجاب سے گزرتا ہے ہمیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں، اگر کوئی راستہ سندھ سے گزرتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر کوئی راستہ ہمارے صوبے سے گزرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اگر آپ وہ راستہ تبدیل کریں گے یا اس کو موخر کریں گے تو اس پر ہمیں اعتراض ہوگا۔ ہم اپنے حق کی بات کر رہے ہیں، ہم دوسروں کے حق کو نہیں مار رہے۔ دوسری بات جو حکومت ہمیں کہتی ہے کہ ہم نے یہ منصوبہ ترک نہیں کیا، ہم نے اس کو موخر کیا ہے اور اس کی مجبوری ہے کہ اس نے بننا ہے آٹھ دس سال میں، بارہ ساڑھے بارہ ارب ڈالر اس پر خرچ ہونے ہیں اور چائنہ کہتا ہے کہ جب گوادر بندرگاہ تیار ہے تو اسے فعال بنانے اور چالو کرنے میں آٹھ سال انتظار کیوں کریں؟ بات معقول ہے ان کی بھی۔ لہٰذا ہمیں جو گوادر سے کراچی روڈ جاتا ہے، اس پر پاکستان کے تاجروں کا اعتراض ہے کہ اگر ہم ایک دفعہ مال اتاریں گوادر میں اور چونکہ سڑک ہے نہیں، لہٰذا ہمیں سیدھا جانا پڑتا ہے ساحل کے کنارے کراچی تک۔ تو پھر کراچی میں ہی مال کیوں نہ منگوائیں۔ تو ان کو مجبوراً گوادر سے خضدار اور رتوڈیرو تک ایک لنک دیا جا رہا ہے تاکہ اس کو انڈس ہائی وے کیساتھ مربوط کیا جائے اور اس تجارتی راستے کو فعال کیا جائے۔ ہم نے کہا کہ یہ بات بھی اپنی جگہ پر ٹھیک ہے۔ لیکن آپ جو کہتے ہیں کہ آٹھ، دس سال لگیں گے اور ساڑھے بارہ ارب ڈالر لگیں گے اور چین انتظار نہیں کر رہا۔ تو میں نے کہا کہ پورے موٹروے پہ ایک ساتھ تو کام نہیں ہو رہا۔ ایک ٹکڑا تختہ اب پہ ہے وہاں آپ لوگ ایک چھوٹے سے سیکشن پہ کام کر رہے ہیں، ابھی آپ نے افتتاح کیا ہے، 60 کلو میٹر سیکشن حویلیاں کا آپ بنا رہے ہیں تو ڈیرہ اسماعیل خان کا سیکشن جو پورے خیبر پختونخوا کا مطالبہ ہے، کنڈل سے لے کر درابن تک یہ سو کلو میٹر بھی نہیں بنتا آپ آٹھ سال کی اور ساڑھے بارہ ارب کی بات کیوں کرتے ہیں؟ جس طرح حویلیاں پر آپ کا کام ہو رہا ہے، اسی طرح ایک مہینے کے اندر اندر آپ یہ کام شروع کر دیں تاکہ صوبہ مطمئن ہو جائے کہ یہ کوریڈور کا راستہ ہے اور حکومت اس میں سنجیدہ ہے ورنہ عوام مایوس ہو جائے گی، ذمہ داری آپ لوگوں پر آئے گی۔

اس حوالے سے چند روز پہلے پلاننگ کمیشن کیساتھ ہماری میٹنگ ہوئی۔ یہی سوالات ہم نے اٹھائے اور اس کا چیئرمین کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ ہم اس پہ Agree کرتے ہیں آپ کے ساتھ اور فوری طور پر اس کی فیزیبلٹی ہم بناتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہم اس پر کام شروع کرتے ہیں۔ لیکن میں یہاں چھوڑ نہیں رہا اس بات کو۔ میں آج پہلی مرتبہ آپ حضرات سے کہہ رہا ہوں کہ ان شاء اللہ مارچ میں خود جاؤں گا ارومچی (چین) اور میں خود وہاں چینیوں سے بات کروں گا۔ اور یہ بھی بتا دوں آپ کو کہ جب ہمیں یہ بتایا گیا کہ یہ معاملہ ذرا سنجیدہ ہو رہا ہے، ہم نے فوری اقدام کیا اور ہم نے صوبہ خیبر پختونخوا کی تمام پارٹیوں کے سینیٹرز اور ایم این ایز کی ایک آل پارٹیز میٹنگ رکھی۔ اس میں داعی تو اکرم خان درانی صاحب ہی تھے لیکن مشترکہ دعوت نامہ تیار کر لیا گیا اور امیر حیدر خان ہوتی کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا کہ ہم دو جماعتیں داعی بنتی ہیں، باقی سب کو ہم دعوت دیتے ہیں۔ تو سب شریک ہوئے، سب نے اس پہ اتفاق کیا کہ یہ ہمارا مشترکہ مفاد ہے، صوبے کا مفاد ہے اور اس کیلئے ہم سب لڑیں گے، یوں اتفاق رائے کیساتھ یہ سارا معاملہ چلا۔ بعد میں ایک پارٹی ہم سے نکل گئی خدا جانے کس مقصد کیلئے نکلی لیکن بہرحال انہوں نے ساتھ دینا چھوڑ دیا۔

آج صورتحال جب یہاں تک پہنچی کہ گزشتہ دنوں اے این پی کی دعوت پر ایک بار پھر آل پارٹیز ہوئی ہے، مجھ سے خود اسفندیار خان نے مشورہ کیا تھا کہ ہم یہ کرنا چاہتے ہیں، میری چونکہ یہاں پر اپنے حلقے میں مصروفیات تھیں مولانا عطاء الرحمٰن صاحب شریک ہوئے ہیں اور اس اجلاس میں پھر اتفاق رائے اس بات پر کیا گیا ہے کہ ہم اس کو تبدیل نہیں ہونے دیں گے اور نہ ہی اس کو موخر ہونے دیں گے اور مولانا عطاء الرحمٰن نے بریف بھی کیا ہے کہ جو ہماری گورنمنٹ سے بات ہوئی اور اس سے متعلق جو ہماری تجاویز تھیں کہ آپ سیکشن وائز جس طرح حویلیاں کو ترجیح دے رہے ہیں آپ ڈیرہ اسماعیل خان کے اس سیکشن کو بھی ترجیح دیں اور اس کی فیزیبلٹی بنائیں تو ان شاء اللہ العزیز اس حوالے سے بالکل ہمیں اطمینان ہے کہ یہ مقصد ہم حاصل کریں گے، اس کیلئے جدوجہد بھی کریں گے۔ اور اب تو اسلام آباد کا راستہ بھی سب کو معلوم ہے، چوہان صاحب نے کہا کہ ہم سب اسلام آباد جائیں گے۔ تو اس سے بھی ان شاء اللہ دریغ نہیں کریں گے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی مسائل ہیں، جس طرح یہاں چوہدری اشفاق صاحب نے بھی ذکر کیا تفصیل کیساتھ لفٹ کینال کا بھی مسئلہ ہے، بجلی کے گریڈ سٹیشن کا مسئلہ



اور اسی طریقے سے گول زام ابھی مکمل طور پر آپریٹ نہیں ہو رہا ہے، کچھ رکاوٹیں راستے میں ہیں ان کو حل نہیں کیا جا رہا۔ بجلی کی پیداوار کیلئے بھی اس کے اندر گنجائش ہے۔ فلڈ کنٹرول، زراعت اور بجلی کی پیداوار یہ تین مقاصد اس کیساتھ وابستہ ہیں ہمارے اپنے علاقے میں اتنے وسائل ہیں ہمارے پاس کہ ہم اپنے علاقوں کو بجلی کے حوالے سے خود کفیل بنا سکتے ہیں، لیکن بدقسمتی سے ملکی وسائل پسماندہ علاقوں کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ تو اس کیلئے ہمیں باہمی اتفاق کا مظاہرہ کرنا ہوگا، یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ یکجہتی بہت بڑی قوت ہے کہ اس سے ہم بہت بڑے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں، یہ ہمارے سب کے مشترکہ مفادات ہیں، اس میں کسی ایک پارٹی کا معاملہ نہیں ہوتا۔

جب پہلے یہاں ایک فنکشن ہوا تھا رجب اختر علی صاحب وغیرہ اس میں شریک تھے، صرف تاجران کے ساتھ میری ملاقات تھی اسمیں بھی لفٹ کینال کی بات ہوئی تھی اب اس میں صرف اور صرف اس کیلئے فنڈ مختص کرنا اور اس کا افتتاح کرنا باقی ہے، اس کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ اب خدا کرے وزیراعظم کے پاس اتنا وقت بن جائے کہ وہ ایک دفعہ تشریف لائیں، یہاں اگر تشریف نہیں لا سکتے تو وہیں اسلام آباد میں افتتاح کر لیں، لیکن افتتاح کریں تو سہی۔ کیونکہ اعلانات اور جلسوں سے تو سکیمیں نہیں بنتیں۔ جب کیپٹن صفدر کے ہمراہ گوادر کاشغر روٹ کا فضائی جائزہ لینے کیلئے ہم ہیلی کاپٹر میں آ رہے تھے تو میں نے ان سے کہا کہ دیکھیں ایک نہر جاری ہے اب نہر کے ایک طرف آپ دیکھ لیں لہلہاتے ہوئے کھیت ہیں اور اس کی دوسری جانب دور دور تک صحراء ہے کچھ بھی اس میں نہیں اگ رہا اور یہ لوگ گزارہ کر رہے ہیں اس علاقے میں۔ تو یہ بالکل تفاوت ہے، ایک گاؤں جو اس کنارے پر ہے اس کی زمینیں خشک ہیں اور اُس کنارے پر جو گاؤں ہے وہ سرسبز ہے۔ یہ جو لوگوں کے ذہنوں پر جو ایک بوجھ ہوتا ہے کہ کیوں میں ایک ہی علاقے کا ایک ہی دیب کا رہائشی ہوں، یہ اس کا گاؤں ہے سرسبز و شاداب اور نہر کے دوسری طرف میرا گاؤں ہے، خشک و بیابان۔ یہ جو احساس پیدا ہوتا ہے محرومی کا، اس سے ایک کرب پیدا ہوتا ہے اور اس کرب کا ہمیں نوٹس لینا چاہیے کہ ہم عام پبلک کے کرب کو کسطرح دور کر سکتے ہیں۔ تو ان تمام چیزوں کی ہم پیروی کر رہے ہیں اور پیروی جاری رہے گی، ان شاء اللہ۔ پسماندہ علاقہ ہے ابھی اس کا بہت سفر باقی ہے، بہت تھوڑا سفر ہم نے کیا ہے لیکن اس پہ مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ مارجنل بند کا جو مسئلہ ہے یہ میرے نوٹس میں ہے اور آپ نے جتنی چیزیں لکھی ہوئی ہیں میں نے گنی ہیں، آٹھ چیزیں بنتی ہیں اور اس میں ایک آپ نے نہیں لکھی جو میں نے خود اس کو نمبر دیا ہے۔ وہ مسئلہ ڈیرہ اسماعیل خان کے سیوریج سسٹم کا ہے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آپ ڈیرے والے جو ہیں، آپ مانیں گے تو نہیں، اگر ہم کہیں گے بھی، پھر بھی مانیں گے تو آپ نہیں۔ میں نے کل ایک تعزیت کیلئے شہر آنا تھا تو رات کے وقت آیا کیونکہ میں نے کہا کہ اگر دن کے وقت اگر بازار میں گئے تو تین چار گاڑیوں سے بازار جام ہو جائے گا۔ آپ کی ہر دکان چاروں بڑے بازاروں کی تقریباً چالیس فٹ لمبی ہے، اوپر ماڑیاں بنی ہوئی ہیں اور تیس فٹ سے تو کوئی دکان کم نہیں ہے۔ اگر ہر دکاندار قربانی دے دے اور دس دس فٹ ہم دکان کاٹ دیں تو 20 فٹ آپ کے بازار چوڑے ہو جائیں گے۔ یہ ساری چیزیں ہماری مدنظر ہیں اور میں نے پہلے بھی رجب اختر صاحب کو کہا تھا کہ ٹیم آئی تھے ڈیرہ میں اس بات کو جانچنے کیلئے کہ ڈیرہ کا سیوریج سسٹم کیا ہونا چاہیے، صفائی نہیں ہے شہر کی۔ اگر بڑا ایک ڈرین اس شہر کو دینا ہے تو اس کی جیوگرافی کرنا ہو گی۔ ٹیکنیکل جیوگرافی کرنی ہے کہ کس علاقے کا پانی کہاں جائے اور پھر اس کو کہاں سے نکاس دیا جائے۔ تو ممکن ہے کہ کوئی ایسا محلہ بھی آ جائے کہ اس کے بہت سے گھر ہمیں گرانے پڑیں اور ان کو پھر ہمیں شہر سے باہر پلاٹ دینے ہوں گے۔

ملکی ماحول میں بہت سی مشکلات آ جاتی ہیں اور اس میں ہماری پوری گورنمنٹ مصروف ہو جاتی ہے، سیاسی پارٹیاں مصروف ہو جاتی ہیں تو عوام کے مسائل پس منظر میں چلے جاتے ہیں۔ اس کیلئے بھی دعا کریں کہ اللہ پاک ہمیں مسائل و مشکلات سے بچائے اور امن و آشتی کے ماحول کی طرف اس ملک کو لے جائے۔ چائنیز کو بھی کہیں یہ کہا گیا تھا کہ یہاں تو امن نہیں ہے۔ تو میں نے کہا کہ جو علاقہ ہم آپ کو دے رہے ہیں یہ سب سے زیادہ پرامن ہے۔ یہ اسلام آباد سے بھی زیادہ پرامن ہے لیکن یہ جو آپ کہتے ہیں کہ یہ علاقہ پرامن نہیں ہے ذرا ان سے پوچھو تو سہی کہ پنجاب کا گورنر کہاں قتل ہوا؟ پنجاب کے گورنر کا بیٹا کہاں سے اغوا ہوا؟ وزیراعظم کا بیٹا کہاں سے اغوا ہوا؟ چیف جسٹس کا بھتیجا کہاں سے اغوا ہوا؟ پنجاب کا ایم پی اے کہاں سے اغوا ہوا؟ یہ بلوچستان اور سندھ کے جن راستوں سے آپ جائیں گے کیا ان راستوں میں روزانہ گیس پائپ لائن نہیں اڑتے؟ ڈکیتیاں نہیں ہوتیں؟ آپ کو صرف ایک ہی علاقہ بتایا جا رہا ہے کہ یہاں طالبان ہیں، اگر طالبان مسئلہ ہے تو وہ پھر صرف ایک علاقے کیلئے نہیں وہ ملک کے دوسرے حصوں کیلئے بھی ہے لیکن ہم نے اس کو سامنے رکھ کر فیصلے نہیں کرنے ہوتے، ہم نے خود اعتمادی کیساتھ فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ پورے ملک اور اس خطے کو اٹھانا اور اس کو ترقی کی راہ پر لے جانا اس کو مدنظر رکھ کر ہم نے فیصلے کرنے ہوتے ہیں ہم نے چائنیز کو کہا کہ آپ مطمئن رہیں یہ علاقہ سب سے زیادہ پرامن علاقہ ہے۔ یہ تو آپ نے دیکھا کہ انہوں نے گوادر سنبھالا یا گول زام پر کام شروع کیا تو ان کے انجینئرز اغواء اور قتل کر دیئے گئے، لیکن کوہستان، گلگت میں ان کے انجینئرز اغواء کر لئے گئے اور ہم نے ہر ایسے موقع پر ان کے انجینئرز کی بازیابی میں ان کی مدد کی۔ کیونکہ وہ ہمارے ملک کی ترقی کیلئے کوشش کرتے ہیں تو پھر ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے، چین کو ہم اپنا ایک دوست ملک تصور کرتے ہیں۔

مجھے کسی نے کہا کہ جب امریکہ آپ کے ملک کو پیسے دے گا اور آپ ان کی غلامی میں وقت گزاریں گے تو غلامی تو کرنی پڑے گی۔ تو میں نے کہا کہ اگر یہی نسبت ہے تو ہمارے لئے چین بھی وہی نسبت رکھتا ہے اس کا جغرافیہ اتنا بڑا کہ ہماری کوئی مناسبت ہی نہیں اس کی اکانومی، اس کی فوجی قوت کے ساتھ کس شعبے میں ہم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن آج گلی میں جا کر کسی بچے سے پوچھیں تو وہ آپ کو خود جواب دے گا کہ چین ہمارا دوست ملک ہے اور امریکہ کے بارے میں پوچھیں گے تو کہے گا کہ ہم امریکہ کے غلام ہیں۔ غلامی کا تصور امریکہ کے حوالے سے کیوں اور دوستی کا تصور چین کے حوالے سے کیوں؟ اس کا تعلق رویئوں کیساتھ ہوتا ہے، امریکہ اور مغربی دنیا کا جو رویہ ہمارے ساتھ ہے وہ ہزار ہمیں پیسے دے، وہ اس تصور کیساتھ دیتا ہے کہ یہ ہمارے غلام ہیں۔ لیکن چائنہ اس تصور سے ہمیں پیسے نہیں دے رہا، وہ خطے میں ایک دوستانہ ماحول بناتا ہے، وہ کسی کے ساتھ لڑائی نہیں چاہتا۔ اپنے تمام دوستوں کے ساتھ دوستانہ ماحول چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس خطے کو رو بہ ترقی فرمائے اور ہمارے غریب لوگوں کو اللہ تعالیٰ خوشحالی سے نواز دے، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

آج کا ڈیرہ اسماعیل خان

تحریر: چوہدری محمد اشفاق ایڈووکیٹ سابق کنوینئر ضلع کونسل ڈیرہ اسمٰعیل خان

بڑوں سے کہاوت سنتے آئے ہیں کہ: ڈیرے وال آئیاں دے ہین اُتے جائیاں دے نہیں،، گزشتہ جمعرات 19 فروری 2015ء ایک بیٹھک بلانے کا موقع ملا، جس میں میرا مشاہدہ مذکورہ بالا کہاوت کے برعکس ثابت ہوا۔ اس اکٹھ کا مقصد خالصتاً ڈیرہ کی مٹی سے محبت رکھنے والوں کا اکٹھ تھا، جس میں بلاامتیاز تفریق سیاسی و مذہبی فرقہ بندی کے عمائدین شہر اور سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے صاحب الرائے افراد کو بندہ نے بذات خود شرکت کی دعوت دی۔

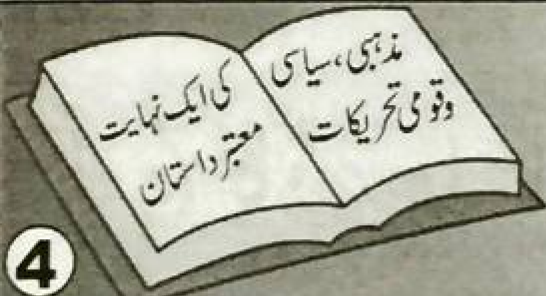
اس محفل کا ٹاپ ایشو ڈیرہ کے بھاگ کو عروج بام پہنچانے والے بین الاقوامی شاہراہ گوادر کاشغر روٹ کے حوالے سے پائے جانے والا ابہام تھا جس کا تدارک بروقت اور از حد ضروری تھا۔ جبکہ اس کے ساتھ ساتھ ڈیرہ کے عوام کو درپیش دیگر اہم مسائل جن میں لفٹ کینال، قدرتی گیس، واپڈا کے حوالے سے درپیش مسائل، سیوریج سسٹم، دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر گائیڈ بند کی تعمیر، پی آئی اے، ایجوکیشن، صحت، زراعت کے متعلق مسائل زیر بحث رہے۔ ابتدائیہ میں میری کوشش یہی رہی کہ ڈیرہ کے حقوق کے حوالے سے یہ بیٹھک اپنی جامعیت برقرار رکھے۔ اسکے شرکاء میں سے میری دعوت پر ڈیرہ سے منتخب ممبر قومی اسمبلی اور قومی سیاست کے موثر کردار قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی شرکت اہم اور اس محفل کی جان تھی۔ ان کے ساتھ ساتھ مرکزی انجمن تاجران اور وفاق میں مسند اقتدار پر متمکن سیاسی جماعت پاکستان مسلم لیگ ن کے صوبائی نائب صدر راجہ اختر علی، ضلعی صدر ملک ریحان ایڈوکیٹ، جنرل سیکرٹری چوہدری محمد ریاض ایڈوکیٹ، پاکستان پیپلز پارٹی کے سابق ایم پی اے نوابزادہ مظہر جمیل خان علی زئی، صوبائی بار کونسل کے ڈیرہ بار سے منتخب ممبر سردار حشمت نواز خان سدوزئی ایڈوکیٹ، جنرل سیکرٹری ڈسٹرکٹ بار کونسل انعام اللہ خان تاتار ایڈوکیٹ، جماعت اسلامی کے ضلعی رہنماء اور آل پارٹیز کے ممبر زاہد محب اللہ خان ایڈوکیٹ، جماعۃ الدعوۃ کے ضلعی مسئول عتیق الرحمٰن چوہان، تاجر رہنماء اور سماجی ورکر چوہدری جمیل، مرکزی انجمن تاجران کے نمائندہ اور معروف صحافی سہیل احمد اعظمی، سابق نائب ضلع ناظم اور ایوان زراعت کے ضلعی صدر ملک حاجی عبدالرشید دھپ، جنرل سیکرٹری ملک اقبال کھر، پاکستان ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے ضلعی صدر ڈاکٹر فاروق بھٹی، سینئر نائب صدر PDA ڈاکٹر محمود جان، سابق امیدوار صوبائی اسمبلی ڈاکٹر طارق محمود، عوامی نیشنل پارٹی کے ضلعی رہنماء اور سابق صدر ڈسٹرکٹ بار کونسل شہاب خان ایڈوکیٹ، سینئر قانون دان جمال عبدالناصر ایڈوکیٹ، ملک اسد ایڈوکیٹ، شیخ عمران ایڈوکیٹ ملک ہدایت اتراء ایڈوکیٹ، چوہدری محمد اسحاق ایڈوکیٹ، محمد مشتاق چوہدری ایڈوکیٹ، سابق ناظمین ضلع کونسل ملک عمران پی بن، شیخ احمد علی، سردار امتیاز خان بلوچ، شاہد خان بھائیرہ، افتخار احمد خان بارکزئی، ملک مشتاق ڈار، ملک ایاز چھینہ، ڈاکٹر بلال ڈمرہ، سابق ایم پی ایز عبدالحلیم خان قصوریہ، نوابزادہ طاہر بن یامین، جماعت اہلسنت کے صاحبزادہ عالم فاروقی، ممتاز ماہر تعلیم محمد شعیب گنگوہی، جیو نیوز کے سعید اللہ خان مروت، پی ٹی وی کے محمد لیسین خان، آج ٹی وی کے نوید سلطان، سینئر قبائلی صحافی سیلاب خان محسود، روزنامہ اوصاف کے محمد فضل الرحمٰن، صدائے حق کے چیف ایڈیٹر چوہدری محمد اصغر، ایڈیٹر ابوالمعظم ترابی، روزنامہ اعتدال کے محمد عثمان غنی اسراء، سماء ٹی وی کے احمد نواز مغل، جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی جنرل سیکرٹری روزنامہ خبریں کے نمائندہ و صدر ڈیرہ پریس کلب احمد خان کامرانی، سماجی و سیاسی شخصیت حافظ امداد اللہ آف پوٹہ، ملک محمد رمضان، سابق خطیب گومل یونیورسٹی ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری، تحریک خاکسار کے صوبائی رہنما میاں اللہ دتہ ساجد سمیت دیگر کئی معزز افراد بھی شریک ہوئے۔

مندوبین کی شرکت یہاں زیر بحث مسائل میں سے خصوصی طور پر گوادر کاشغر شاہراہ کی ڈیرہ سے ہو کر گزرنے کے مسئلے پر سنجیدگی اہمیت سے خالی نہ تھی۔ ان شرکاء کی نمائندگی کرتے ہوئے جن معززین نے اظہار خیال کیا انہوں نے بھی اپنے اظہار خیال میں ڈیرہ کے مسائل پر انتہائی مثبت انداز میں تجاویز پیش کیں اور منتخب ایم این اے قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن سے تقاضا بھی کیا کہ وہ ڈیرہ کے دیگر مسائل پر عمومی اور گوادر کاشغر شاہراہ کی تعمیر میں خصوصی دلچسپی لے کر وفاقی حکومت سے اس شاہراہ کے کنڈل درابن سیکشن پر کام فوری طور پر شروع کرانے میں کردار ادا کریں اور جہاں ہماری ضرورت ہو وہاں ہمیں حکم فرماویں۔

اس محفل کے آخر میں جس موثر انداز سے قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن نے اظہار خیال کیا، اس سے اس محفل میں موجود ہر شخص نے نہ صرف اطمنان کا اظہار کیا بلکہ بزبان حال مولانا فضل الرحمٰن کی گوادر کاشغر شاہراہ کے حوالے سے 1995ء سے اب تک کی کاوشوں کی تعریف کی۔ قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن کے خطاب کے ہر پہلو میں جہاں جامعیت تھی وہاں اس اہم مسئلے پر ان کی کوششیں بھی قابل ستائش تھیں۔ مولانا نے قومی سیاست میں موجودہ حالات کے تناظر سمیت پاک چائنہ تعلقات اور خطے میں امن و امان کی صورتحال پر بھی اس محفل سے معلومات شیئر کیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں چین کی دوستی کے حوالے سے پاکستانیوں کی سوچ کا نقشہ پیش کیا تو امریکہ کے آقا اور غلام کے تعلق کو بھی خوبصورت پیرائے میں پیش کر کے شرکاء سے داد و تحسین کے مستحق ٹھہرے جو کہ ان جیسی قیادت سے وابستہ توقعات کے عین مطابق تھا۔

میرے لئے مسرت قلب کی سب سے بڑی یہ بات رہی کہ تمام شرکاء نے اس محفل میں اپنی شرکت کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ ڈیرہ کی خوشحالی کے لئے اس قسم کی ہر محفل ہر بیٹھک میں شرکت کو اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہیں، ان کے یہ الفاظ میرے لئے نہایت قابل فخر ہیں۔ اس محفل میں یہ شعور بھی اجاگر ہوا کہ آج کا ڈیرہ حقیقی معنوں میں باصلاحیت اور تعمیری سوچ کی حامل قیادت کے ہاتھوں میں ہے اور اس سوچ کے ہوتے ہوئے دنیا کی کوئی طاقت ڈیرہ کو ترقی کی منازل طے کرنے سے قطعاً نہیں روک سکتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



یادوں کی سوغات

جے یو آئی کے سابق مرکزی ناظم جناب قاری شیر افضل خان اپنی کتاب زیست کے اوراق یوں پلٹتے ہیں

کراچی سینٹرل جیل میں چوہدری ظہور الٰہی صاحب ہمارے ساتھ رہے۔ ان کی A کلاس تھی اور ہم بہت سارے ساتھی جن میں ظہور الحسن بھوپالی مرحوم اور جماعت اسلامی کے منور حسن صاحب اور جے یو پی کے مفتی محمد حسین، پیر عبدالسبحان قادری بھی تھے۔ پیر عبدالسبحان قادری اور مفتی محمد حسین قادری کا اصرار تھا کہ نمازیں ہم دونوں ہی پڑھائیں گے۔ جبکہ شیخ الحدیث مولانا نور الہدیٰ، قاری عبدالباعث صدیقی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ میں نے مفتی محمد حسین قادری اور پیر عبدالسبحان قادری سے عرض کیا کہ چونکہ ہمارے ساتھ سبع عشرہ کے قاری عبدالباعث صاحب موجود ہیں، دو نمازیں ظہر اور عصر آپ دونوں پڑھائیں، مغرب، عشاء اور فجر یہ تین نمازیں قاری عبدالباعث صاحب پڑھائیں گے کیونکہ یہ قرآن اچھا پڑھتے ہیں۔ مفتی محمد حسین نے کہا کہ میں نے مفتی محمودؒ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی تو اب میں قاری عبدالباعث کے پیچھے نماز کیسے پڑھوں؟ میں نے ان کو جواب دیا کہ حکومت کا یہ پروپیگنڈہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو یہ اتحاد کیسے قائم کریں گے؟ اور ہمیں اس پروپیگنڈے کا جواب دینا ہے۔ مگر مفتی محمد حسین قادری کا اصرار تھا کہ نمازیں ہم ہی پڑھائیں گے۔ پھر ہم نے سید منور حسن اور ظہور الحسن بھوپالی کو ثالث مقرر کیا، جہاں مولانا نور الہدیٰ اور مولانا محمد رمضان کی بحث باقاعدہ ایک مناظرے کی شکل اختیار کر گئی۔ دونوں کے دلائل سننے کے بعد سید منور حسن اور ظہور الحسن بھوپالی نے فیصلہ کیا کہ مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں قاری عبدالباعث صدیقی صاحب پڑھائیں گے، اسکے جب تک ہم لوگ کراچی سینٹرل جیل میں رہے تو نمازیں اکٹھے ہی پڑھتے رہے۔

کراچی سینٹرل جیل میں جب میں پہلی مرتبہ پہنچا تو PPP کے کارکنوں کو قیدیوں کا لباس پہنایا گیا تھا اور فیکٹری میں ان سے کام لیا جاتا تھا۔ میں نے سپرنٹنڈنٹ جیل قاضی ممتاز صاحب سے بات کی کہ یہ PPP کے ارکان کے ساتھ ناروا سلوک ہے، یہ سیاسی قیدی ہیں، یہ سلوک بند کریں اور میں نے قیدیوں سے کہا کہ قیدیوں کے کپڑے اتار کے ایک جگہ اکٹھے کریں، ان کو ہم آگ لگاتے ہیں۔ ان کپڑوں کو ہم نے آگ لگائی اور جیل میں یوم سیاہ منانے کا اعلان کیا اور اخبارات کو بھی پیغام پہنچایا کہ ہم اس واقعہ پر یوم سیاہ منا رہے ہیں۔ پھر جیل انتظامیہ کمزور پڑی اور بات سننے کیلئے بھی رضامند ہوئی۔ میں نے قاضی ممتاز صاحب سے عرض کیا کہ عبدالرحیم بلوچ اور دیگر ساتھی نمازی ہیں، جس وارڈ میں ان کو رکھا گیا ہے وہاں ڈرم میں پانی ہوتا ہے اور ڈرم سے لوٹے کے ذریعے پانی نکالا جاتا ہے، جس سے کپڑے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں اور نماز بھی نہیں ہوتی۔ ان قیدیوں کو آپ ہمارے ساتھ وارڈ میں منتقل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ قاضی ممتاز کے حال پر رحم فرمائے، اس نے ہمارا یہ مطالبہ منظور کر لیا۔

ہم کراچی جیل میں تین ماہ تک رہے پھر ہمیں سکھر جیل بھیج دیا گیا۔ سکھر جیل میں مختلف پارٹیوں کے لوگوں کے ساتھ ہماری ملاقاتیں رہیں۔ شروع شروع میں جیل انتظامیہ نے ہم لوگوں پر سختی کی پھر انتظامیہ ہمارے مطالبات ماننے پر مجبور ہو گئی جیل میں ہم باقاعدہ سیاسی اجتماع بھی کرتے تھے، حضرت مولانا غلام قادر صاحب پنہورؒ، حضرت مولانا عبدالعزیز قریشی، ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید بھی اس جیل میں موجود تھے۔ کیمونسٹ پارٹی کے لیڈر جام ساقی سے بحث اور تکرار جاری رہتی تھی۔ ہماری باتیں سن کر کئی دفعہ نوجوان اس قسم کے نعرے لگاتے کامریڈ مولوی شیر افضل اور قاری جام ساقی۔ پھر جام ساقی صاحب مجھے کہتے کہ قاری صاحب! آپ لوگوں کے جیل میں آنے سے ہمیں بہت نقصان ہوا۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ سیدھے سادے قیدیوں کو اپنے نظریات سنا کر اپنا ہم خیال بنائیں۔ ہماری کوشش یہ ہوتی تھی کہ تمام قیدیوں کو اسلام کے سنہری اصولوں سے روشناس کرا کر کیمونزم اور سوشل ازم کے
خطرات سے دور رکھیں، جس میں ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔

سکھر جیل میں آغا یوسف اللہ نے (جو سب سے الجھے
میری بڑی خدمت کی۔ وہ مجھے کہتے تھے کہ میری والدہ بھی
آپ کیلئے دعائیں کرتی ہیں۔ سید خورشید شاہ صاحب جو
آر ڈی کی تحریک کے بعد ہمیشہ وزیر رہے، بے نظیر بھٹو کا دور
یا آصف علی زرداری کا دور ہو۔ وزارت مذہبی امور ان کے
پاس رہتی تھی۔ بے نظیر بھٹو کے دور میں بے نظیر صاحبہ نے
سے پوچھا کہ آپ نے حج کیا ہے؟ میں نے ان کو نفی میں
جواب دیا۔ انہوں نے کہا میں آپ کو حج وفد میں بھیجتی ہوں
میں نے کہا یہ تو اچھی بات ہے، سید خورشید شاہ کو حکم دیا کہ قاری
صاحب جتنے آدمیوں کو ساتھ لے جانا چاہیں ان کے نام نو
کرلیں۔ میں نے ان کو تین نام لکھوائے۔ خورشید شاہ صاحب
نے مجھے کہا آپ چار پاسپورٹ ہمیں بھیج دیں۔ ہم چارو
نے سرکاری وفد کے ہمراہ حج ادا کیا۔

میں نے مولانا سید محمد شاہ امروٹی کی قیادت میں 6 سا
تک مسلسل سیکرٹری جنرل کے عہدے پر کام کیا۔ صوبہ سند
میں جے یو آئی کے ساتھ درگاہ امروٹ شریف، درگاہ ہالیجی
درگاہ پیر شریف کے سجادہ نشینوں نے بہت تعاون کیا۔ ا
بزرگوں نے اپنے مریدوں اور اپنے حلقہ احباب کے لوگو
کو جے یو آئی کے ساتھ کام کرنے کیلئے مشورے دیے، جس
وجہ سے جے یو آئی سندھ میں بھرپور افرادی قوت رکھتی ہے جیسے
کہ آج کل مولانا فضل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں
اسٹیبلشمنٹ ہمارا راستہ نہ روکے تو ہم الیکشن میں چاروں صوبو
سے جیت سکتے ہیں۔ ہمارے جے یو آئی کے مرکزی امیر مو
عبدالکریم صاحب (پیر شریف) نے اپنے حلقہ ادارت
لوگوں کو اس طرح جماعت کے ساتھ شامل کیا کہ جب ایم
ڈی کی تحریک شروع ہوئی تو صرف سکھر جیل میں پانچ سو قی



جمعیۃ علماء اسلام کے تھے، جن میں لاڑکانہ سے دو بزرگ ساتھی جن کی عمریں 70 اور 90 سال کے برابر تھیں۔ جب جیل میں ہنگامہ ہوا تو ان کو شدید چوٹیں آئیں۔ کچھ دن ہسپتال میں رہنے کے بعد جب واپس جیل آئے تو مزدور کسان پارٹی کے سربراہ فتح یاب علی خان نے ان سے عمروں کے بارے میں دریافت کیا۔ تو وہ کہنے لگے کہ پہلے ہمارے ہاں رجسٹرڈ نہیں ہوتے تھے کہ اس میں تاریخ پیدائش درج ہو اور ہمیں صحیح عمر کا علم ہو۔ جب ان دونوں کی رہائی کا آرڈر آ گیا تو وہ رونے لگے کہ ہم حضرت پیر شریف کو کیا بتائیں گے کہ ہمیں کیوں رہا کیا گیا؟ اس پر حضرت مولانا غلام قادر پنہور نے انہیں تسلی دی کہ آپ پریشان نہ ہوں، حضرت پیر شریف کو اس بات کا علم ہے کہ جیل میں آپ لوگوں پر تشدد ہوا ہے جس کی وجہ سے حکومت نے تمہیں رہا کیا۔

میں سکھر جیل میں تھا مجھے اپنے گاؤں سے میرے بیٹے محمد نعمان کا خط آیا جس میں اس نے لکھا کہ ابو جان آپ دبئی سے کب آئیں گے۔ جب آپ دبئی سے آئیں تو میرے لئے گھڑی لے کر آنا۔ مجھے ملاقات پر حضرت پیر شریف والوں نے پانچ سو روپے دیئے تھے، جس میں سے میں نے سامان بھی منگوایا تھا۔ جیل کا سپاہی جو سامان لینے جاتا تھا اس کا نام بھٹو تھا۔ میں نے اس کو دو سو روپے دیئے کہ میرے بیٹے کیلئے گھڑی لے آنا۔ وہ گھڑی لے آیا جب ملاقات کیلئے میرے چھوٹے بھائی حافظ عبدالرحمن سکھر جیل آئے تو میں نے ان کو وہ گھڑی دی اور بتایا کہ نعمان نے مجھ سے گھڑی مانگی تھی، اس کو جس شخص نے خط لکھ کر دیا تھا اس میں ایک شعر بھی لکھا ہوا تھا۔ چند دنوں کے بعد اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ قاری شیر افضل صاحب کو کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس وقت میرے پیر و مرشد کا سکھر جیل میں خط ملا کہ ہم نے یہ خبر اخبار میں پڑھی ہے، دعائیں کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے اور استقامت دے۔ میرے مرشد کی دعاؤں کا یہ اثر تھا کہ مجھے جیل میں کسی قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی۔ سکھر جیل میں مولانا فضل الرحمن صاحب ہم لوگوں سے ملاقات کیلئے آئے، جس کی وجہ سے ساتھیوں کو بڑی خوشی ہوئی کیونکہ مولانا خود بھی گرفتار تھے رہائی کے بعد فوراً انہوں نے اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے صوبہ سندھ کا دورہ کیا۔

☆......1970ء کے انتخابات میں جے یو آئی کو صوبہ سرحد کی اسمبلی میں 40 کے ایوان میں 4 نشستیں حاصل ہوئی تھیں اور 2 آزاد ارکان الیکشن کے بعد JUI میں شامل ہو گئے تھے۔ اس طرح جے یو آئی کے پاس 40 میں سے 6 سیٹیں تھیں اور صوبائی حکومت کیلئے اصل مقابلہ نیشنل عوامی پارٹی اور مسلم لیگ قیوم گروپ کے درمیان تھا، جن کے پاس غالباً 15 اور 11 سیٹیں تھیں خان عبدالولی خان اور خان عبدالقیوم خان صوبائی سیاست میں روایتی حریف چلے آ رہے تھے، وہ ایک دوسرے کو صوبائی حکمران کے طور پر قبول کرنا دونوں میں سے کسی کیلئے بھی آسان نہ تھا اسلئے دونوں نے جے یو آئی کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

مولانا مفتی محمودؒ نے جمعیۃ کے قائد کی حیثیت سے موقع کی نزاکت کا اچھی طرح اندازہ کر لیا اور تعاون کیلئے جو شرائط عائد کیں ان میں وفاق میں دستور ساز اسمبلی میں دستور پاکستان کی ترمیم کے دوران اسلامی امور میں جمعیۃ سے تعاون اور صوبہ میں اسلامی قوانین کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔

عبدالولی خان اور خان عبدالقیوم خان دونوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں جے یو آئی کی شرائط منظور کر لیں تو جے یو آئی کی طرف سے نئی شرط عائد کر دی گئی کہ صوبہ میں وزیر اعلیٰ بھی جے یو آئی کا ہوگا۔ یہ شرط بھی منظور کر لی گئی اس پر جمعیۃ علماء اسلام نے نیشنل عوامی پارٹی کیساتھ مل کر صوبہ سرحد میں حکومت بنانے کا فیصلہ کیا۔ مفتی محمودؒ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ بن گئے، اور اے این پی اپنے منشور اور پارٹی مزاج کے علی الرغم دستور ساز اسمبلی میں اسلامی قوانین میں جمعیۃ کا ساتھ دینے کی پابند ہو گئی جبکہ بلوچستان میں صوبائی اسمبلی کی 20 میں سے 3 نشستیں جیتنے والی جے یو آئی سردار عطاء اللہ مینگل کیساتھ شریک اقتدار ہوئی تین میں سے ایک ممبر ڈپٹی اسپیکر بنا اور ایک صوبائی وزیر۔ ذوالفقار علی بھٹو نے بلوچستان میں نیپ اور جمعیۃ کی مخلوط حکومت کو ختم کیا تو مفتی محمود صاحبؒ نے اس غیر جمہوری اقدام پر بطور احتجاج وزارت علیا سے استعفیٰ دے دیا۔ بھٹو صاحب نے مفتی صاحب کو منانے کی بڑی کوشش کی مگر مفتی محمود صاحبؒ نے استعفیٰ واپس نہیں لیا۔

☆......1974ء میں ختم نبوت کی تحریک مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے نام سے مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں چلائی گئی۔ ملک بھر میں مجلس عمل کے جلسے جلوس ہو رہے تھے اس وقت پی پی پی کی حکومت تھی، ملک کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو تھے، انہوں نے اس مسئلے کو تین ماہ قومی اسمبلی میں چلایا، اس پر بحث ہوئی۔ اس حوالے سے 30 جون 1974 کو قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کیلئے قرارداد پیش کی تھی۔ یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل پاکستان مرزا ناصر سے سوال و جواب کرتے تھے، ان کی معاونت مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر اراکین کرتے تھے۔

آخر اسمبلی اس نتیجے پر پہنچی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ ذوالفقار علی بھٹو یہ بات جانتے تھے کہ اس ترمیم پر دستخط کرنے کے بعد میری حکومت اور میرے لئے خطرات بڑھ جائیں گے، دستخط کرتے وقت انہوں نے کہا کہ میں اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر رہا ہوں کیونکہ ان سے پیشتر فیلڈ مارشل ایوب خان کے سامنے جب یہ مسئلہ رکھا گیا تو انہوں نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کوئی سن تو نہیں رہا۔ پھر انہوں نے مفتی صاحب سے کہا کہ آئندہ کبھی پریذیڈنسی میں مرزائیوں کے خلاف بات نہ کریں، آپ مجھے مروانا چاہتے ہیں۔ اس پر فوراً مولانا غلام غوث ہزارویؒ بولے کہ صدر صاحب! موت تو ویسے بھی آئے گی، اگر ناموس رسالت کا تحفظ کرنے کیلئے موت آ جائے تو اس سے بڑی سعادت کیا ہوگی؟ جنرل ایوب خان نے کہا: میرا اتنا جذبہ نہیں۔

جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں جب فوجی حکومت نے مجھے گرفتار کیا۔ تو ڈی ایم ایل اے حکیم ارشد قریشی کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ بھٹو سے آپ کو کیوں محبت ہے کہ آپ لوگ پی پی پی کا ساتھ نہیں چھوڑتے؟ میں نے ان کو کہا کہ اس پارٹی نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تین ماہ تک اسمبلی میں بحث چلائی ورنہ مجھے اس سے کوئی محبت نہیں ہے۔ آئین میں اسلامی دفعات اور شراب پر پابندی جیسے کارنامے اسی دور کے ہیں۔ فوجی آمروں نے ایوب خان سے لیکر پرویز مشرف تک اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر فضل الرحمن جس نے عائلی قوانین کا خاکہ تیار کیا تھا اور دیگر اسلام دشمن اقدامات کئے تھے ان کا مقابلہ بھی علماء نے کیا۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جمعیۃ علماء اسلام جدہ، سعودی عرب کی تنظیمی سرگرمیاں

شاہ حسین خان ایم پی اے کے اعزاز میں عشائیہ:

(مراسلہ: محمد یوسف لغاری ناظم اطلاعات جے یو آئی جدہ)

ضلع بٹ گرام سے جے یو آئی کے رکن خیبر پختونخوا اسمبلی شاہ حسین خان ادائیگی عمرہ کیلئے حجاز مقدس تشریف لائے، جہاں انہوں نے ادائیگی عمرہ کے بعد مدینہ منورہ مسجد نبوی کی زیارت کی اور روضہ اقدس پر حاضری دی۔ عمرہ کی ادائیگی اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے بعد معزز رکن اسمبلی کے اعزاز میں جمعیۃ علماء اسلام جدہ کی طرف سے شاندار عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں جمعیۃ علما اسلام جدہ کے کارکنان اور خصوصاً اہالیان بٹ گرام اور موصوف کے حلقہ انتخاب کے ووٹرز نے شرکت کی تقریب کا آغاز جناب حافظ ابوبکر کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تقریب کی نظامت بھائی طاہر ناظم عمومی جے یو آئی جدہ، جبکہ صدارت مولانا حمد اللہ عثمانی امیر جے یو آئی جدہ نے کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مولانا حمد اللہ عثمانی نے تاریخ جمعیت اور ضلع بٹ گرام میں شاہ حسین خان کی خدمات پر مفصل روشنی ڈالی۔ تقریب سے جمعیۃ علماء اسلام جدہ کے سینئر نائب امیر مولانا شمس الحق نے بھی خطاب کیا۔ مولانا حمد اللہ عثمانی کے خطاب سے قبل جنرل سیکرٹری جمعیۃ علما اسلام جدہ بھائی طاہر نے سیکرٹری اطلاعات مولانا یوسف لغاری کو قائد جمعیت کے عنوان سے لکھا گیا ان کا مقالہ پڑھ کر سنانے کو کہا جس کے بعد معزز رکن اسمبلی جناب شاہ حسین نے خصوصی خطاب کیا۔ شاہ حسین نے اپنے خطاب میں کہا کہ ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ ہر پاکستانی کی دلی آرزو ہے، لیکن ہمارے صوبے میں امن عامہ کی صورتحال انتہائی مایوس کن ہے اور اس حوالے سے صوبائی حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے، انہوں نے مزید کہا کہ مملکت سعودی عرب میں مقیم ہر پاکستانی یہاں کو قوانین کی پاسداری کرنی چاہیے، آپ کے ہر عمل کا اثر قومی ساکھ پر ہوتا ہے اس لیے ہمیشہ قومی وقار کو مد نظر رکھیں۔ انہوں نے خادم الحرمین شریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ان کی خدمات ملت اسلامیہ کے لیے مثالی ہیں، اہل پاکستان سعودی عرب کو ہمیشہ اپنے بڑے بھائی کا درجہ دیتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جمعیۃ علما اسلام ملک کی نظریاتی سرحدوں کی محافظ ہے، جمعیت پاکستان کیخلاف ہونے والی ہر سازش کا مقابلہ کرے گی۔ آخر میں انہوں نے جے یو آئی جدہ کا پروقار تقریب کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا جس کے بعد جمعیۃ علماء اسلام سعودی عرب کے امیر مولانا قاری رفیع اللہ ہزاروی اور دیگر نے شاہ حسین خان کی خدمات اور مسلسل تیسری مرتبہ رکن منتخب ہونے پر انہیں ایک یادگار اعزازی شیلڈ پیش کی۔ یہ محفل مولانا قاری رفیع اللہ ہزاروی کی دعاء سے اختتام پذیر ہوئی۔

جے یو آئی جدہ کا ماہانہ اجلاس:

دریں اثنا جمعیۃ علماء اسلام جدہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس جمعیۃ علماء اسلام جدہ کے سیکرٹری جنرل بھائی طاہر کی رہائش گاہ پر امیر جمعیۃ علما اسلام جدہ مولانا حمد اللہ عثمانی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز قاری حافظ محمد علی کی تلاوت سے کیا گیا۔ اس کے بعد امیر مولانا حمد اللہ عثمانی نے اطاعت امیر کے عنوان پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت ہی پر مغز درس دیا۔ درس قرآن کے بعد امیر جمعیۃ علما اسلام سعودی عرب مولانا قاری رفیع اللہ ہزاروی نے شہید اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو اور آرمی پبلک اسکول پشاور میں شہید ہونے والے بچوں اور اساتذہ کے لیے درجات کی بلندی کی دعاء کروائی۔ دعاء کے بعد باقاعدہ اجلاس کی کاروائی کا آغاز کرتے ہوئے گذشتہ ماہ کی کارگزاری سنائی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ ہر ماہ جدہ کے مختلف علاقوں میں کم از کم چار یونٹ بنائے جائیں گے۔ اجلاس میں غیر حاضر اراکین کو آئندہ اپنی شرکت یقینی بنانے کا حکم دیا اور فیصلہ ہوا کہ جلد از جلد مجلس شوریٰ کو مکمل کیا جائے گا۔

خادم الحرمین الشریفین کی رحلت پر تعزیت:

جمعیۃ علماء اسلام جدہ کا دوسرا اجلاس حافظ محمد علی کی رہائش گاہ پر 3 فروری بروز جمعہ زیر صدارت امیر محترم مولانا حمد اللہ عثمانی منعقد ہوا اجلاس میں جے یو آئی کے جدہ اراکین نے خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی وفات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی بلندی درجات کی دعا کی اور تمام سعودی قوم سے تعزیت کا اظہار کیا۔ اراکین نے سعودی عرب کے نئے بادشاہ ملک سلمان بن عبدالعزیز کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ خادم الحرمین الشریفین ملک سلمان بن عبدالعزیز آل سعود اپنے پیشرو کی طرح امت مسلمہ کی رہنمائی اور حرمین شریفین کی خدمت جاری رکھیں گے اور دعاء کی کہ اللہ رب العالمین ملک سلمان بن عبدالعزیز کو پوری امت مسلمہ کیلئے امن وسکون اور ترقی کا سبب بنادے۔ اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام سعودی عرب کے امیر مولانا قاری رفیع اللہ ہزاروی، جنرل سیکرٹری بھائی طاہر، سرپرست قاری گل زمین دیشانی، سینئر نائب امیر مولانا شمس الحق، مولانا سردار علی، عبید اللہ خان، ابصار خان، محمد یوسف لغاری ناظم اطلاعات جمعیت جدہ کے علاوہ اعزازی طور پر قاری حضرت عالم، قاری واقف شاہ، مولانا فضل الرحمٰن، قاری عبد الرحمٰن، حاجی فضل ہادی، قاری فیض الحق رحمانی، مولانا حنیف اللہ نے شرکت کی۔

جے یو آئی ریاض سعودی عرب کے وفد کی سفیر پاکستان سے ملاقات

(مراسلہ: حافظ محمد عثمان اٹک ترجمان جے یو آئی ریاض) جمعیۃ علماء اسلام ریاض کے ایک نمائندہ وفد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سفارتخانہ سعودی عرب ریاض میں سفیر پاکستان جناب منظور الحق صاحب سے ملاقات کی اور انہیں یہ منصب سنبھالنے پر جے یو آئی کی طرف سے مبارکباد پیش کی۔ سفیر پاکستان نے اس موقع پر وفد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے قائد جمعیت کی خدمات اور کردار کو سراہا۔ وفد میں جے یو آئی سعودی عرب کے سینئر نائب امیر اور نائب سرپرست اعلیٰ جے یو آئی ریاض فضیلۃ الشیخ شبیر احمد صاحب اور جے یو آئی ریاض کے امیر مولانا عبدالحکیم دیشانی، جنرل سیکرٹری محمد رفیق تورخیل، ناظم مالیات قاری عبدالعزیز صوابی شامل تھے۔ سفیر پاکستان جناب منظور الحق صاحب نے بڑی گرم جوشی سے وفد کا استقبال کیا۔ وفد کے قائد الشیخ شبیر احمد نے سفیر پاکستان کو یہاں پر مقیم پاکستانیوں کی مشکلات، پاسپورٹ وشناختی کارڈ کے مسائل اور جیلوں میں قید پاکستانیوں کے مسائل سے آگاہ کیا۔ سفیر پاکستان نے یقین دہانی کرائی کہ بہت جلد ان مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ سفیر محترم نے نہایت خوشگوار ماحول میں وفد کو ملاقات سے نوازا۔ الشیخ شبیر احمد نے سفیر پاکستان کی نوازش پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔



جمعیۃ علمائے اسلام تحصیل رائے ونڈ ضلع لاہور کی کارکردگی رپورٹ

(مراسلہ: حافظ سرور حسن ضیاء ناظم اطلاعات تحصیل رائیونڈ)

12 مئی 2014 بمقام جامعہ مدنیہ جدید لاہور مجلس عمومی تحصیل رائے ونڈ کا اجلاس شیخ الحدیث مولانا سید محمود میاں مدظلہ کی سرپرستی اور ناظم انتخاب ضلع لاہور مولانا محمد حسین کی نگرانی میں ہوا۔ حاضرین کے اتفاق رائے سے مفتی خلیل الرحمٰن برادر صغیر مفتی محمد حسن صاحب کو امیر اور مولانا محمد یوسف جام کو ناظم عمومی منتخب کیا گیا۔ بعد ازاں امیر و ناظم عمومی نے باہمی مشاورت کے بعد درج ذیل مجلس عاملہ کا اعلان کیا۔ سرپرست اعلیٰ: مولانا سید محمود میاں۔ سرپرست: مفتی محمد حسن، مفتی سعید الحسن دہلوی، قاری محمود احمد۔ امیر: مفتی خلیل الرحمٰن۔ نائب امراء: مولانا محمد حسین، مولانا محمد اسماعیل قاسمی۔ ناظم عمومی: مولانا محمد یوسف جام۔ ناظم: مولانا محمد ریاض عثمانی۔ ناظم اطلاعات: حافظ سرور حسن ضیاء۔ ناظم مالیات: مولانا عبدالوہاب کریم۔ سالار: مولانا خلیل الرحمٰن مدنی۔ نائب: مولانا لیاقت علی۔

22 جون کو مجلس شوریٰ کے اجلاس کے موقع پر ضلعی مجلس عاملہ کے استقبال و اعزاز میں درس قرآن کی نشست بسلسلہ تربیتی کنونشن بمقام غازی مسجد رائیونڈ مولانا کلیم اللہ جمیل کی میزبانی میں منعقد کی گئی۔ مہمان خصوصی مولانا محب النبی صاحب (ضلعی امیر) مولانا حافظ محمد اشرف گجر (ضلعی ناظم عمومی) تھے اسکے علاوہ راقم سرور حسن ضیاء، مولانا محمد یوسف جام نے بھی جمعیۃ علماء اسلام کے تاریخی کردار پر گفتگو کی۔ 13 جولائی 2014 افطار پارٹی پروگرام ہوا جس کی میزبانی کا شرف راقم حافظ سرور حسن کو ملا، بعد نماز مغرب مجلس عاملہ کا اجلاس بھی ہوا۔ 20، 22 اگست 2014 پریس کلب اور مسجد شہداء مال روڈ لاہور پر عمران خان کے تاج مارچ کیخلاف ضلعی جماعت کی طرف سے دی گئی کال پر 4 گاڑیوں کا قافلہ امیر مفتی خلیل الرحمٰن کی نگرانی میں روانہ ہوا اور اس دھرنے میں شرکت کی۔ 8 ستمبر 2014 عشرہ ختم نبوۃ کے تحت جامعہ عثمانیہ رائیونڈ سٹی میں تحفظ ختم نبوۃ کے عنوان سے پروگرام ہوا جس کی صدارت مفتی خلیل الرحمٰن امیر جے یو آئی تحصیل رائیونڈ نے کی مہمانان گرامی ضلعی امیر مولانا محب النبی صاحب، ناظم عمومی حافظ محمد اشرف گجر، قاری نذیر احمد، جمال عبدالناصر، حافظ نصیر احمد احرار، مولانا محبوب الحسن طاہر، مفتی عبدالحفیظ، مولانا محمد حسین اور مولانا محمد یوسف جام نے خطاب کیا، اسٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم سرور حسن ضیاء نے ادا کئے، مقررین نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، اس حوالے سے علماء بالخصوص حضرت مفتی محمودؒ کی خدمات کو سراہا۔ 19 اکتوبر 2014 فقیہ ملت سیمینار ایوان اقبال لاہور میں رائیونڈ کی طرف سے بھرپور شرکت رہی۔ قائد جمعیۃ پر کوئٹہ میں خودکش حملے کیخلاف 24 اکتوبر کو ضلعی جماعت کے ماتحت ہونے والے احتجاجی مظاہرہ میں قافلہ کی صورت میں شرکت کی۔ 28 اکتوبر کو مجلس شوریٰ کے اجلاس میں طے پایا کہ سالانہ تبلیغی اجتماع رائیونڈ کے موقع پر فلیکس، وال چاکنگ وغیرہ کے ذریعے جماعت کی تشہیر کی جائے۔ حافظ نوید احمد جنرل سیکرٹری سٹی رائیونڈ اور سرور حسن ضیاء نے اجتماع کے موقع پر خوش آمدید کے دیدہ زیب فلیکس مولانا عبدالوہاب، یاسر حنیف، منصور الحسن کی معاونت سے چوک و چوراہوں پر آویزاں کئے۔ 29 نومبر کو ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ کی شہادت کے حوالے سے تعزیتی پروگرام ہوا، جس کی میزبانی قاری محمود احمد (امیر سٹی رائیونڈ) حافظ نوید احمد (ناظم عمومی سٹی) نے کی۔ مولانا خالد عثمان امیر یونین کونسل پاجیاں، مولانا محمد یوسف جام اور سرور حسن ضیاء نے ڈاکٹر صاحب کی خدمات اور جماعتی کارکردگی کو خراج تحسین پیش کیا 30 نومبر مسلم ٹاؤن موڑ لاہور اور 5 دسمبر 2014 مسجد شہداء مال روڈ لاہور پر ضلعی جماعت کی طرف سے احتجاجی مظاہرہ میں رائیونڈ کی طرف سے بھرپور شرکت رہی۔ جمعیۃ علماء اسلام تحصیل رائیونڈ کے تمام اراکین نے 22 جنوری 2015ء ایوان اقبال میں ہونے والے قومی سیمینار میں شرکت کی۔ مولانا محمد یوسف جام جنرل سیکرٹری تحصیل رائیونڈ نے قافلہ کی نگرانی کی۔ دیگر ذمہ داران مولانا محمد ریاض عثمانی سواتی، حافظ نوید احمد، مولانا عبدالوہاب کریم، ناظم اطلاعات حافظ سرور حسن ضیاء جے یو آئی تحصیل رائیونڈ اور جے ٹی آئی (جامعہ مدنیہ جدید) کے منتظم حافظ محمد اقبال، یاسر حنیف، منصور الحسن، حافظ عبدالمومن نے معاونت کی۔ انتظامی امور کے سلسلے میں امیر تحصیل مفتی خلیل الرحمٰن، مولانا محمد حسین، مولانا محمد اسماعیل قاسمی اور مولانا خلیل الرحمٰن مدنی سالار تحصیل رائیونڈ اپنے رضاکاروں سمیت علی الصبح ہی ایوان اقبال پہنچ گئے تھے۔

23 جنوری 2015 جمعیۃ علماء اسلام تحصیل رائیونڈ کے زیر اہتمام تحفظ ناموس رسالت ریلی نکالی گئی جو جامعہ مدنیہ جدید سے روانہ ہو کر ٹاؤن کمیٹی چوک رائیونڈ پہنچی، جہاں پر جمعیۃ کے اراکین نے ریلی کے شرکاء کا شاندار استقبال کیا۔ جامعہ مدنیہ جدید کے شیخ الحدیث مولانا امان اللہ صاحب، مولانا محمد یوسف جام جنرل سیکرٹری تحصیل رائیونڈ، مولانا محمد حسین ضلعی رہنما، قاری محمود احمد (امیر سٹی رائیونڈ) حافظ نوید احمد (جنرل سیکرٹری سٹی رائیونڈ)، مولانا مطیع اللہ (وفاق المدارس) مولانا خالد محمود (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ) مولانا سیف الاسلام مولانا بابر معاویہ، حافظ محمد اقبال (جمعیۃ طلباء اسلام) محترم محمد یونس انصاری (جماعت اسلامی) محمد جمیل (اہلحدیث) حاجی عبدالرحمٰن (پی ٹی آئی) اور میاں محمد ممتاز نے تاجر برادری کی نمائندگی کی اور خطاب کیا۔ مقررین نے فرانس کے اخبار میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی۔ راقم (سرور حسن ضیاء) نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے اور مفتی خلیل الرحمٰن امیر جے یو آئی تحصیل رائیونڈ کی طرف سے تمام شرکاء جامعہ مدنیہ جدید کے اساتذہ و طلباء اور صحافی و تاجر برادری کا شکریہ ادا کیا۔ 4 فروری 2015 بروز بدھ بعد نماز ظہر بمقام جامعہ فاروقیہ محب سٹاپ، مانگا روڈ یونین کونسل تالاب سرائے 262 کے اراکین کا یونٹ حافظ سرور حسن ناظم اطلاعات تحصیل رائیونڈ اور حافظ نوید احمد جنرل سیکرٹری سٹی رائیونڈ کی زیر نگرانی تشکیل پایا۔ مولانا حکیم محمد امجد حسن: سرپرست، مولانا عبدالرحیم: امیر۔ مولانا عبدالبصیر: جنرل سیکرٹری۔ مولانا عبدالرقیب: ناظم اطلاعات مولانا غلام ربی: ناظم مالیات۔ مولانا شاہ محمد: سالار مقرر ہوئے۔ 10 فروری بروز منگل بعد نماز ظہر بمقام اصحاب بدر مانگا روڈ رائیونڈ میں یونین کونسل ہابلیانہ اوتاڑ 267 کے اراکین جمعیۃ کا یونٹ مولانا خلیل الرحمٰن مدنی سالار جے یو آئی تحصیل رائیونڈ اور حافظ سرور حسن ناظم اطلاعات کے زیر نگرانی مکمل کیا گیا۔ قاری محمد الیاس (امیر) مولانا احسان اللہ (جنرل سیکرٹری) حافظ محمد شاکر (ناظم اطلاعات) حافظ محمد سہیل (ناظم مالیات) حافظ محمد ابراہیم (سالار) منتخب ہوئے۔ بعد مغرب بمقام رہائش گاہ محمد صادق صاحب یونین کونسل پاجیاں 259 کے اراکین کا اجلاس حافظ سرور حسن ناظم اطلاعات تحصیل رائیونڈ کی نگرانی میں ہوا، جس میں مذکورہ

یونٹ کی مجلس عاملہ مکمل کی گئی۔ مولانا خالد عثمان (امیر) محمد طاہر (جنرل سیکرٹری) حافظ منصور الحسن (ناظم اطلاعات) محمد ارشد (ناظم مالیات) حافظ عبدالمومن (سالار) مقرر ہوئے

12 فروری بروز جمعرات بعد نماز ظہر مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ تحصیل رائیونڈ کا مشترکہ اجلاس بمقام العلم اکیڈمی سوا آصل روڈ نزد للیانی پھاٹک رائیونڈ میں منعقد ہوا صدارت امیر محترم مفتی خلیل الرحمن نے فرمائی۔ اس موقع پر شوریٰ کیلئے کارڈ کے اجراء اور مارچ کے مہینے میں علماء کنونشن کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا جس سے پہلے امیر محترم تحصیل کی تمام یونین کونسلو کا دورہ کریں گے۔ 22 فروری بروز اتوار بمقام دارالعلوم عثمانیہ رسول پارک اچھرہ لاہور جے یو آئی ضلع لاہور کے زیر اہتمام تربیتی وتنظیمی پروگرام ہوا جس کے مہمان خصوصی صوبائی جنرل سیکرٹری مفتی محمد اسعد مظہری صاحب تھے۔ رائیونڈ کی طرف سے شرکت بھرپور رہی۔ اس موقع پر ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا حافظ محمد اشرف گجر نے ضلع لاہور کی تمام تحاصیل خصوصاً تحصیل رائیونڈ کی کارکردگی کو خراج تحسین پیش کیا۔

جے یو آئی سوہگل گڈاپ کراچی کے انتخابات سمیع الحق سواتی امیر، شریف گبول جنرل سیکرٹری منتخب

جمعیۃ علماء اسلام یوسی سوہگل گڈاپ ٹاؤن کراچی کے آئندہ 5 سالہ دستوری مدت کیلئے انتخابات JUI ضلع غربی کراچی کے امیر مولانا عمر صادق کی زیر نگرانی میں گبول مینشن گلشن معمار میں منعقد ہوئے۔ اس موقع پر ضلعی عاملہ کے اراکین مولانا ڈاکٹر نصیر الدین سواتی، ڈاکٹر عطا الرحمن، مفتی فیض الحق، سابق ایم پی اے حافظ محمد نعیم، مولانا گل رفیق، انجینئر سلیم خان، قاضی امین الحق آزاد، مولانا محمد عمر صدیقی، قاری محمد یونس قاسمی، قاری طلحہ زبیر سواتی، جان ولی شاہد، محمد سعید مہمند بھی موجود تھے۔ اجلاس میں سوہگل گڈاپ ٹاؤن کے کارکنان نے آئندہ 5 سالہ دستوری مدت کے لئے بھاری اکثریت سے مولانا سمیع الحق سواتی کو امیر اور محمد شریف گبول کو جنرل سیکرٹری منتخب کرلیا۔ دریں اثناء JUI کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل محمد اسلم غوری، مرکزی سالار انجینئر عبدالرزاق عابد لاکھو، صوبائی سرپرست مولانا عبدالکریم عابد، مولانا عاصم کریم عابد، حسین احمد گبول، حبیب الرحمن باجوڑی، قاری عبدالجبار سجستانی، حافظ محمد طفیل سومرو نے منتخب امیر مولانا سمیع الحق سواتی اور سیکرٹری جنرل محمد شریف گبول کو مبارکباد پیش کی۔

جے یو آئی تحصیل روہڑی کا میڈیا کنونشن......ایک مثالی، قابل تقلید اقدام

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل روہڑی کی طرف سے ایک روزہ میڈیا تربیتی کنونشن کا پروگرام رکھا گیا، پروگرام کی صدارت تحصیل کے امیر مولانا عبدالکریم عباسی نے کی۔ تلاوت کی سعادت میزبان یونٹ کے ناظم قاری عبدالستار شیخ کو حاصل ہوئی۔ کنونشن میں تمام یونٹوں کے پریس سیکرٹریز و تحصیل کے دیگر ذمہ داران نے بھی شرکت کی، پروگرام کی میزبانی یونٹ نیو یارڈ نے کی۔ یونٹ کے امیر مولانا عبدالحمید اللہ مرز نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا تحصیل کے امیر مولانا عبدالکریم عباسی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ روہڑی پریس کے صدر محمد حاصل جتوئی نمائندہ KTN کاوش روہڑی، پریس کے جنرل سیکرٹری محمد اسلم سومرو، نیشنل پریس کلب کے صدر عبدالجواد عباسی نیشنل پریس کلب کے جنرل سیکرٹری مجاہد بوزدار، امجد علی عباسی دھوم دنیا کے نمائندہ کے علاوہ اظہر علی دایو، بابر علی کھوکھر، جلیل رک نثار احمد ججن، حافظ عبیداللہ لکھن ودیگر مختلف اخبارات اور چینلو کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ صوبائی ایڈیشنل پریس سیکرٹری عبدالحق مہر، ضلع سکھر کے پریس سیکرٹری قاری لیاقت مغل اور مہمان خصوصی مولانا محمد صالح اللہ مرز تھے۔

روہڑی پریس کلب کے صدر اور جنرل سیکرٹری نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ پروگرام میں شرکت کرکے بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے، اس پروگرام کا انعقاد کر کے جے یو آئی نے ہمیں اور قریب کرلیا ہے۔ نیشنل پریس کلب کے صدر سینئر صحافی عبدالجواد عباسی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایسا پروگرام جس میں ساتھیوں کو پریس کے حوالے سے تربیت دی جائے میری زندگی میں پہلا پروگرام ہے اور امید کرتا ہوں کہ تحصیل ہر سال ایسا پروگرام کرکے یونٹوں کے پریس سیکرٹریز کی تربیت کرے گی تو کام اور اچھا ہوگا۔ نیشنل پریس کلب کے جنرل سیکرٹری مجاہد بوزدار نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام ایک سیاسی مذہبی جماعت ہے جس کا مقصد اللہ کی دھرتی پر اللہ کا نظام نافذ کرنا ہے، تمام یونٹوں کے پریس سیکرٹریز کو گزارش کرتا ہوں کہ وہ بیدار ہو جائیں ہمارا آپ کیساتھ بھرپور تعاون ہوگا۔ میں تحصیل کے امیر مولانا عبدالکریم عباسی قاری عبدالغفار سومرو، قاری عطاء اللہ عباسی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ روہڑی کے نوجوان صحافی امجد علی عباسی نے کہا کہ جہاں آپ اپنے اجلاسوں، احتجاجوں کی پریس ریلیز جاری کرتے ہیں وہاں آپ سماجی برائیوں کے خلاف بھی اپنا قلم استعمال کریں۔

صوبائی ایڈیشنل پریس سیکرٹری عبدالحق مہر نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میڈیا کے حوالے سے تحصیل روہڑی ضلع سکھر میں بہتر کام کر رہا ہے، آج کا یہ پروگرام کی تمام تحصیلوں ودیگر اضلاع کیلئے قابل تقلید ہے کہ وہ بھی اس طرح کے پروگرام منعقد کرکے پریس کے شعبے کو فعال کریں۔ ضلعی پریس سیکرٹری قاری لیاقت مغل نے کہا کہ روہڑی کے عہدیداروں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اس پروگرام کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ ضلع کے دیگر تحصیلوں کے اندر ایسے پروگرام رکھے جائیں۔

آخر میں تحصیل کے امیر مولانا عبدالکریم عباسی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شعبہ نشر واشاعت جماعتی نظم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا تمام یونٹوں کے پریس سیکرٹری فعال ہو جائیں، فعال ہونے کیلئے اپنے علاقہ کے پریس کلب جائیں اور صحافیوں کیساتھ تعلق قائم کرکے ان سے رابطے میں رہیں تاکہ آپ کے پروگرام کو کوریج دیں، اگر کوریج نہ بھی آئے تو کم از کم ہماری مخالفت تو نہیں کریں گے۔ جس طرح کچھ یونٹوں کے پریس سیکرٹریز کو تحصیل کی طرف سے اعزاز دیا گیا اور تمام آئے ہوئے اخبارات اور چینلو کے نمائندہ حضرات کو اعزاز دیا گیا۔ روہڑی پریس کلب کے صدر اور جنرل سیکرٹری اور نیشنل پریس کلب کے صدر اور جنرل سیکرٹری کو ہماری جماعت کے ترجمان ماہنامہ الجمعیۃ کے ایڈیٹر سید محمد زاہد شاہ کی طرف سے اعزاز دیا گیا ہے، ہم سید زاہد شاہ کے اعزاز اور ان کی شفقت کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ شاہ صاحب کا واسطہ نشر واشاعت کیلئے مزید شعبہ کو فعال کرانے میں مزید مشورہ سے بھی نوازے گا۔

آخر میں ضلعی ناظم عمومی مولانا محمد صالح اللہ مرز نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج میں میڈیا کنونشن کے توسط سے ادیب دانشور اور اہل قلم حضرات کو دعوت دیتا ہوں کہ مدارس کے دورے کریں، حقائق کا جائزہ لیں مدارس کی عظیم تعلیم اور رفاہی خدمات کو قوم اور دنیا کے سامنے پیش کریں



اس شعبے سے وابستہ جمعیۃ کے احباب متحرک ہو جائیں، پریس سے گہرا رابطہ رکھیں۔ علاقائی ملکی اور بین الاقوامی حالات پر نظر رکھیں اور بروقت پریس ریلیز جاری کریں جس سطح کا پریس سیکرٹری ہو اپنی مقامی مسائل اور واقعات کو اہمیت کے ساتھ پریس تک پہنچائیں اس شاندار کے پروگرام کے انعقاد پر امیر تحصیل حضرت مولانا عبدالکریم عباسی، برادر محترم قاری عبدالغفار سومرو اور قاری عطاء اللہ عباسی کو مبارکباد بھی دیتا ہوں اور ان کے اس عمل کو ضلع بھر کیلئے ماڈل سمجھتا ہوں۔ اگر تربیت اور پریس سے رابطہ کا یہ عمل اس طرح رہا تو جمعیۃ شعبہ نشر و اشاعت کے حوالے سے مثالی جماعت بن جائے گی۔

جے یو آئی ضلع عمرکوٹ کی قیادت کا دورہ

۱۸ فروری کو جے یو آئی کے ضلعی امیر مولانا نور محمد قرآنی، جنرل سیکرٹری مولانا محمد یعقوب نعمانی، تحصیل عمرکوٹ کے امیر مولانا عبدالرحمن سمیجو، جنرل سیکرٹری مولانا مقیم راجڑ، مولانا قاری محمد رمضان نے عمرکوٹ کے تمام غیر فعال یونٹوں کا دورہ کیا۔ یونٹ مہندرو پار میں ان کی آمد سے قبل ہی اجلاس بلایا گیا تھا۔ اجلاس کا آغاز قاری اصغر علی کی تلاوت سے ہوا ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا محمد یعقوب نے کارکنوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اسلامی سیاست کو عبادت سمجھ کر کرتے ہیں جب تک جان میں جان ہوگی ہم ظالمانہ نظام کیخلاف ڈٹے رہیں گے۔ یونٹ کی مجلس عاملہ: امیر، مولانا غلام قادر۔ نائب امیر مولانا عبدالرشید۔ جنرل سیکرٹری مولانا محمد عباس۔ معاون قاری ممتاز علی۔ پریس سیکرٹری قاری اصغر علی۔ سالار قاری محمد شریف۔ ناظم مالیات احمد علی۔ اسد علی

UC-4 ڈھوک منگال راولپنڈی

(مراسلہ: تنویر الحق) جمعیت کے کارکن اسلام کے نفاذ اور پاکستان کے استحکام وخوشحالی کیلئے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں جس طرح قیام پاکستان کے وقت لاکھوں مسلمانوں نے اس نعرہ پر اپنے مال وجان، آبرو قربان کی، اس کے مطابق پُرامن جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔ ان خیالات کا اظہار جے یو آئی UC-4 ڈھوک منگال (راولپنڈی) کے امیر مفتی شیر عمر۔ نائب امیر لالہ نور محمد۔ جنرل سیکرٹری مولانا محمود الحسن تاج۔ سیکرٹری اطلاعات، تنویر الحق۔ سیکرٹری مالیات سید ذکی الحسن شاہ اور سالار لالہ گلاب خان نے تنظیم سازی کے موقع پر اپنے مشترکہ بیان میں کیا۔ کارکنوں کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

جمعیۃ علمائے اسلام ضلع صوابی کی تنظیمی سرگرمیاں

(نمائندہ الجمعیۃ: گوہر زمان شاکر) جمعیۃ علماء اسلام ضلع صوابی کے امیر مولانا عطاء الحق درویش کی قیادت میں تنظیمی سفر جاری ہے، جنوری کے مہینہ میں مختلف پروگرام ہوئے جبکہ فروری میں تحصیل سطح پر کنونشن کا سلسلہ جاری رہا۔ دوسری طرف سانحہ پشاور کے بعد حکومت مدارس پر دباؤ ڈال رہی ہے لہٰذا مدارس کے مہتممین کو صورتحال سے باخبر رکھنے اور سازشی عناصر کی ریشہ دوانیوں سے بچاؤ کیلئے 8 جنوری کو ضلع کی سطح مدارس کے مہتممین اور جے یو آئی کے ضلعی وتحصیل عہدیداروں کا مشترکہ کنونشن تحصیل لاہور میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں منعقد ہوا جس کی صدارت ضلعی امیر مولانا عطاء الحق درویش نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی صوبائی امیر مولانا گل نصیب خان ومرکزی نائب امیر مولانا فضل علی حقانی تھے۔ دیگر علماء میں مولانا حسین احمد ناظم وفاق المدارس KPK اور مولانا نصیر احمد ناظم وفاق ضلع صوابی، مولانا محمد ایوب، مولانا مشتاق احمد، مولانا تاج نبی خان، قمر زمان، نور الاسلام خان، مولانا حسین احمد، مولانا ہارون اور مولانا دوست محمد امین اور شکیل احمد جنرل سیکرٹری تحصیل لاہور کے علاوہ مولانا شہاب نے شرکت کی۔ اجلاس میں مہتممین حضرات کو صورتحال سے آگاہ کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ہم رجسٹریشن کیلئے تیار ہیں لیکن رجسٹریشن کے نام پر مدارس کو طلبہ کو ہراساں کرنا ناقابل برداشت ہے۔

تحصیل کی سطح پر کنونشن ضلع صوابی:

تحصیل کی سطح پر کنونشنز کا فیصلہ، جس کے مطابق سب سے پہلے تحصیل لاہور نے شہداء کانفرنس کے نام سے عظیم الشان تقریب کا انعقاد کیا جس کے مہمان خصوصی مولانا گل نصیب خان صاحب تھے۔ کنونشن کی تیاریوں کے حوالے سے مولانا عطاء الحق درویش مولانا محمد ایوب، مولانا ہارون، مولانا مشتاق احسین، شکیل احمد، مولانا فیضان الاسلام نے خوب محنت کی۔ کنونشن سے مولانا گل نصیب خان صاحب نے ترجیحی خطاب کیا اور کارکن کی صفات بیان کیں اور کہا کہ جے یو آئی کے کارکن اور دوسرے کارکنوں میں فرق ہونا چاہیے ہم اللہ کی رضا کی خاطر میدان عمل میں ہیں انہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ للہیت پیدا کرکے باطل قوتوں کو عمل سے جواب دیں۔ تحصیل کا یہ کنونشن انتہائی کامیاب رہا۔

تحصیل ٹوپی میں مدارس دینیہ کانفرنس:

جے یو آئی تحصیل ٹوپی کے زیر اہتمام مدارس دینیہ کانفرنس بمقام دارالعلوم قاسم العلوم گندف منعقد ہوئی، مہمان خصوصی صوبائی امیر مولانا گل نصیب خان شرکت نہ کرسکے۔ مولانا رفیع اللہ قاسمی، مولانا امان اللہ حقانی، مولانا حافظ اختر علی، مولانا عطاء الحق درویش، مولانا عبدالہادی، مولانا محمد ایوب، مولانا تاج نبی خان، قاری سلیمان، مولانا فضل باقی، حاجی غفور خان جدون نے خطاب کیا۔ مدارس کے نمائندگی کیلئے مولانا نصیر احمد نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ مدارس 200 سال سے برصغیر میں قائم ہیں اور دہشت گردی 10 سال پہلے شروع ہوئی دہشت گردی کو مدارس سے جوڑنا زیادتی ہے۔ مقررین نے کہا کہ مولانا فضل الرحمن مدارس کی پشتی بان ہے، مدارس کے طلباء مولانا کے پشت پر کھڑے ہیں۔ انہوں نے اکیسویں ترمیم کے موقع پر جو موقف اپنایا وہ امت مسلمہ کے دل کی آواز ہے۔

کوٹھا میں ختم القرآن کی تقریب:

22 فروری کو جامعہ حنفیہ ٹھکی وڈ کوٹھا میں ختم القرآن کی تقریب زیر صدارت مولانا محمد ایوب مہتمم جامعہ حنفیہ منعقد ہوئی۔ تقریب میں ضلعی سرپرست مولانا عبدالہادی و ضلعی امیر مولانا عطاء الحق درویش نے خطاب کیا خطبہ استقبالیہ جے یو آئی کے ضلعی صدر گوہر زمان نے پیش کیا۔ پروگرام میں مولانا فاضل بادشاہ نے خواب بیان کیا جس میں انکو حضور نبی کریم ﷺ نے جمعیۃ کا جھنڈا مرحمت فرمایا تھا۔

ضلع ہنگو میں شعبہ دعوت قرآن کا قیام

جے یو آئی ضلع ہنگو کے زیر اہتمام قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے شعبہ دعوت قرآن قائم کیا گیا، جسکے سربراہ مولانا علیم اللہ مقرر کیے گئے، معاونین مفتی عبیداللہ، مولانا محمد زاہد ٹل، مولانا محمد الرحمن ٹل، حاجی توکل خان درسمند، مولانا محمد عباس کریوف، مولانا محمد داؤد ہنگو، مولانا محمد صدیق ہنگو، تحصیل ٹل ہنگو کے امراء مولانا مطیع اللہ ومولانا تحسین اللہ کے علاوہ ضلعی ناظم عمومی رحمت اللہ زار ناظم مولانا عزل الرحمن حقانی شامل ہیں، اس کا مستقل دفتر بھی قائم کیا ہے۔ تحصیل ٹل حاجی توکل خان اور تحصیل ہنگو کیلئے مولانا محمد صدیق ناظمین مقرر کیے گئے۔



جمعیۃ علمائے اسلام ضلع ڈیرہ غازی خان کا ہنگامی اجلاس

(مراسلہ: قاری محمد طاہر، نمائندہ الجمعیۃ ڈی جی خان)

19 فروری بروز جمعرات بمقام دارالافتاء خیابان سرور ڈیرہ غازیخان جے یو آئی کی ضلعی مجلس عاملہ وشوریٰ اور تینوں تحصیل کوٹ چھٹہ، ڈیرہ، تونسہ کی مجالس عاملہ کا مشترکہ اجلاس ضلعی امیر مولانا قاری جمال عبدالناصر کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کی سرپرستی مولانا رشید احمد شاہجہان اور مہمان خصوصی صوبائی سینئر نائب امیر مولانا محمد اقبال رشید تھے۔ اجلاس کا ایجنڈا ملکی وعلاقائی صورتحال، مدارس کے مسائل اور علماء کرام ومذہبی لوگوں کی گرفتاریوں پر لائحہ عمل طے کرنا تھا۔ ضلعی امیر نے اجلاس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ بندہ چونکہ عمرہ کی سعادت کے سلسلے میں باہر تھا، موجودہ ملکی وعلاقائی صورتحال خاص طور پر مدارس اور مذہبی حضرات کے مسائل کے پیش نظر یہ ہنگامی اجلاس طلب کرنا پڑا تاکہ آپ حضرات کی تجاویز کی روشنی میں کوئی لائحہ عمل ترتیب دیا جاسکے۔ اسکے بعد تجاویز وآراء کا سلسلہ شروع ہوا۔ مولانا غلام اکبر ثاقب جو کہ جے یو آئی کے ضلعی میڈیا کمیٹی کے سربراہ بھی ہیں نے سب سے پہلے مولانا محمد اعظم فاروقی نائب امیر ضلع کو دعوت دی انہوں نے کہا آئے روز انتظامیہ کی جانب سے اہل کاروں کا آنا اور سپیکر ایکٹ کی آڑ میں بھاری جرمانے کرنا معمول سا ہوگیا ہے جس سے ہم بہت پریشان ہیں۔ قاری محمد اسماعیل کھلول تحصیلی امیر ڈیرہ نے کہا کہ حالات سنگین ہیں لیکن ان حالات کا مقابلہ ہمیں آپس میں متحد ہوکر کرنا ہوگا۔ مولانا محمد رمضان تحصیلی امیر تونسہ نے کہا کہ موجودہ صورتحال سے نجات کیلئے رجوع الی اللہ کیساتھ ساتھ آپس میں متحد رہ کر قیادت کے مشورہ اور حکم کے مطابق سفر جاری رکھنا ہوگا۔ ان کے بعد قاری محمد طاہر جلبانی ضلعی ناظم جے یو آئی ڈیرہ نے کہا کہ پہلے ہمیں بیماری کی صحیح تشخیص پھر اسکے علاج اور ساتھ اس کی احتیاط کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ نزدیک بیماری جغرافیائی تقسیم، مغربی تہذیب تسلط کیلئے طاقت کا استعمال ہی دہشت گردی وانتہا پسندی ہے، قرآن کریم کا جلانا اور اسے گٹر میں پھینکنا اور جناب نبی کریم ﷺ کے توہین آمیز خاکوں کو بار بار چھاپنا مذہب اسلام کیخلاف کوئی نہ کوئی ہرزہ سرائی کرتے رہنا کیا انتہا پسندی نہیں؟ یہی عوامل دہشت گردی کے اصل محرکات ہیں، ہمیں چاہئے کہ اعتدال کے موقف پر قائم رہیں، دلیل سے بات کریں، مستقل اور پائیدار حل دلیل وبرہان میں ہے، نہ کہ طاقت کا استعمال۔ اگر مجلس علماء اسلام کے آٹھ نکاتی ہدایات اور جمعیۃ علماء اسلام کے قومی سیمینار لاہور کے مشترکہ اعلامیہ کی روشنی میں اپنے سفر کو حکمت وبصیرت کے ساتھ جاری رکھیں تو یہ تمام سازشیں دم توڑ جائیں گی، ان شاءاللہ۔ اسکے بعد فرداً فرداً ہر ذمہ دار ساتھی نے تقریباً یکساں آراء کا اظہار فرمایا۔ مولانا مفتی خالد محمود مسئول وفاق المدارس العربیہ نے مدارس کیلئے وفاق کی طرف سے جو ہدایات دی گئی تھیں انہیں تفصیلاً بیان فرمایا اور صوبائی سینئر نائب امیر مولانا محمد اقبال رشید نے مختصراً بیان میں فرمایا کہ ہمیں قدم قدم انتہائی احتیاط سے چلنا ہوگا، اس سلسلے میں اکابرین کے احکامات پر عمل کا اہتمام کرنا ہوگا۔ مولانا رشید احمد شاہجمالی نے فرمایا کہ ہمیں تین باتوں، اخلاص، اتحاد اور رجوع الی اللہ کیساتھ اپنے سفر کو جاری رکھنا ہوگا آخر میں ضلعی امیر صاحب نے فرمایا کہ علماء ومذہبی لوگوں کی بلاجواز گرفتاریوں اور مدارس کے مسائل اور مولانا غلام فرید کھول، مولانا مظہر الحق قاسمی، قاری فرید طیب کی رہائی کے حوالے سے فی الفور انتظامیہ سے بات کی جائے گی۔ اور دو تحصیلوں تونسہ اور کوٹ چھٹہ میں تھانہ سطح پر تحفظ دینی مدارس کنونشن منعقد کرکے مارچ میں ضلع سطح کا بڑا کنونشن منعقد کیا جائے گا۔ انتظامیہ سے بات چیت کیلئے کمیٹی بھی تشکیل دی گئی اجلاس میں مولانا کامل مسعود، قاری ارشد محمود، قاضی عصمت اللہ، فاروق اعظم ڈھانڈلہ، مولانا محمد عثمان ملکانی، مولانا محمد کلیم اللہ ملکانی، مولانا محمد عثمان گوندل، مولانا رحمت اللہ رحمانی، قاری اللہ وسایا رحیمی، مولانا محمد محمد اسحق ساجد، مولانا عبدالستار رحمانی، مولانا محمد بخش بخشوانی، مولانا عبدالمجید قیصرانی، احمد حسن کھلول مولانا احمد حسن، مولانا یوسف شہزاد ودیگر نے شرکت کی۔ آخر میں مولانا عبدالمجید لدھیانوی اور مولانا بشیر احمد شاہجمالی کی بلندی درجات کیلئے دعا بھی کی گئی۔

گوہر زمان شاکر سے اظہار تعزیت

جے ئی آئی ضلع صوابی کے صدر اور نمائندہ الجمعیۃ گوہر زمان شاکر کی والدہ ماجدہ گزشتہ دنوں انتقال فرما گئی ہیں، دعا ہے کہ اللہ کریم مرحومہ کی مغفرت اور لواحقین کو صبر عطاء فرمائے۔

جمعیۃ علماء اسلام زیمدارہ یونین کونسل تحصیل لعل قلعہ ضلع دیر کا اجلاس

(مراسلہ: ڈاکٹر گوہر شاہ) ۴ فروری کو جے یو آئی یونین کونسل زیمدارہ کا اجلاس امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لعل قلعہ مولانا وزیر زادہ حقانی کے زیر نگرانی مولانا سید کمال جان کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ صدارت مولانا شیر محمد خان امیر یونین کونسل زیمدارہ نے کی۔ جبکہ تلاوت کی سعادت مولانا نور العابدین جان کو حاصل ہوئی۔ تحصیل کے طرف سے مولانا وزیر زادہ حقانی امیر JUI لعل قلعہ، ناظم مالیات صدر الدین خان اور ناظم اطلاعات ڈاکٹر سید گوہر شاہ عادل نے نمایندگی کی۔ اجلاس کا ایجنڈا صدر الدین خان نے پیش کرتے ہوئے کہا کہ زیمدارہ یوسی میں اب تک ایک یونٹ مولانا حسن جان شہید کے نام سے بن چکا ہے جبکہ آج کے اجلاس میں ۲ یونٹ مزید بن جائیں گے۔ پوری یونین کونسل ۳ یونٹس پر مشتمل ہوگی۔ اس موقع پر ماہانہ اجلاس کی رپورٹ بھی پیش کی گئی۔ بعد میں ناظم اطلاعات سید گوہر شاہ نے 25/24 مارچ کو تیمر گرہ میں ہونے والے ۲ روزہ تربیتی کنونشن کے بارے میں ساتھیوں کو اطلاع دی اور اطلاعات کو بروقت پہنچانے کے لئے جمعیت علماء اسلام تحصیل کے رابطہ نمبر 03005765797 کے بارے میں آگاہ کیا۔ جبکہ شعبہ مالیات کو مستحکم کرنے کیلئے ناظم مالیات صدر الدین خان نے دستور کے مطابق طریقہ کار بتایا۔ اجلاس میں دو یونٹ ڈاکٹر خالد سومرو شہید اور مفتی نظام الدین شامزی کے نام سے تشکیل پائے۔ جس کے مطابق الشیخ حسن جان شہید یونٹ کے امیر قاری امان اللہ، ناظم عمومی مولانا گل بادشاہ اور ناظم مالیات بخت زادہ مقرر ہوئے، جبکہ ڈاکٹر خالد سومرو شہید یونٹ کے امیر مولانا شوکت خان، ناظم عمومی قاری عبداللہ کڑاکڑ اور ناظم مالیات مولانا زاہد اللہ خان جبکہ سرپرست اعلیٰ ہدایت اللہ عرف بابو صاحب مقرر ہوئے۔ اور مفتی نظام الدین شامزیؒ یونٹ کے امیر مفتی سمیع الرحمٰن، ناظم عمومی قاری عطاء الرحمٰن۔ ناظم مالیات حبیب الرحمٰن۔ معاون الیف الرحمٰن اور سرپرست اعلیٰ مولانا عبداللہ بالاتفاق منتخب ہوئے۔ آخر میں مولانا وزیر زادہ حقانی نے دعا کرائی۔



جے یو آئی اورکزئی ایجنسی حلقہ ہنگو کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام اورکزئی ایجنسی حلقہ ہنگو کا اجلاس زیر صدارت مولانا محب اللہ منعقد ہوا۔ اجلاس کی ابتداء قاری اشنا یاز کی تلاوت سے ہوئی۔ بعد میں ناظم عمومی مفتی محمد داؤد نے ایجنڈا پیش کرتے ہوئے اراکین سے رائے طلب کی کہ فروری میں ہونے والے اجتماع کو کیسے کامیاب بنائے جائیں۔ مالیاتی نظام کو کیسے مستحکم کیا جائے۔ امیر جے یو آئی اورکزئی حلقہ ہنگو میں مولانا محب اللہ نے کہا کہ سب سے پہلی چیز جس کے ذریعے انسان اپنی منزل کو با آسانی پہنچ جاتا ہے وہ اخلاص ہے تمام کارکن خود کو ذمہ دار سمجھتے ہوئے پوری للّٰہیت کیساتھ کام کریں۔ خدا کی زمین پر خدا کا نظام کیلئے جان و مال لگانا ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، جے یو آئی ملک کی واحد سیاسی و مذہبی جماعت ہے جو ذاتی مفادات پر اصولوں کو ترجیح دیتی ہے اور ہر باطل کیخلاف صف اول کا کردار ادا کر رہی ہے۔

جے یو آئی ضلع لاڑکانہ کی مجلس عمومی کا انتخابی اجلاس

جے یو آئی ضلع لاڑکانہ کی مجلس عمومی کا اجلاس قائم مقام امیر مولانا عبدالقدوس پنھور حسینی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مہمان خصوصی صوبائی ناظم عمومی مولانا راشد محمود سومرو، مولانا محمد رمضان پھلپوٹہ، مولانا مسعود افضل ہالیجوی تھے۔ اجلاس میں محبت علی کھوڑو نے تحصیلوں سے رپورٹیں لیں۔ بعد میں ضلعی امیر کیلئے مولانا راشد محمود سومرو نے نام پیش کرنے کا اعلان کیا تو تقریباً تمام جانشین علامہ شہید مولانا ناصر محمود سومرو کا نام پیش کرنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ بلا مقابلہ مولانا ناصر محمود سومرو ضلع لاڑکانہ کے امیر منتخب ہوگئے۔ بعد نماز ظہر مولانا ناصر محمود سومرو کی صدارت میں ضلعی عاملہ کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں سکھر میں منعقد ہونیوالی تحفظ مدارس ریلی کیلئے مشورہ لیا گیا۔

جے یو آئی تحصیل تلہ گنگ کے انتخابات

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل تلہ گنگ کا انتخاب کیا گیا جس کے مطابق قاری محمد زبیر اعوان امیر اور حافظ محمد ادریس جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے، دیگر عہدیداران میں سینئر نائب امیر قاری محمد یوسف الطاف، نائب امراء مولانا عزیز الرحمٰن، حاجی ملک عبدالکریم، قاری محمد سعید، حاجی ملک ممتاز، جوائنٹ سیکرٹریز قاری محمد یوسف جھاٹلہ، قاری محمد بنیامین، محمد انعام اللہ سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد، ناظم مالیات حسنین احمد مدنی اور سالار ملک محمد اویس منتخب ہوئے۔

جمعیۃ علمائے اسلام ضلع نصیر آباد کی کارکردگی رپورٹ

(مراسلہ: مولانا ورمحمد) جمعیۃ علماء اسلام تحصیل بابا کوٹ ضلع نصیر آباد کی مجلس عمومی کا تربیتی اجلاس بمقام مدرسہ دار التوحید گاؤں توحید آباد زیر صدارت مولانا ور محمد امیر جے یو آئی بابا کوٹ منعقد ہوا، اجلاس میں صوبائی نائب امیر و ضلعی امیر مولانا عبداللہ جنگ، ضلعی ناظم عمومی مولانا محمد فضل تشریف لائے۔ جمعیۃ علماء اسلام بابا کوٹ کے امیر نے خطاب فرمایا اور عمومی کے اراکین کو جمعیۃ کے مالیاتی نظام اور دستوری فیس کے بارے میں تاکید کی۔ اس کے بعد مولانا محمد فضل ضلعی ناظم عمومی نے تربیتی خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ کے کارکن سستی اور کم ہمتی کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ پرعزم اور استقلال سے جمعیۃ کا پیغام گھر گھر تک پہنچا دیں بعد ازاں مولانا عبداللہ صاحب امیر ضلع نصیر آباد نے عمومی کے اراکین سے خطاب فرمایا اور جماعت کی اہمیت اور عمومی ادارہ کے منصبی فرائض پر روشنی ڈالی۔ امیر محترم نے غیر حاضر اراکین پر سخت برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ عمومی کا جو رکن اجلاس میں غیر حاضر رہتا ہے وہ اپنے ماتحت تیس افراد کی خیانت کر رہا ہے، اور یہ بڑے جرم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ ان کے علاوہ استاذ العلماء مولانا واحد بخش مینگل سرپرست جے یو آئی بابا کوٹ و نائب امیر مولانا محمد افضل بخاری ناظم عمومی بابا کوٹ مولانا غلام قادر صاحب لہڑی و دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔

جے یو آئی تحصیل بابا کوٹ کی مجلس عاملہ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل بابا کوٹ کی مجلس عاملہ بشمول امراء یونٹس کے اجلاس بمقام گوٹھ میر محمد جنگ موضع سیجانی زیر صدارت امیر محترم منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلعی اور مرکزی سرکولرز پڑھ کر سنایا گیا بعد ازاں دستوری فیس ابتدائی ارکان سے وصولی اور یونٹوں کے اجلاسوں کی رپورٹ لی گئی جن میں سے یونٹ توحید آباد سے 1300 روپیہ اور یونٹ رحیم آباد سے 2100 روپے وصولی ہوئی۔ تمام یونٹوں کے امراء کو تاکید کیا گیا کہ جو دستوری فیس فی رکن 10 روپے ہیں اس کی وصولی یقینی بنا کر آئندہ عاملہ کے اجلاس تک وصول کریں۔ فیصلہ ہوا کہ تحصیل کی تمام یونٹوں میں تربیتی پروگرامات منعقد کیا جائے گا جن میں ضلعی و تحصیلی رہنما خطاب فرمائیں گے۔

کلورکوٹ میں جے یو آئی پنجاب کے جائنٹ سیکرٹری چوہدری شہباز گجر کا جے ٹی آئی کی تقریب سے خطاب

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جوائنٹ سیکرٹری چوہدری شہباز احمد گجر ایڈووکیٹ نے گزشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام کلورکوٹ ضلع بھکر میں ایک تربیتی اجتماع سے خطاب کیا۔ پروگرام سے جے یو آئی ضلع بھکر کے امیر مولانا صفی اللہ نے بھی خطاب کیا۔ پروگرام کے بعد چوہدری شہباز گجر نے ایک پرہجوم کانفرنس سے بھی خطاب کیا اور صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ واپسی پر انہوں نے بھکر میں جے یو آئی کے مرکزی سرپرست اعلیٰ مولانا محمد عبداللہ صاحب سے بھی ملاقات کی اور ان کی خیریت دریافت کی۔

کل سندھ حمد و نعت کانفرنس

خراج عقیدت بحضور

شہید اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو رح

بتاریخ 31 مارچ بروز منگل بعد نماز مغرب بمقام روپا نگر تھانہ بھولا خان ضلع جام شورو

زیر صدارت حضرت مولانا عبدالقیوم جوہر بروھی

مہمان خصوصی:

حضرت مولانا راشد محمود سومرو صاحب

عالمی شہرت یافتہ نعت خواں
مفتی انس یونس (کراچی)

وادی مہران کے مشہور نعت خوان
الحاج امداد اللہ پھلپوٹو

اس کے علاوہ صوبہ سندھ کے ہر ضلعے سے ایک منتخب نعت خوان کو کلام سنانے کا موقع دیا جائے گا۔

نوید مسرت: شرکا محفل کے لئے بذریعہ قرعہ اندازی ایک مفت عمرہ ٹکٹ کا اعلان کیا جائے گا۔

بتعاون: عباس ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن، موتیانی محلّہ، تھانہ بھولا خان، ضلع جام شورو 03469010786



قائد جمعیۃ

حضرت مولانا **فضل الرحمٰن** صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام

فخر جمعیۃ حضرت مولانا

عبدالغفور حیدری مدظلہ

مرکزی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام

کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے دامے درمے، سخنے قدمے تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ کریم انہیں وطن عزیز میں اسلام کی سربلندی، ملک کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع استحکام اور قومی ودینی حمیت کو آزادی کے لئے مخلصانہ جدوجہد کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

منجانب

حضرت پیر عبدالمنان مکی، مولانا غلام رسول مینگل، ابوزبیر قاری عصمت اللہ کھوڑو، بھائی عنایت اللہ خدرانی، مولانا مراد بخش الحسنی، در محمد ملازئی قاری احمد دین واسو، مولانا اللہ ڈنو چنا، مولانا عبدالحق ملازئی، مولانا محمد ابراہیم قلندرانی، حافظ عبدالمالک سمالانی، سلیم چنا، مولانا عبدالجبار چنا زاہد مقصود قریشی، حافظ غلام قادر مردوئی، حافظ عبداللہ جاموٹ کرخی، عبدالحلیم خدرانی، حافظ مہر اللہ گھنیہ، حافظ نصیر ساسولی، مولانا شاہ نواز مینگل، حافظ غلام مصطفیٰ کھوڑو، حافظ عبید اللہ گل ملک، حافظ زبیر یونس مروت، حافظ عامر خلیل ابڑو، قاری محمد زاہد پھل، حاجی الطاف خان کھوڑو، مولانا علم الدین چنہ، حافظ محمود ملازئی، مولانا نصر اللہ شاہوانی، مفتی عبدالرحمٰن شاہوانی، قاری عمر کھوڑو قاری سہیل احمد ملک، صبغت اللہ کھوڑو، مولانا عبدالغفور کلوئی، عطاء اللہ پہلوانزئی، مولانا عبدالمالک منشی مردوئی، حافظ عبدالقدوس الحسنی، گل محمد ملازئی، بشیر احمد مینگل، حافظ زبیر احمد پھلپوٹہ مولانا خالق داد مینگل، امداد اللہ مینگل، ڈاکٹر حسین ارشاد، ودیگر اراکین جمعیۃ علماء اسلام، مکہ مکرمہ سعودی عرب

مفتی محمودؒ اکیڈمی پاکستان

زیر سرپرستی

قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ

مفتی محمودؒ اکیڈمی پاکستان، کراچی یک علمی و تحقیقی ادارہ ہے جو مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ کے سوانح اور افکار و خدمات کی ترویج و اشاعت کے لئے 1998ء سے سرگرم عمل ہے۔ جس نے حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ اور مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ ایسے عالی مقام رفقاء کے تعاون اور نامور محقق ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کی مشفقانہ مشاورت و نگرانی میں مختصر عرصہ میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی حیات و خدمات کے بارے میں پانچ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور اسی قدر زیر ترتیب ہیں۔

احباب کو نوید ہو

کہ اکیڈمی کا باقاعدہ دفتر گزشتہ تین ماہ سے الجمعیۃ سیکرٹریٹ نزد جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں قائم ہو چکا ہے۔ ارکان جمعیۃ اور محبین و معتقدین حضرت مفتی محمودؒ سے درخواست ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے بارے میں کوئی علمی شہ پارہ، یادگار واقعہ، یا کوئی بھی قابل اشاعت چیز موجود ہو تو اکیڈمی کو استفادے کا موقع دیں تاکہ اس کی بروقت اور شایانِ شان اشاعت کا اہتمام کیا جاسکے۔

حضرت مفتی صاحب کے بارے میں ماضی میں شائع ہونے والے لٹریچر کی اشاعت بھی اکیڈمی کے منصوبے میں شامل ہے۔ تکرار و تضاد سے مبرا معیاری لٹریچر کی اشاعت کے لئے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی ہدایت کے مطابق انفرادی اشاعت کی بجائے متعلقہ شخص یا ادارہ اپنی رائے اور کاوش سے مفتی محمود اکیڈمی سے تعاون کریں۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی حیات و خدمات کے بارے میں **مفتی محمود اکیڈمی ہی واحد مستند ادارہ ہے۔**

محمد فاروق قریشی مینجنگ ڈائریکٹر مفتی محمود اکیڈمی پاکستان

6811/A نزد جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، فون نمبر 34190606-021۔ موبائل 0321-2946776